U25106

2-12-09

Title - Deewan Qaisar Maroof Ba Farman Sukhan

Creator - Shah Ameen Uddin Qaisar Allahabadi

Publisher - Namoor Press (Allahabad).

Date - 1900

Pages - 272

Subjects - Dawaween.

ماشاء اللہ لاقوۃ الا باللہ

تقریظ حضرت حاجی حرمین شریفین کامل اکمل فاضل اجل جناب حافظ شاہ حکیم مولانا
محمد حسین صاحب خان بہادر محب الٰہی فریدی چشتی صابری دام ظلہ و فضلہ
بر دیوان فصاحت عنوان حضرت شاہ امین الدین صاحب سجادہ نشین دایرہ
مین پھر اسکے شاہ محمد سلیم صاحب پھیانی افضل الٰہ آبادی نقشبندی محمدی متخلص بہ قیصر
مہر درخشان

موسوم بہ

فرمان سخن

در مطبع نامی پریس بلب مقام الٰہ آباد بہ حلیہ طبع آراستہ شد

سنہ ۱۹۰۰ء

بسم الله الرحمن الرحیم

حق حق حق

دوش جا یافتم به بزم کمال — وه چه بزمی ز حسن مالامال
بارگاهی که در پس و پیشش — از ادب دورباش گوشت خیال
نه خرد را به فکر او طاقت — نه نظر را به سیر اوست مجال
به تگاپوی شخص اندیشه — سر فرشتش نمی‌شود پامال
باده رنگین در او چو خون شفق — شمع روشن چو کوکب اقبال
زان ولا و ز بوی غالیه بیز — بر صبا رشک برد باد شمال
پرورش از نسیم نکهت گل — پای زنجیر بود باد شمال
اندران جلوه گاه ناز و نیاز — از خرد گوش خورد بانگ تعال
آمد آن مست ناز جلوه کنان — حسن از پیش و فتنه در دنبال
مست و آشفته و خمار آلود — به نگه از غمزه در فتنه سگال
دام به دوشش از خم گیسو — تیغ در دست از نگاه جلال
گفتمش کیستی و در چه سری — آنکه هر حرف تست سحر حلال
گفت نامم فصاحت ست به دهر — به زبان تمام اهل کمال

قیصر کشور سخن سنجی
داد ترتیب نسخۂ دیوان
آمدم تا شوم بروقت بان

صوفی باصفا ستودہ خصال
وہ چہ دیوان کہ رشک عقد لآل
گر قبول افتد زہے اقبال

الله الله شاہد قدرت کی دلفریب ادا اور نگاہ شوق تماشا دل سودا زدہ کو کہان کہان لیجاتا ہے اور اوس تمثال بے مثال کا نظارہ دیدۂ حقیقت بین کو کیا کیا نیرنگیان دکھاتا ہے محبوبیت کی تجلی دکھانے کو کعبہ کے حرم سرا تک لیجاتے ہے - شان جلال کی نمائش مدنظر ہو - دیر و بتخانہ مین پھراتے - کل کی رات عجیب رات تھی آخر حصۂ شب عالم خالی از شور و شغب آسمان پر مہر درخشان کے طلوع کی تیاری زمین پر شب کی سیاہی سے بمصداق یخرجہم من الظلمات الی النور سپیدۂ سحر کی نموداری نسیم صبح کے جھونکون سے درختون کی لچک شگوفون کی چٹک نوشگفتہ پھولون کی مہک ایک عجیب بہار کا عالم دکھا رہی تھی - اودھر ان فی خلق السموات والارض لآیات کی تفسیر کائنات کے صفحات سے پڑھنے کا دل پرشوق طاری ادھر نشۂ خواب کا آنکھون پر ہجوم بے اختیاری - اس کشمکش نے ایک دوسرے عالم مین پہونچایا - بیخودی کی کشش نے عالم خیال کا تماشا دکھایا - عالم خیال بھی ایک عجیب طلسم حیرت افزا ہے اس جہان سے اس جہان کا نقشہ الگ رنگ جدا ہر چیز نرالی ہر شان انوکھی ہر ادا ان سمجھی ان دیکھی گفت و شنید ہے مگر نیاز مند زبان و گوش نہین دید دید ہے مگر پابند چشم و ہوش نہین اسی عالم کا خاصہ ہے کہ وہم کی اختراعی صورتون کو واقعی کر دکھلائے امور واقعیہ کو کان لم یکن شیئاً مذکورا بنائے ذرون کو خورشید تابانکی خود نمائی قطرون کو بحر بیکران کی پہنائی کا لباس پہنائے - فکر کی رہبری نے ایک مجلس مین پہونچایا مجلس نہایت پر تزئین گویا عرش بزمین آمدہ فردوس برین یہین و بسیار جمع بزرگوار باعزت با تمکین باوقار تقدس جنکے قدمون پر نثار حضرت سعدی - حافظ - جامی نظامی - عراقی - مغربی ایک جانب اہلی - نظیری - کلیم - میر - سودا - ناسخ - آتش کی خیالی

صورتین ایک طرف معلوم ہوا کچھ علمی صحبت اہل سخن کی جمعیت سے ہے دل و زبان مین
باہمی گفتگو۔ ہر ایک کو اپنے فضیلت کے اظہار مین غلو ہے دل کی کوشش کہ
زبان پر فوقیت لیجائے زبان کی خواہش کہ دل کو نیچا دکھائے یہ بزرگوار کچھ تو
زبان کے جانب دار کچھ دل کے غمخوار زبان کی باتین سننے مین ترجمان کلام
قدیم ہون مین ہمدم موسی کلیم ہون افصح العرب و العجم کا اعجاز میرے دم سے فصاحت
و بلاغت کی خانہ آبادی میرے قدم سے مین دین کے اسرار کی کھولنے والی ہر
شخص کے قدر و منزلت کو میزان اعتدال مین تولنے والی۔

دل۔ میرے روبرو گرم گفتگو ہو زبان کی یہ مجال جس حرم سرا کا مین محرم ہون زبان کی
اُس در تک رسائی محال جو اسرار نہفتہ ہین بیان کرون زبان فقط اوس کی ترجمان ہے میرا
مسکن ہین اصبعین من اصابع الرحمن ہے مین حضرت ایزدی کا منظور نظر ہون نگینے مین گو ناسوتی
مگر فی الحقیقت لاہوتی جوہر ہون عرش و فرش سے تو میری ہی فضیلت پائی نہین اُس حقیقت
کا مین مظہر ہون ارض و سما مین جس کی سمائی نہین۔

زبان۔ تو کچھ بھی سہی مگر میری ذات سے ایک عالم کو سروکار ہے ایک جہان بے میری
امداد کے لاچار بے زبان ہاسنے کوئی ریختہ پا سکنے دشوار جو قدا پست ہین وہ میری
بدولت ذکر حق مین مست ہین بادہ خوارون مین میری آبرو طاعت گذارون مین میری گفتگو۔

دل۔ مین کون ہون رموز الہی کا گنجینہ میرا سینہ اسرار حق کے خزینہ کا دفینہ۔

زبان۔ یہ سب ہی مگر تجھ مین ایثار کی بو نہین سخاوت کی خو نہین جو کچھ عطاء الہی سے ملا بہ
ممکن کیا کہ کوئی پا سکے ایک مین ہون کہ جو پایا اُٹھا یا جو لیا دیا۔

دل۔ تو اسرار حق کی محرم راز نہین اہل دنیا اہل کلام تجھے امتیاز نہین بات ادہر کی اودہر کہی۔

زبان۔ مین وہ شاہد عادل ہون کہ ایمان کی دستاویز بے میری شہادت کے
مستجل نہین علوم و فنون کی باریکیان میرے بیان کے بغیر حل نہین مین کشاف تفاسیر

جہان ہون مین مفتاح معانی و بیان ہون مین شارح مقاصد این و آن ہون -

دل- اقرار لسانی بے تصدیق جنانی کے بیکار اگر کسی مین محض زبانی جمع خرچ ہے تو انعام تو کیا ہے اُسکا سزا اور اگر نقوش و علوم میرے خزانے سے نہ ملین تو زبان کا بیان بالکل ساقط الاعتبار -

زبان- مین وہ عزلت گزین ہون کہ گوشۂ عافیت سے پاؤن باہر نہین نکالے مگر زمین و آسمان کی خبر مجھ سے سن لیجئے -

دل- تجھ مین نیر کم ہے شر بیشتر تیرا نفع ہے زیادہ ضرر اسی لئے کام و دہان کے قیدخانہ مین تو نظر بند ہے بتیس سرہنگان سرکاری ہر وقت مسلط ذرا حد سے متجاوز ہوئی سزا دینے کو آمادہ تیرا جرم صغیر ہے جرم کبیر اسی لئے ہل یکب الناس على النار الا حصائد السنتهم تیری شان مین وارد ہے -

زبان- تیری ذات مملکت جسمانی کے لئے سرمایۂ فساد اجزائے بدن کی بگاڑ کی تجھی پر بنا اذا فسدت فسد الجسد کلہ مین تیرے ہی حال کا بیان ہے -

دل- مین کشور بدن کا حکمران ہون اُس کا بگاڑ میری نگاہ غضب کا نتیجہ اوس کا بناؤ میری چشم عنایت کا ثمرہ جہان میرے فساد سے اُس کا فساد ہے اُسکی صلاح بھی میری صلاح سے وابستہ -

زبان- تیری کوئی بات قابل اعتبار نہین ہر دم بدلتے رہنا تیرا کام ہے قلب اسی لئے تیرا نام ہے -

دل- میرے انقلابات کے بھید سے تو واقف نہین مین اُس حقیقت کا جلوہ گاہ ہون جو ایک قید کی پابند نہین کل یوم ھو فی شان اُسکی شان ہے میرے انقلابات کا سبب اوسکی شیونون کا تغیر ہے -

ان دونون کے مباحثے نے طول کھینچا نہ دل کو بیان مدعا مین سکوت نہ زبان کو رد و قدح مین خاموشی ہر ایک کو اپنے مطلب کے اثبات مین گرمجوشی یہ رائے ہوئی کہ کوئی حکم قرار دیجئے یہ مباحثہ اُس کے روبرو پیش کیجئے مگر حکم ایسا ہونا چاہئے جو زبان کا بھی ادا شناس اور دل کا بھی درد آشنا ہو - حاضرین مجلس کچھ تو ایک جانب کے طرفدار اور کچھ پرانے زمانے کے بزرگوار اس زمانہ کا طرز جدا طور اور اسی فکر

مین تھے کہ دور سے ایک بزرگ نظر آئے میانہ قد گداز بدن ساٹھ یا ستر برس کا سن خوش سیرت خوش صورت خوش منظر قابلیت معنوی کے آثار صورت ظاہری سے جلوہ گر ہاتھ مین ایک کاغذ کا دفتہ پیری کا عالم مگر ظرافت مجسم اہل مجلس نے تعظیم لیا اور نام و مقام استفسار کیا فرمایا مین ایک عمر سے شاہد غزل کی زلف گرہگیر کا گرفتار ہون خمخانۂ محبت کا بادہ خوار ہون میرے ساغر مین اگر شراب ہے تو خونابۂ دل و جگر ہے میرے سینہ مین اگر غم ہے تو ابروے کے خنجر سے میرے لب پر جو فغان ہے دل کی بھڑکتی ہوئی آگ کا دھوان ہے حسن معنی کا جو تماشا ہون معنی حسن کا حقیقت آشنا ہون میرے تلملاتے دل مین داغ کے سوا چراغ نہین دشت گمنامی کے سوا کہین میرا سراغ نہین گو شہرت نام سے کمتر ہون مگر قلمرو سخن کا قیصر ہون پستی مین نقش بوریاے عزلت ہون بلندی مین غبار راہ محبت —

راقم

گل ز پیراہن من جامہ دریدن آموخت	بلبل از شورش من نالہ کشیدن آموخت
تا مرا گشت جنون در فن عشقش استاد	لخت دل از مژہ از دیدہ چکیدن آموخت
بلبلان را بہ ہواے گل رعناے چمن	نالۂ زار [illegible] طرز پریدن آموخت

کسی نے پوچھا کہ یا من یلوح لمعات الشرافة من جبینک ما اسمک فرمایا یہ دیوان اشعار ہے اس کا ہر شعر رشک گوہر شاہوار ہے دیوان جو کھولا تو یہ شعر نکلا سادہ وضعی پہ ترے خلق خدا مرتی ہے [illegible] کا محتاج جانب داران زبان نے تعریف تو کی لیکن دل کے غمخوارون پر عجیب کی حالت طاری ہوگئی زبان والون کو حیرت تھی کہ اس مین کیا بات تھی جس نے ایسی تاثیر کی بندش مین صفائی الفاظ مین تناسب ترکیب مین سلاست سہی مگر ایسی کہین کہ یہ اثر ہے دل کے جانب دارون نے کہا کہ تمھاری اس شعر کے مفہوم تک رسائی نہین محض زبان کی شستگی الفاظ کی درستگی پر تمھاری نظر ہے اس شعر مین حقائق کے دریا کو کوزے مین بند کیا ہے۔ سادہ وضعی عبارت ہے مرتبۂ غیب الغیب سے جس مین ذات تمام اعتبارات اور سارے تعینات سے خالی محض [illegible] اور ناپید ہونے خلق کا تحقیق اتنزل صفات کے مرتبہ مین ہے اور صفات مین بھی صفات اضافی مطلب

یہ ہوا کہ غیب الغیب کے مرتبہ مین ذات تمام اعتبارات کونی سے بیگانہ ہے اسی
کی طرف اشارہ ہے ان اللہ لغنی عن العلمین دوسرے مصرعہ مین خلق
اور خالق ممکن اور واجب مین ارتباط کی وجہ بیان ہے بیساختہ مین غیر مخلوق ہوتا ہے
ممکن کو واجب سے اسی وجہ سے ارتباط ہے کہ یہ مخلوق ہے اور وہ غیر مخلوق -
مخلوق ہی کا اگر محتاج رہے تو دور ہو یا التسلسل -
اس شعر کے حُسن اور اس تقریر کے افسون نے تمام اہل مجلس کو کیا جانب داران
زبان کیا غمخواران دل ایسا لبھایا کہ سبھون نے اس جھگڑے کا حکم انھین بزرگ کو
ٹھیرایا اِدھر سے ارشاد ہوا کہ حقیقت تو یہ ہے کہ زبان کا جوہر سخن ہے اور سخن کے
ساتھ وابستہ ہر انو کہن ہے عاشق و معشوق مین اسی سے واسطہ خالق و مخلوق مین
اسی سے رابطہ اس کا گذر عاشقون کے دل مین اس کی رسائی معشوقون کی محفل مین
دیوانون کو یہ ہوشیار ہے ہوشیارون کو دیوانگی تمام بیگانون سے اسکو
آشنائی اور تمام آشناؤن سے اسکو بیگانگی - بیگانون سے آشنائی اُنکی استعداد
فطری کے مطابق آشناؤن سے بیگانگی اپنے کمال اور بے نیازی کے موافق علوم
وفنون سے کوئی کیسا ہی ماہر ہو مگر سخن کی نکتہ سنجی کے بغیر امکان کیا کہ کسی پر کمال علمی
ظاہر ہو یہ سب سہی مگر حقیقت مین زبان گنج دل کی دربان ہے بارگاہ عریض الجاہ
قلب کی ترجمان نغمہ کیسا ہی موزون ہو شعر کتنا ہی پُر مضمون ہو اگر اُس مین دردِ الفت
کی چاشنی نہین تو بالکل بے نمک ہے بلکہ اہل مذاق کے نزدیک حرف غلط کی طرح
صفحہ ہستی سے قابل حک ہے - اور یہ بھی دلنشین ہے کہ شعر کیسا ہی عالی ہو مگر مخاطب
جذبات قلبی کی فطری قابلیت سے خالی ہو تو بھینس کے آگے بین ہے - حاصل یہ ہے
کہ ہیکل انسانی کی حکمرانی تو دل کا کام ہے اور زبان لشکر و آلات کے قائمقام جسطرح
تصرف کرنے مین حاکم لشکر سے بے نیاز نہین اُسی طرح لشکر کام کرنے مین حاکم کا محتاج
ہے احتیاج کا علاقہ دونون مین قائم ہے مگر حکمران کو لشکر پر ترجیح ہے اسی طرح
دل حاکم اور زبان محکوم ہے مگر نسبت احتیاج دونون مین ثابت باین ہمہ دل کو
زبان پر ویسی ہی شرافت ہے جیسی حاکم کو محکوم پر مین دل و زبان دونون کا منت کش
ہون اور کیفیت جنانی اور ذوق لسانی دونون کا ذائقہ چش اس لئے میرا فیصلہ اس

بارہ مین جتنی ہے تصدیق کی ضرورت ہو تو دیوان میرا شاہد عادل ہے ۔ ۵

ما بہرہ از کنوز سخن برگرفتہ ایم | ہر صفحہ را ز خویش بگوہر گرفتہ ایم
یک از دگر بکاوشِ دلہاست تیز تر | ہر صفحہ را بہ صد دم خنجر گرفتہ ایم
تا در سخن علم شدہ تیغ زبان ما | ہر نقطہ را بقیمت جوہر گرفتہ ایم
ما کاسہ لیس ساقی غنیم عیب چیست | مینائے مے اگر ہمہ در بر گرفتہ ایم
امروز پایہ سخن انجبار رسا تدہ ایم | کز خویش قدر خویش فراتر گرفتہ ایم
چندانکہ خویش را بفصاحت ستودہ ایم | خود را از اوج پایہ فروتر گرفتہ ایم
آنیم کز بلندی طبع بلند خویش | کرسی بہ بابِ عرش منظر گرفتہ ایم
ہر صفحہ را ضیاے زخورشید دادہ ایم | ہر نکتہ را فروغ ز اختر گرفتہ ایم
در فکر شعر تر ہمہ خوناب خوردہ ایم | تا نظم خود بہ بادۂ احمر گرفتہ ایم
از بسکہ میل داشت بہ حُسنِ کلام ما | صد بار فکر بہ بستر گرفتہ ایم
ملک سخنوریست بزیر نگین ما | ما نام خود بہ ہر زدنہ قیصر گرفتہ ایم

دیوان جو دیکھا تو گویا فصاحت و بلاغت کا ایک خیابان ہے جس کی ہر کیاری خلد برین سے
زیادہ پیاری ہر روش پر ابر بہاری کی گہر باری درختون کے تلے لطافت کی نہرین جاری
شاخون پہ کہین کویل کی کوک کہین فاختہ کی کوکو کہین بلبل شیدا کی صدا کہ لا فصیح الا ھھ
دیوان نہین ہے بستان محبت کے لئے خمخانہ ہے جسکا ہر شعر بادہ ذوق کا پیمانہ ہر
ہر مصرعہ اپنے حُسن کی شراب مین مدہوش فرط نشہ مین گرم جوش و خروش کہ ما بیک
جرعہ مے منت ساقی نکشیم ۔ اشک ما بادہ ما دیدہ ما شیشہ ما ۔ الفاظ کی آبداری تشنہ
کامان دشت فرقت کے لئے شراب ریحانی عبارت کی حلاوت اُلفت کے گرسنہ
چشمون کے واسطے غذائے روحانی ہان کوتاہ بینوں کا خیال ہے کہ تازہ مضامین کا
اب ملنا محال ہے ۔ اُنکے نزدیک خزانہ قدرت مین اوسی قدر سرمایہ تھا جو اگلونکو مل چکا اب
یا تو خزانہ تہی یا خزانہ بخشش مین کرم کی خو نہ ہے باد بہاری روز روز باغ مین نئے نئے
گل کھلائے ابر نیسان آغوش صدف مین ہمیشہ قطرہ بارانکو گوہر آبدار بنائے بلبل شاخ
گل پہ ہر صبح نئے راگ گائے ایک طبیعت انسانی نے کیا گناہ کیا ہے جو نئے نئے
مضامین کے فیض سے محروم رکھی جائے زمانہ کی روز نیرنگیان دیکھنے مین آتی ہین

نہ تحیر افزا نہ تعجب خیز ایک زمین شعر مین تازہ مضامین کی پیدا وار حیرت انگیز انکا خیال ہے
کہ حریفان بادہا خوردند و رفتند تہی خمخانہا کردند و رفتند ہرگز نہین بلکہ حریفان بادہا خوردند
مردند و سے خمخانہ را باخود نبردند ہنوز آن ابر رحمت درفشان است خم و خمخانہ با مہر و نشان است
دور کیون جایئے حضرت قیصر کا دیوان ملاحظہ فرمایئے ہر ہر شعر سلمائے معنی کا مرقع
ہر غزل لیلائے لطافت کے لئے آئینہ دیوان کیا ہے تازہ مضامین کا ایک گنجینہ۔
کہین عشق کی جانگدازی کہین حسن کی فتنہ پردازی نعت کے کلام مین نازک خیالی کا
صرف کرنا اور اوس کو عشق کے بیگانہ لب ولہجہ مین ادا فرمانا اور پھر رشتۂ ادب کو
ہاتھ سے جانے نہ دینا کس قدر مشکل امر ہے بڑے بڑے نعت گویون کو دیکھا ہے
جہان نعت مین عاشقانہ مضامین کی چاشنی دینے کا خیال پیدا ہوا ادب ہاتھ سے
جاتا رہا انھین الفاظ کو استعمال مین لاتے ہین جو معشوقان مجازی کے عشق مین بولے
جاتے ہین کوئی حضور کی چشم عنایت کو غضب ناز بھری چتون کوئی آپ کے دیدہ حقیقت
بین کو آورد چشم کافری باندھتا ہے کوئی تو اور تیرے بے ادبانہ الفاظ کے ساتھ
اوس جناب کو مخاطب بناتا ہے قیصر نے نعت مین اس طرز سے جداگانہ روش اختیار
کی نعت مین انکے کلام سے اگر انتخاب کیا جائے تو ایک دفتر ہو جائے مگر
تمثیلاً ایک شعر لکھتا ہون جلوۂ نام نبی کی لو لگی ہو گر اوسے اپنی چوٹی پر جلائے شمع
کوہ طور آج جلوۂ نام نبی عبارت اوس اسم سے ہے جس کے مظہر حضرت خیر البشر
ہین وہ اسم جامع جمیع کمالات ہے اور انبیاء مرسلین کی ذوات مقدسہ مین مظہریت اس
اسم جامع کی نہین تجلی حق قوابل کے اختلاف سے مختلف ہوتی ہے حضرت موسیٰ
کے لئے طور تجلی کا کچھ اور طور تھا حضور کے لئے شب معراج مین جلوۂ حق کا رنگ
کچھ اور اس لئے طور سے مخاطبت ہے کہ اگر اس تجلی کا ظہور ہے جس کی حضور کے
اسم سے نمو ہے تو آج اسکی شمع جلاوے ورنہ تجلی کلیمی اس شب کے مناسب نہین
کہین کہین تصوف کے باریک نکتون کو شاعرانہ لباس مین ایسا چھپایا ہے کہ بحر معرفت
کے اداشناسون کے اور کو اصل مقصد کی شناخت محال ہے اگلے بزرگون کا
بھی یہی طریقہ رہا ہے کہ حقیقت کے دقیق مضامین کبھی خد و خال غنج و دلال کے
پیرایہ مین کبھی مے و میخانہ ساغر و پیمانہ کے لباس مین ادا فرماتے کبھی گل و بلبل کبھی

شمع و پروانہ کا استعارہ کام مین لاتے اس مین اُنکی نظر مین غرضین ملحوظ تھین مثلاً
مبتدی کو معقولات محض کے اُنکاخ بلند تک پہونچنا دشوار حسن و خیالات کے آلات اُنکے
رسائی فہم کے لئے زینہ اسوجہ سے محض معانی کا محسوس شکلون مین بیان کرنا اُنکی سمجھ کے
مناسب ہوتا ہے دوسرے ہر شخص حقیقت کے پوشیدہ اسرار کا محرم نہین۔ ان
رموز مخفیہ کو استعارہ کے پیرایہ مین ادا کرنا ہر نااہل کی نظر سے بچانیکا ذریعہ ہے
تیسرے طبیعت انسانی کو عشق و محبت کے ساتھ فطرتی علاقہ اور ذاتی رشتہ ہے
اسیوجہ سے جو مضمون محبت کے اشارے اور کنائے عاشقون کے لب و لہجہ مین
ادا ہو دلچسپ ہوتا ہے اور جس قدر کسی کلام مین دلاویزی ہوگی فائدہ ہوگا قیصر نے
بھی اسی سنت کے موافق تصوف کے باریک مضامین کو بالکل شاعرانہ خیالات مین ادا
فرمایا کہ ظاہر بینونکی فہم کی رسائی و ہانتک ہو ہرچند ایسے عالی مضامین کے ادا کرنے
مین لطف شاعری کا ملحوظ ہونا وقت سے خالی نہین مگر قیصر کے کلام مین خصوصیت ہے
کہ حسن بالغت کے ساتھ تشبیہات کی خوبی استعارات کی خوش اسلوبی محاورات کی
چستی الفاظ کی درستی نظم کی پختگی ترکیب کی شستگی خیالات کی تازگی طرز جدید کے ساتھ
طرز قدیم کی پابندی اور دیگر خوبیون کو اس عمدگی سے ملحوظ رکھا ہے کہ عقل کو تحیر ہوتا ہے
مثلاً توحید مین فرماتے ہین شعر کنشت و حرم مین اُنھین کا ہے جلوہ ٭ وہ دونون گھرونکے
او جالے ہوئے ہین۔ دوسری جگہہ لکھتے ہین ؎ وہ کہہ رہے ہین کہ رنگ دوئی
نہین ہم مین چمن مین ہم ہین نگہون مین ہین ہم بہار مین ہم مقصود یہ ہے کہ عالم مین جو
چیز دکھائی دیتی ہے یا علت ہے یا معلول علیت کے آثار فاعلی اور مادی مین زیادہ
نمایان ہین صوری کا ظہور معلول کے ساتھ ہو غائی کا معلول کے بعد گل معلول ہے
چمن اوسکی علت مادی اوسی کی اجزا سے اوسکا وجود ہے بہار اوسکی علت فاعلی مگر
نظر حقیقت مین یہ سب ایک ہستی مطلق کے جلوے ہین دوسری جگہہ ارشاد فرمایا ہے
؎ مری آنکھون کے پردے دیکھئے کیا کام کرتے ہین ٭ چلے آتے ہین وہ ان کھڑکیون
سے خانۂ دل مین۔ فی الحقیقت نور معرفت دل کے اندر ہے آنکھون کی دید دلی وجدان
کا ذریعہ بصر کی عبرت نگاہی دیدۂ بصیرت کے کھولنے کا وسیلہ ہے یہ روزن ہے
وہ نہانخانہ یہ در ہے وہ کاشانہ دل آگاہ اس کا جلوہ گاہ اسی سے لئے وارد ہوا

سنریہم ایتنا فی الآفاق وفی انفسہم حتی یتبین لہم انہ الحق کہین اس راہ کی دشواری کو بیان کیا ہے ؎ کوچہ عشق وہ ہے جس مین منزل کا پتہ نہین رہبر کوئی ہو راستہ کی انتہا کسی کو نہ ملی نہ ملے آس مضمون کو کس خوبی سے ادا کیا ہے ؎ طریقے مجکو کیا آکر بتائین گے محبت کے ٭ جناب خضر خود اس راہ مین گم کردہ منزل ہین۔ کسی بے ادبی کس بے ادبی کے ساتھ یہ مضمون لکھا ہے ؎ کوچہ عشق کی راہین کوئی ہمسے پوچھے خضر کیا جانین غریب اگلے زمانے والے۔ آس مضمون کو قیصر نے دوسری جگہ صاف صاف کھول دیا ہے ؎ کبھی تا منزل مقصود سالک بھی نہین پہونچے ٭ حقیقت مین خدا دانی کی راہین سخت مشکل ہین۔ ایک جگہ تعینات مین تفرقہ کو نہایت خوبی سے بیان کیا ہے ؎ گیسوئے یار ہین خط رخسار سے الگ ٭ خط شکست ہے خط گلزار سے الگ عالم کے لئے دو قسم کا تعین ہے ایک تعین علمی جو اعیان کے مرتبے مین ہے یہ ذات سے کبھی جدا ہوا نہ ہو دوسرا تعین عینی عالم ظہور مین جسکی نمود اس کے لئے کبھی نمود ہے اور کبھی نہین سبزہ رخسار تعین علمی سے عبارت ہے اور گیسو تعین عینی سے کنایہ یہ قابل عدم ہے اس لئے خط شکست سے اوسکی تعبیر کی اور وہ باقی اور دائم اس لئے خط گلزار اس سے کنایہ یا یہ کہا جائے کہ عالم ظہور مین عالم کے لئے دو قسم کی نمود ہے ایک تعین روحانی دوسرا تعین جسمانی سبزہ رخسار تعین روحانی سے عبارت ہے اور گیسو تعین جسمانی سے تعین جسمانی قابل شکست ہے اور تعین روحانی باقی اور ستم عالم مین دونون گڈمڈ ہین مگر نگاہ حقیقت بین مین ہر ایک دوسرے سے جدا کہین دلی جذبات کو محض روزمرہ کی بول چال مین ادا کیا یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپس مین بے تکلف باتین کرتے ہین مثلاً فرماتے ہین ؎

کس قدر فرقت مین تڑپاتا ہے دل ٭ پارہ سیماب بنجاتا ہے دل
اولٹی ہی ہر وقت سمجھاتا ہے دل ٭ کیا غضب کرتا ہے جب آتا ہے دل

دوسری جگہ فرماتے ہین ؎ زور بڑھتا ہے ناتوانی کا ٭ عشق اک روگ ہے جوانی کا عہد موسیٰ سے اس کے جلوے نے ٭ ناز سیکھا ہے لن ترانی کا۔ کہین حاسدون کی خبر لی ہے تو اس عنوان شایستہ سے کہ بیماری حسد کے سبب کا بھی اسی سے پتہ چلتا ہے فروغ اپنا نظر کو حاسدونکی خیرہ کرتا ہے ۔ نگاہون مین ہم اونکے اس سے ناقص ہین

کر کامل ہین علاوہ صنعت طباق اور ایہام اور تعریض کے حسن تعلیل بھی نہایت عنوان شائستہ
سے ادا کیگئی علم اخلاق مین ہے کہ حسد کا تعلق کسی کمال ذاتی یا کسبی یا وہبی کے ساتھ ہوتا ہے
حاسد یہ چاہتا ہے کہ محسود مین کمال نہ رہے چاہے اسکو ملے یا نہ ملے مفلس کی نظر
مین تونگر اسی وجہ سے کھٹکتا ہے کہ صاحب دولت ہے کمالات عطایائے الٰہی ہین
اور انکا ازالہ یا انقطاع اس کا اختیاری نہین اسیوجہ سے مریض حسد مایوس العلاج ہے
سعدی نے خوب فرمایا ہے ؎ بمیرتا برہی اے حسود کین رنجیست کہ از مشقت او جز
بمرگ نتوان رست ۔ غرض یہ ہے کہ اس دیوان کو جس حیثیت سے دیکھئے بیمثل ہے
اور کیونکر نہو یہ جگر گوشگان معانی کسی معمولی دل و دماغ کے نتائج نہین بلکہ اوس کے
کنار عاطفت کے تربیت یافتہ ہین جو اقلیم سخن کا قیصر ہے محض شاعر ہی نہین بلکہ
شاعر گر ہے یہان شاعری ہی نہین بلکہ شاعری کے سوا چیزے دیگر ہے شاعری
تو انکے ذاتی اور خاندانی کمالات کے اعتبار سے ایک ادنیٰ درجہ کی چیز ہے لیکن
شاعری کی حیثیت سے بھی دیکھئے تو قیصر نے بڑے بڑے نامی شعرا کی صحبت
اوٹھائی مشاعرون مین انکے ہمطرح رہے گو شعر کہنے کے لئے میرے نزدیک
محض موزونی فطری کافی ہے کسی سے فیض التعلیم لینے کی زیادہ ضرورت نہین
اسی لئے شعرا کو تلامیذ الرحمٰن کہتے لیکن قیصر نے باوجود استعداد فطری کے مرزا
اعظم علی اعظم سے جو خواجہ آتش مرحوم کے رشید شاگرد تھے مشورہ سخن لیا
پچاس برس سے سخنگوئی کا شغل ہے ۔ ہزارون دیوان اساتذہ کے دیکھ ڈالے
صدہا شاگردون کو سخن سنج اور سخن گو بنادیا ۔ ایسے خاندان مین پیدا ہوئے کہ علم و فضل
کرامت و ولایت کے علاوہ ہر ایک بزرگ اونمین سے سخن گو اور سخن سنج تھے قیصر
کے بزرگون کو دیکھئے کہ ایک ایک اونمین سے فضل و کمال کے معدن حقائق و معارف
کے مخزن حضرت قطب وقت فرد اکمل شیخ محمد افضل جنکا فضل و کمال روشن تر از آفتاب
ہے اور جن کے فیوض ظاہری و باطنی سے ایک عالم بہرہ یاب قیصر کے جداعلیٰ حضرت
شاہ محمد امین صاحب کے حقیقی بھائی تھے حضرت شاہ خوب اللہ حضرت شاہ فیض اللہ
اسکے دو فرزند ارجمند تھے حضرت شاہ خوب اللہ سے حضرت شاہ محمد ناصر حضرت شاہ
محمد ناصر سے حضرت شاہ اجمل حضرت شاہ اجمل سے حضرت شاہ ابوالمعالی اونکے

حضرت شاہ غلام اعظم اودھر حضرت شاہ فیض اللہ سے حضرت شاہ محمد موسی اونسے حضرت شاہ محمد علیم اونسے حضرت شاہ محمد اعلی اور حضرت شاہ محمد ابو المظفر شاہ ابو المظفر سے شاہ امین الدین صاحب صاحب دیوان جو تخلص لیسے پاکیزہ صفات جامع الکمالات بزرگون کا یادگار ہو اُس کے کلام مین کمال کی اگر ایسی جگمگاتی ہوئی روشنی نظر آئے جس سے دیدہ ظاہر بین کو چکا چوندہ لگ جائے تو تعجب ہے۔ تکلف اور تصنع سے خواہ مخواہ کسی کی تعریف کرنا میری عادت نہین مانا کہ شاہ امین الدین قیصر میرے دلی دوست ہین۔ لیکن اس تعریف کا منشا اونکی دوستی نہین بلکہ اسوقت جو کلام میرے پیش نظر ہے اُسکی خدا دا دخوبیان بے اختیار دل کو فللہ درقائلہ کہنے پر مجبور کرتی ہین مین شاعری کے فن سے بالکل بیگانہ ہون مگر شاہد سخن کا دل سے دیوانہ جس طرح کسی دل دردمند مین جب ٹیس اوٹھے بے اختیار آہ نکلتی ہے ایسا ہی کسی شیفتہ سخن کے روبرو اگر کوئی دلفریب کلام سامنے آئے تو مجبورانہ واہ نکلتی ہے بہرحال حسن ظاہری یا خوبی معنوی جس حیثیت سے دیکھئے یہ دیوان بے مثلی مین نایاب ہے مین یہ نہین کہتا کہ اپنا آپ جواب بلکہ لاجواب ہے ہر ہر سطر معشوقونکی زلف مسلسل کی طرح دل شیدا کے لئے دام ہر ہر حرف جادو لگاہونکی چشم میگون کے مانند مخمور مست مدام نقطہ سویدا کی طرح دلنشین الفاظ باوجود ملاحت کے شیرین فصاحت اگر جسم ہے تو یہ اُس کے لئے جان وہ جان ہے تو یہ نور ایمان اللہ تعالی اس کے سواد کو اہل نظر کے دیدۂ دانش کے لئے کحل الجواہر بنائے۔

این نامہ سزائے آفرین باد ﴿ انشاء اللہ کہ اینچنین باد۔ یہ بھی حسن اتفاق ہے کہ مین نے اس تقریظ کو حضرت شیخ العالم دستگیر بیکسان شیخ احمد عبد الحق رح صاحب توشہ کے آستانۂ مبارک پر ختم کیا۔

کیستم من گدائے عبد الحق رح ﴿ دل و جانم فدائے عبد الحق رح ﴿ قدسیان با ادب ہمی آیند
درحریم سرائی عبد الحق رح ﴿ دار و ے درد دل نمی بخشند ﴿ جز بدار الشفائے عبد الحق رح

فقیر محمد حسین کان اللہ لہ
۶ رجب روز شنبہ ۱۳۱۸ ہجری

به فضل تاج بخش جسم و جان از من بطفیل محبوب خاص ذوالمنن

درین هنگام جشن فرجام کلام بلاغت نظام مطبوع هر خاص و عام مقبول
شعراے انفس نازنین اعنی

دیوان فیض

موسوم به

فرمان سخن

از نتیجهٔ افکار سلطان کشور مضامین و معانی خدیو اقلیم سحر بیانی و زبان دانی دُرّة التاج فرق سخنوری شکوه فردوسی و انوری سر آمد فصحاے جهان سرحلقهٔ سخن سنجان زمان شاعر بیمثال ناظم بلند خیال نکات سنج معنی پرور جناب شاه امین الدین صاحب متخلص به فیض سبحانی افضلی نقشبندی محمدی اله آبادی سجاده نشین ارشد حضرت شاه محمد علیم قدس الله سره العزیز ——— بحسن اهتمام بابو جمنا داس پوری مالک مطبع

در مطبع نامی پریس مقام اله آباد به حلیهٔ طبع مزین و مطبوع جهان شد

ہو العلی الاعلی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

رکھیے اے کلک نقشہ مطلع ابروے احمد کا ۔۔۔ سر دیوان پہ چمکے تاج بسم اللہ کی مد کا
ازل سے مجکو پیرو کردیا دین محمد کا ۔۔۔ الٰہی شکر کرتا ہون ترے احسان بیحد کا
کھلا نام اسم سے اللہ کے مجھکو محمدؐ کا ۔۔۔ پتا لام مشدد سے ملا میم مشدد کا
مرے سر پر رہے سایہ در قصر مشید کا ۔۔۔ تجھے رضوان مبارک ہو محل لعل و زمرد کا
جو مسجود ملائک ہوگئے تھے حضرت آدم ۔۔۔ یہہ تیرے نور نے رتبہ بڑھایا تھا تری جد کا
نشان نقش پا ہے غیرت نور ید بیضا ۔۔۔ چراغ طور پروانہ ہے شمع روے احمد کا
بہار گلشن فردوس پھر جاتی ہے آنکھون مین ۔۔۔ تصور رنگ لاتا ہے ترے روضے کے گنبد کا
ملک کرتے بساط آسمان دم مین تہ و بالا ۔۔۔ نہوتا عرش و کرسی کو جو تکیہ تیری مسند کا
نہین یہ جلوہ نور مہ نو اوج گردون پر ۔۔۔ نشان ہے نعل رخش آسمان سیر محمدؐ کا
نہوتا حشر تک عفو قصور حضرت آدمؑ ۔۔۔ تیرا نام مبارک ہوگیا حامی ترے جد کا
ہبل نے لات نے عزا نے سر اپنے جھکائے ۔۔۔ ہوا اٹھا جن دنو شہرہ عرب مین تیری آمد کا
شب معراج گذرا نور تیرا لامکان سے بھی ۔۔۔ پتہ کیونکر ملک پاتے تری تشریف کی حد کا

رسولوں کا یہاں کیا ذکر مذکور ملائک کیا
اوٹھایا ہے خدا نے ناز خود تیری خوشامد کا

یہ تیرے قامتِ بے سایہ سے ظاہر ہوا ہمکو
خدا کے نور میں پنہان رہا سایہ تیرے قد کا

میسر ہو مجھے یارب قیامِ منزلِ طیبہ
خداوندا کرم ہو مجھ پہ خضرِ راہِ مقصد کا

جو ہوگا نورِ حضرت جلوہ فرما کنج مدفن مین
بنے گا عرش کی قندیل گنبد اپنے مرقد کا

ملائک مروحہ جنبان جلو مین انبیا ہونگے
یہہ عالم حشر کے میدان مین ہوگا تیری آمد کا

احد نے جانکر یکتا کیا ضم نام مین اپنے
الف اسمِ الٰہی کا بنا سایہ ترے قد کا

بہارِ آفرینش رنگ لائی تیری خلقت سے
جہان مین خوب گل پھولا ترے احسانِ بیحد کا

تصدق سے درودِ پاک کے ہے روح قالب مین
بھروسا ہے حصارِ جسمِ خاکی کو اسی سد کا

فضائے شش جہت اک گوشۂ ایوانِ عالی ہے
بہارِ ربعِ مسکون حاشیہ ہے تیری مسند کا

مرقع ہستیِ کونین کا سادا ہی رہجاتا
نہ کھچتا خامۂ کن سے اگر نقشہ ترے قد کا

فلک پر چشمۂ کوثر زمین پر چاہِ زمزم ہے
یہ عالم ہے ترے بحرِ کرم کے جزر کا مد کا

خدا تیرے درِ دولت پہ میری زندگی کاٹے
محل ہے بس یہی کونین مین عیشِ مخلّد کا

نسیمِ خلد لیجاتی ہے خوشبو عرشِ اعظم پر
خدا مشتاق رہتا ہے شمیمِ کوئے احمدؐ کا

حجابِ لامکان سے جبکہ تیرا نور گذرا تھا
اوٹھا تھا پردۂ قدرت سے کیا کیا غل خوشامد کا

خداوندا جلا ہو جائے اس مین نورِ عرفان کی
میرا دل آئینہ بنجائے تصویرِ محمدؐ کا

نہ لکھتا کلکِ قدرت لوح پر گر نام کو تیرے
بلاشک صفحۂ ہستی پہ خط کھنچتا ندارد کا

زمین پر سر نہ رکھتا چرخ نے تمکینِ رفعت سے
شبِ معراج ہاتھ آیا نشان جو کفشِ احمد کا

درودِ پاک پڑھتے ہین بہارِ سبزۂ خط پر
جنابِ خضر لیکر ہاتھ مین کنٹھا زمرد کا

ترا نقشِ قدم ہر چشم کی ہر دل کی زینت ہے
فقط اک خانۂ کعبہ محل ہے سنگِ اسود کا

ملین گے میوۂ شیرین جنان مین دستِ رضوان سے
یہہ ثمرہ ہے ریاضِ الفتِ آلِ محمدؐ کا

گمانِ مصحفِ ناطق نہ کیونکر تجھ پہ صادق ہو
ترا ہر جزوِ تن پارا ہے قرآنِ مجلّد کا

الٰہی واسطہ رازِ شبِ معراج کا تجھ کو
کھلے کچھ حال محشر میں نہ میرے نامۂ بد کا

بہارِ شاخسارِ گلشنِ ایجاد کہتی ہے
شجر ہوا انتہا نخلِ کُن سے پہلے تیری آمد کا

کہیگا دیکھ کر رضوان تجھے محشر میں ای قیصر
جگہ دو خلد میں مداح آیا ہے محمد کا

درِ شہ سے کمتر ہے اوجِ آسمان کا
کہ ہر ذرہ ہے مہرِ تابان وہان کا

مکین ہے محمد کے جو آستان کا
وہ طالب نہیں قصرِ باغِ جنان کا

تیرے نامِ نامی سے اللہ اکبر
بڑھایا ہے کس درجہ رتبہ اذان کا

تمنا یہ ہے لب پہ ہو نامِ حضرت
سفر تن سے جس دم ہو روحِ روان کا

سواری تری عرش پر جب گئی تھی
کشادہ تھا ہر ایک درِ آسمان کا

حقیقت فقط اتنی اُس شب کھلی تھی
پتہ دے رہے تھے ملک لامکان کا

یہی آرزو ہے مٹون تیری رہ میں
میں خواہان نہیں اپنے نام و نشان کا

نگاہوں میں میری وہ ہے سنگِ اسود
جو پتھر ہے اے شہ ترے آستان کا

ترے کوچہ رشکِ جنت کے آگے
گلستان ہے کیا باغِ رضوان کہان کا

مقیمِ درِ مصطفیٰ جو نہیں ہے
نہ ہے وہ زمین کا نہ ہے آسمان کا

اوٹھون قبر سے تھام کر تیرا دامن
نہیں مجھ کو درکار حلۂ جنان کا

سرِ حشر بس تیرے قدمون پہ سر ہو
ہے کیا تختِ جم تاجِ کسریٰ کہان کا

ملا اس طرح حق سے معراج میں تو
فقط فاصلہ رہ گیا دو کمان کا

درِ شہ پہ قیصر جب لو جبہ سا ہو تو
نہ لو نام بھولے سے ہندوستان کا

تیرِ مژگان آج ہے رخ ہے بتِ بے پیر کا
دیکھئے سینہ بنے غربال کس نخچیر کا

پہونچے گا اللہ تک قصہ مری تقریر کا
عرش تک جانے لگا غل خانۂ زنجیر کا

جوشِ وحشت سے خبر لے جلد اے پردہ نشین
چاک ہوتا ہے گریبان تیرے دامنگیر کا

اے مہِ کامل تو وہ مہرِ سپہرِ حُسن ہے
چاندنی کا کھیت سایہ ہے تری تنویر کا

دل جلا کر عشق مین سیمین تنون کے خاک کر
مجھ سے نسخہ اے مہوس سیکھ لے اکسیر کا

چھُو گئی جسکو وہ دیوانہ ہوا وحشی ہوا
اے ہوائے زُلف قائل ہون تری تاثیر کا

گُل لیا جس شمع کا وہ ماہِ انور ہو گئی
نور سے معمور تھا شاید دہن گلگیر کا

نغمۂ نعتِ نبیؐ کی دھوم ہے فردوس مین
بُلبلِ سدرہ مقلد ہے میری تقریر کا

دل ہے خواہانِ عمارت موت بنوائی ہے قبر
دیکھون پہلے ہوتا ہے آغاز کس تعمیر کا

شوق سے آماج گاہِ ناوکِ مژگان بنا
اے کمان ابرو نشانہ ہون مین تیری تیر کا

خون کا دریا بہے گا سینۂ عشاق مین
رنگ لائیگا لگا دل پر جو پیکان تیر کا

واہ رے اے قاتلِ عالم تری سفاکیان
ہر دہانِ زخم دم بھرنے لگا شمشیر کا

ہو کہین سرسبز اے قاتل نہالِ آرزو
مزرعۂ دل مین اوگے سبزہ تری شمشیر کا

اے مسیحا خلعتِ دیدار سے کر سرفراز
رشتۂ جان ٹوٹتا ہے تیرے دامنگیر کا

اب ترے قبضہ مین اے قیصر ہے ملکِ شاعری
بج رہا ہے ہر طرف ڈنکا تری تقریر کا ۴

جب کھنچا روزِ ازل نقشہ تری تصویر کا
آگیا سکتے مین خامہ کاتبِ تقدیر کا

وصف کرتا ہون خطِ سبزِ بُتِ بے پیر کا
بولتا ہے ہند مین طوطی مری تقریر کا

مخلصی کی کون سی صورت ہو اے جوشِ جنون
رشتۂ جان سے ملا ہے سلسلہ زنجیر کا

اے جنون کوئی کڑی تیری اوٹھا سکتا نہین
بعد میرے قطع ہے پھر سلسلہ زنجیر کا

زندگی کی کونسی صورت ہے اللہ رے غرور
کھنچ گیا نقشہ بھی مجھ سے یار کی تصویر کا

جب مُرقع مین کبھی کھینچی گئی تیری شبیہ
اوڑ گیا نقشہ پری بنکر تری تصویر کا

چُپکے سُنتا ہون ہزارون باتین کہتا ہو وہ گل
مجھ مین عالم ہوگیا ہے بلبلِ تصویر کا

اے مصوّر مین تو گریان ہون ازل کے روز سے
کاغذِ ابری پہ ہو خاکا میری تصویر کا

تیری صورت کھینچکر اے مایۂ ناز و ادا
مانی و بہزاد مین عالم ہوا تصویر کا

کہہ رہی ہے یہہ مصور سے حیائے چشمِ یار
پردۂ دل مین بنا نقشہ میری تصویر کا

اسکو کہتے ہین تلون واہ رے طفلِ حسین
رنگ بدلا لاکھ صورت سے تیری تصویر کا

شکلِ مہجوری مری صورت سے ہوتی ہے عیان
مین مرقع بنگیا ہون ہجر کی تصویر کا

ناتوانی نے مری گم کردئے مانی کے ہوش
موئی خامہ مین چھپا گردا میری تصویر کا

اے مصوّر کیا پڑا اوس مہ کا پرتو دیکھ تو
چاک کیون شکلِ کتان ہے پیرہن تصویر کا

یہہ تمنا ہے کہ ہو ہاتھون مین قیصر روزِ حشر
نامۂ عصیان کی جا کاغذ تری تصویر کا

کرون پیدا جو مضمون شعلۂ رخسارِ تابان کا
بیاضِ چشم موسیٰ پر لکھون ہر شعر دیوان کا

ہوا گل غنچہ سایہ پڑتے ہی لبہائے خندان کا
زمرد عکسِ خط سے بنگیا سبزہ گلستان کا

اوچھالے اشک اُبکی زور ایسا اپنے طوفان کا
فلک کو بیٹھ جاے لیکے سوتا چشمِ گریان کا

اوٹھادے رخ سے پردہ گیسوئے شبرنگِ جانان کا
نمو ہو سنبلہ سے لے صبا مہرِ درخشان کا

ہوا پیشِ نظر اپنے ہلالِ ابروئے قاتل
بوقتِ ذبح پایا لطف ہم نے عیدِ قربان کا

یہ کہتی تھی قضا ہر دم کہ بے کھٹکے چلے جاؤ
کسی نے راستہ روکا نہین گورِ غریبان کا

گئے عریان جو صحرا کو زبانِ خار نے پوچھا
سندِ وحشت کی لائے ہو کوئی پرزا گریبان کا

تصوّر مین لپٹ کر خوب روئے نخلِ طوبیٰ سے
جنان مین جب خیال آیا کسی سروِ خرامان کا

ابھی ہر بلبلا پانی کا رشکِ نافہ ہو جائے
لب جو کھولے جو ڑا جو زلفِ عنبر افشان کا

ملائین خاک مین ایدل نہ کیون ہم قصرِ ہستی کو
بسانا اندنون منظور ہے گورِ غریبان کا

چمن مین جاکے یادِ قامتِ دلدار آتی ہے
قیامت کر رہا ہے دیکھنا سروِ گلستان کا

وہ گیسو کھول کر کیا فاتحہ کو اس طرف آئے
پریشان دیکھتے ہین حال ہم گورِ غریبان کا

وہ دیوانہ ہون گر ہو جذب دلکو ای پری [illegible]
ہوا سے تخت اوڑ ترے میرے زندانمین سلیمانکا

ملایا کسکو کسکو خاک مین گردون نے ای قیصر
نشان ملتا نہین اب تربتِ فغفور و خاقان کا

آجکل یہہ ساقیا دورِ گلابی ہو گیا
شیخ میکش ہو گیا زاہد شرابی ہو گیا

پھر ہوا ابتر ہمارا نسخۂ صبر و سکون
پھر نہان نظرون سے وہ روئی کتابی ہو گیا

یکقلم تھا حال جو نامہ مین رونے کا رقم
حرف پانی ہو گئے کاغذ بھی آبی ہو گیا

شب کو اولٹا اوس گلِ خوبی نے جب رخ سے نقاب
چاندنی کا کھیت پرتو سے گلابی ہو گیا

جب کیا نامہ رقم اوس غیرتِ خورشید کو
دایرہ ہر حرفِ خط کا آفتابی ہو گیا

چار دیوارِ عناصر دیکھئے کیونکر بچے
اشکِ خونی مائلِ خانہ خرابی ہو گیا

اب کہان ہے جلوۂ دیدار بے پروا نصیب
ایکدن موسیٰ سے لطفِ بے حجابی ہو گیا

خاک اوس کے قبر کی کافورِ جنت ہو گئی
سچ ہے اے قیصر جو دل سے بوترابی ہو گیا

بخدا زندۂ جاوید ہے کشتا تیرا
دم بھرا کرتے ہین ذرات مسیحا تیرا

دیکھتے حسن اگر حضرتِ موسیٰ تیرا
حشر تک ہوش مین لاتا نہ تماشا تیرا

یہہ تمنا ہے سرِ حشر بچھاؤن آنکھین
میرے آنکھو نپہ پڑے نقشِ کفِ پا تیرا

شور محفل مین اوٹھا صلِ علیٰ کا ہر سو
دل سے جب نام زبان پر مری آیا تیرا

امتی کہتے ہین بندہ مجھے مولا تجھکو
اس طرح ذکر ہوا کرتا ہے سیدا تیرا

سرو و شمشاد سے طوبیٰ سے مجھے کیا ہے غرض
کھب گیا ہے مرے دلمین قدِ رعنا تیرا

اس طرح سے مری آنکھون مین سمایا ہے تو
مجھکو ہر شے مین نظر آتا ہے جلوا تیرا

حشر کے روز ہو قیصر پہ عنایت کی نظر
اے شہِ عرش نشین یہ بھی ہے بندا تیرا

یہہ جلوہ ہے پس چلمن کسیکا — کہ ہے برجِ قمر مسکن کسیکا
یہہ اونکے بے نشانون کے نشان ہین — نہ مسکن ہے نہ ہے مدفن کسیکا
جو قد ہے سرو تو رخسار گل ہے — بہارِ باغ ہے جوبن کسیکا
کرے گا گل چراغِ زندگانی — خیالِ جنبشِ دامن کسیکا
یہی ہے گر ہوائے شوقِ دیدار — اوڑے گا پردۂ چلمن کسیکا
عبث ہے جستجو دیر و حرم مین — ہمارے دل مین ہے مسکن کسیکا
نکل جاتا ہے بچکر وائے تقدیر — ہماری خاک سے توسن کسیکا

یہی قیصر ہے جنت کا وسیلہ
نہ چھوٹے ہاتھ سے دامن کسیکا

اوٹھا کر راہ مین چلتے ہین وہ پردہ سواری کا — تماشا دیکھتے جاتے ہین میری بیقراری کا
اوٹھایا راہ مین پردہ مرے گل کی سواری کا — بھرے پھولون سے دامن ایکدا بادِ بہاری کا
گلوئے شیشۂ مے سے صدا حق حق کی آتی ہے — لگا کیا دامنِ زاہد پہ دھبہ بادہ خواری کا
عدم سے آئین پھر ساغر بکف مشتاق ہو ساقی — لبِ معجز نما سے شور ہو پھر بادہ خواری کا
حبابِ آسا تنِ لاغر ہے گا بحرِ فنا مین — یہی عالم ہے چشمِ تر جو تیری اشکباری کا
امانت ہے بتون کا رازِ الفت دیدۂ دل مین — تصور ہے مجھے آنکھون سے انکی پردہ داری کا
حرم مین عزتِ احرام بندی ہے تیرے ہاتھون — تو ہی دستِ جنون حافظ ہے میری پردہ داری کا
جھکا کر نشہ مین سر ساقی میکش کے قدمون پر — لیا ہے بیخودی سے کام مین نے ہوشیاری کا
اجل آئی ہے محو جلوۂ دیدار کی شاید — حیا نے ڈھنگ سکھلایا ہے اونکو شرمساری کا
چمن کو کر دیا گلرنگ مین نے اشکِ خونی سے — خزا نے رنگ جب یاد آگیا فصلِ بہاری کا
نہو پابندِ عشقِ زلفِ پیچان اہلِ وحشی — کہے دیتے ہین پھر موقع نہو گا رستگاری کا
بتون کو جبر کا شیوہ ملا سرکارِ خالق سے — ہمین بخشا گیا سامان سب بے اختیاری کا

کیئے ہین وصف قیصر آج کیا شمشیر ابرو کے
کھلا جوہر تیری تیغ زبان کی آبداری کا

بتون کا عشق تو دل پر لیا پر اوٹھ نہین سکتا
اوٹھاتے ہین مگر ہمسے یہہ پتھر اوٹھ نہین سکتا

نہین پہونچا ینگے پاے تصور اوسکے کوچے مین
مثال نقش پا گو ضعف سے سر اوٹھ نہین سکتا

جگا کر فتنۂ خوابیدہ ٹھوکر سے وہ کہتے ہین
ہماری چال سے کسطرح محشر اوٹھ نہین سکتا

تو جب سے تیرے میخانۂ رندانہ ہین اے ساقی
صراحی چل نہین سکتی کہ ساغر اوٹھ نہین سکتا

ہماری ضعف نے یہ وحشت مین سکتے بٹھائے ہین
بگولہ بھی کوئی لے باد صرصر اوٹھ نہین سکتا

فلک نے پاؤن مین ڈالا ہمیرے پھندا قناعت کا
قدم اب گوشۂ عزلت سے باہر اوٹھ نہین سکتا

نزاکت خود دم رفتار بسم اللہ کہتی ہے
کمر سے بار گیسوے معنبر اوٹھ نہین سکتا

غضب ہے تجھکو نامحرم جامۂ عریان بھی بھاری ہے
تیرا تو ناز اب اے جسم لاغر اوٹھ نہین سکتا

سیر اخطا کس طرح اے آسمان منزل تجھے پہونچے
پر جبرئیل سے یہہ غم کا دفتر اوٹھ نہین سکتا

تقاضہ ہے یہ جلادی کا مقتل کسطرف چلئے
نزاکت کہہ رہی ہے یہہ کہ خنجر اوٹھ نہین سکتا

حریصان جہان ہر چند چاہین لے نہین سکتے
مرے دم تک مرا رزق مقدر اوٹھ نہین سکتا

ہمارے قتل کو تیغ نگاہ ناز کافی ہے
یہہ مانا ہمنے قاتل تجھسے خنجر اوٹھ نہین سکتا

فقیری تیرے کوچے کی کہین بہتر ہے شاہی سے
تیرے دولت سرا سے مرکے قیصر اوٹھ نہین سکتا

وہ بحر حسن ہے آغوش مین ساماں ہے راحت کا
رواں کشتی ہے جوش ہے دریائے رحمت کا

بھرے اک پل مین ساغر بادہ خواران محبت کا
اشارا ہو جو اے ساقی تیری چشم عنایت کا

نہ پہونچا تا بہ توسن بعد مردن بھی غبار اپنا
ہماری خاک پر کیا آسمان ٹوٹا قباحت کا

بتونکی زلف و رخ مین کفر و دین جلوہ گر یارب
تماشا چشم حیران دیکھتی ہے تیری قدرت کا

قد دلجو سے تیرے ہر طرف ہے حشر کا عالم
تیری رفتار سے پامال ہے فتنہ قیامت کا

گھٹا فرقت کی چھائی ہے خبر لے چاند سے ساقی
برسنا ہے ترے رحمت ہوا ہے ابر رحمت کا

ہمارے قتل کو تلوار کیون کھینچی ہے اے قاتل
اشارا کام کر جائے گا انگشتِ شہادت کا

غبار دل نے کس کی خاک مین مجھ کو ملایا ہے
مری تربت نہین ہے ڈھیر ہے گردِ کدورت کا

اگر یہہ چاہتے ہین آپ وہ بت رام ہو قیصر
تو دل سے دور اپنے کیجیے دعوی حکومت کا

ہے ارادہ یہہ وحشتِ دل کا
سلسلہ توڑیے سلاسل کا

دیکھ کر اضطراب بسمل کا
ٹوٹ جاتا ہے دل بھی قاتل کا

بحرِ غم سے کبھی نہ ہم نکلے
نام ہی سن رہے ہین ساحل کا

جس کو کہتے ہین لوگ خلد برین
ایک گوشہ ہے تیری محفل کا

خون ہو ہو کے ساتھ اشکون کے
بہہ گیا آج آبلہ دل کا

جب سے وہ بام پر نہین آتے
حوصلہ پست ہو گیا دل کا

یہہ بڑھا جلوہ رخِ تابان
گھٹ گیا نور ماہِ کامل کا

جب صدائے شکستہ شیشہ سنی
ٹوٹنا یاد آ گیا دل کا

اون کو بے عذر آج دیدین گے
یون کرینگے معاملہ دل کا

رخِ پرنور پر جب گھڑ پائی ہے
کیا ستارہ چمک گیا تل کا

شوق سے سنگ غم سے چور کرین
منہ نہ دیکھین وہ شیشہ دل کا

اور کچھ گل کھلایئے قیصر
یہہ ترانا ہے بلبلِ دل کا

اوڑ گیا رنگ دست قاتل کا
خون برباد ہو گیا دل کا

بزم جانان مین دودِ دل کی طرح
ہوش اوڑتا ہے شمع محفل کا

سامنا تیرا کس طرح کرتا ہے
ماہ کب تھا ترے مقابل کا

رفتگان عدم سے ہے یہہ گلا / کچھ پتہ دے گئے نہ منزل کا

گھر کیا ہے وہین پہ حسرت نے / جس جگہہ پر مقام تھا دل کا

خاک ہم راہ جستجو مین ہوئے / نہ ملا پر نشان منزل کا

اون کی مژگان تو پھر گئین ہم سے / کون کانٹا نکالتا دل کا

جوش وحشت وہی ہے قید مین بھی / تابصحرا ہے غل سلاسل کا

آج تیغ نگاہ قاتل سے / کوئی پہلو نہ بچ سکا دل کا

اب تو باغ سخن مین اے قیصر / آشیانہ ہے بلبل دل کا

گھونگھٹ سے نہ نکلا کبھی رخسار تمھارا / تڑپا ہی کیا طالب دیدار تمھارا

زنجیر سر زلف دوتا پاؤن مین ہوگی / یون حشر مین جائے گا گنہگار تمھارا

زایل نہ ہوا قبر مین بھی درد محبت / مر کر بھی نہ اچھا ہوا بیمار تمھارا

ہے چتر کی خواہش نہ مجھے ظل ہما کی / کافی ہے فقط سایۂ دیوار تمھارا

مارا ہمین ایجان محبت نے تمھاری / آخر کو ہوا دشمن جان پیار تمھارا

دیکھو گے قیامت مین جو رحمت کی نظر سے / پوچھا بھی نہ جائے گا گنہگار تمھارا

گھبراؤ نہ اکدم کے لئے بیٹھ تو جاؤ / دنیا سے اوٹھا جاتا ہے بیمار تمھارا

جو چاہو سزا دو لے راضی برضا ہون / مجرم ہون نہین دل ہے گنہگار تمھارا

شوخی ہے وہی کاٹ وہی چال ہے وہی / انداز یہ سب سیکھی ہے تلوار تمھارا

مرنے پہ بھی قیصر نہ کھلی راز محبت / تا حشر نہ وا ہو لب اظہار تمھارا

ہے دلین کہین جلوہ مستانہ کسیکا / شیشہ محل ہے کہ پریخانہ کسیکا

پوچھون گا سراغ دل گم گشتہ گیسو / آئے گا مرے ہاتھ اگر شانہ کسیکا

سنتے ہین کہ غش کھا کے گرے حضرت موسیٰ
دیکھا نہ گیا جلوۂ مستانہ کسیکا

ہے نشۂ پندار عبث بادہ کشون کو
ساقی نہ کسیکا ہے نہ میخانہ کسیکا

ہے دید کے قابل دل صد چاک ہمارا
آئینہ کسیکا ہے کہین شانہ کسیکا

اللہ رے فیض کرم ساقیٔ گلرو
خالی کبھی رہتا نہین پیمانہ کسیکا

ق
کس ناز سے کہتا ہے مجھے دیکھ کے ساقی
خالی ہے تو بھر جائیگا پیمانہ کسیکا

نیرنگ دکھاتی ہے عجب گردش گردون
اک رنگ رہا نہین کبھی دیکھا نہ کسیکا

گریان ہے کوئی ہجر مین ساقی کے شب و روز
بھرتا ہے مئے عیش سے پیمانہ کسیکا

جاتا ہے بصد شوق کوئی جانب کعبہ
ہے قصد ہر اک دم سوئے بتخانہ کسیکا

ہے رند کوئی ہے کوئی پابند شریعت
دونون سے طریقہ ہے جداگانہ کسیکا

بیٹھا ہے ڈہی دیکے کوئی مے کی دوکان پر
دل لیتی ہے کیفیت میخانہ کسیکا

پھرتا ہے کوئی شہر کے کوچون مین شب و روز
آباد کوئی کرتا ہے ویرانہ کسیکا

اک خاک پہ بیٹھا ہے تو اک تخت نشین ہے
انداز سراپا ہے فقیرانہ کسیکا

آتی ہین کسی بام سے نوبت کی صدائین
ہے دبدبۂ شوکت شاہانہ کسیکا

خاموش کوئی گوشۂ مرقد مین پڑا ہے
عبرت کا محل آج ہے کاشانہ کسیکا

ع
دیکھا تو یہ سب خواب ہین دنیا کے تماشے
کہنے کو بھی رہتا نہین افسانہ کسیکا

کس طرح کہون اون سے دل زار کا قصہ
سنتا ہون کہ سنتے نہین افسانہ کسیکا

اندھیر چراغون مین ہے گل ہوتین ہین سحر
کچھ پاس تو کرائے پر پروانہ کسیکا

پیوند زمین ہوگئے قیصر جم و کسرا
آخر نہ رہا خلعت شاہانہ کسیکا ع

اون کے کوچے مین جو ہو جائے ٹھکانا دل کا
بخت سید ہا ہو موافق ہو زمانہ دل کا

نظر آتا نہین پہلو مین ٹھکانا دل کا
نگہ ناز اوڑاتی ہے نشانہ دل کا

تا نہ بھولے اونھین پھر سر پہ چڑھانا دلکا — اون کے گیسو کے لیے چاہیے شانہ دل کا
فرط شادی سے کھلا جاتا ہے غنچے کیطرح — وہ گل اندام جو سُنتا ہے فسانہ دل کا
ہو گئے جاکے وہان ایسے ہزارون برباد — اون کے کوچے مین ہے خاک ٹھکانا دل کا
تجکو اے پردہ نشین یاد ہے صبح شب وصل — تیرے دامن سے لپٹتے ہوے جانا دل کا
ان حسینونکی نرالے ہین جہان سے انداز — جب شباب آیا تو آتا ہے ستانا دل کا
گھر مین تم غیر کے رہتے تو ہو پر یاد رہے — ہم بھی کرلین گے کہین اور ٹھکانا دل کا
ایکدن یہ ہے کہ تمکو بھی نہین مد نظر — ایکدن وہ تھا کہ خواہان تھا زمانہ دل کا
ڈھونڈھتے پھرتے ہین لتنیر کے پہلو شب و روز — نیچی نظرون سے ہے دشوار بچانا دل کا
روز وہ ٹال دیا کرتے ہین ہر پہلو سے — کیا سُنائین اونھین سنتے ہین فسانا دل کا

روضۂ شاہ رسولان پہ چلو اے قیصر
اس سے بہتر نہین دنیا مین ٹھکانا دل کا

زور بڑھتا ہے ناتوانی کا — عشق اک روگ ہے جوانی کا
جلوہ گر ہے وہ مہر پہلو مین — لطف ہے صبح زندگانی کا
نخل ہستی سے ہے تلخ بار دلا — موت ثمرہ ہے زندگانی کا
کیا وہ دن تھے وصال کے افسوس — کیا زمانہ تھا مہربانی کا
کیا کھینچیگی ترے دہن کی شبیہ — حوصلہ تنگ یان ہے مانی کا
عہد ہوتے سے اوس کے جلوی نے — ناز سیکھا ہے لن ترانی کا
ایک دم کا جسے ثبات نہین — ہے یہ عالم جہان فانی کا
نقش تربت بھی خاک پر نہ رہا — ہو بُرا دور آسمانی کا
آپ کے در کا یا شفیع اُمم — شوق ہے دل کو پاسبانی کا
قید جو ہے بازہ پراون کا — جوش ہے بحر نوجوانی کا

عشق مین لطف سب گیا قیصر
کشورِ دل کی حکمرانی کا

یاد آتے ہین ہمین گیسوئے پیچان کیا کیا
اے شبِ غم ہین ترے خواب پریشان کیا کیا

حلق رکھے ہین تہِ تیغ گنہگارون نے
امتحان آج ہوتے ہین سرِ میدان کیا کیا

شور نالونکا کہین غل کہین زنجیرون کا
تیرے دیوانون سے آباد ہین زندان کیا کیا

سرکو غیرت سے جھکا یا نہ کوئی بات بنی
وہ ہوئے وعدہ خلافی سے پشیمان کیا کیا

سرمۂ دیدۂ دل خلعتِ جسمِ عریان
کام آتا ہے غبارِ رہِ جانان کیا کیا

پنجۂ ضعف مین ہے دستِ جنون جسدن سے
تنگ کرتا ہے مجھے طوقِ گریبان کیا کیا

گلِ خون کا نہ رہا مجموعۂ رنگین افسوس
منتشر ہوگئے اوراقِ گلستان کیا کیا

عشقِ بت یادِ خدا خوفِ لحد فکرِ معاش
کرسکے عمرِ دو روزہ مین یہہ انسان کیا کیا

اشک جاری رہے کھٹکے سے سحر کے پیہم
شمع انجام پہ اپنے رہی گریان کیا کیا

دونو عالم کے تعلق سے ہوئی آزادی
بیخودی سر پہ دھرے ہین ترے احسان کیا کیا

بارِ عشق سرِ گیسو غمِ شبہائے فراق
آفتین سر پہ اوٹھا لیتا ہے انسان کیا کیا

کس قیامت کی تری چال ہے اى دز فلک
گڑ گئے زیرِ زمین سروِ خرامان کیا کیا

اہلِ دُنیا ہین مگر موت سے غافل قیصر
کرتے ہین ہستیِ موہوم پہ سامان کیا کیا

دونون کا کچھ پتا نہ ہمین عمر بھر ملا
رازِ دہن کھلا نہ نشانِ کمر ملا

اللہ رے تطاولِ شامِ شبِ فراق
ہمکو کبھی نہ خلق مین نورِ سحر ملا

تھک گئے گمان و تصور تلاش مین
لیکن نہ ایک کو بھی سراغِ کمر ملا

گردون کی مری گردشِ تقدیر ایک ہے
چکر ملا او سے مجھے دورانِ سر ملا

ساقی پری وشونکی خبر کس سے پوچھئے
جو میکدے مین ہمکو ملا بیخبر ملا

اوس گل نے پھول ہیرے اوٹھائے پس فنا / اچھا نتیجہ گلِ داغِ جگر ملا
ششدر رہا خراب جہان آئینہ ہوا / جب خاک مین سکندرِ رومی کا گھر ملا
حیران رہی تلاش مین تیری تمام خلق / یہہ قافلہ تباہ ہمین عمر بھر ملا
کیا کیا مکان ہین تیرے لئے ایجمال یار / دل مین جگہہ ملی تجھے آنکھوںمین گھر ملا
سب مست بادہ ہوگئے ساقی کے فیض سے / خالی ہمین کو ساغرِ مے عمر بھر ملا
ہاتھ آئی ہمکو دولتِ دیدار قبر مین / مرقد نہین ملا ہمین سونے کا گھر ملا
برقِ جمالِ یار دیکھاتے کسی کو کب / مثلِ کلیم کوئی نہ اہلِ نظر ملا
غفلت مین ہائے ہوگئی آخر تمام عمر / پیری مین بھی نہ وقت نمازِ سحر ملا

قیصر طریق عشق مین الجھین پھنسین رہین
کیا لطف انتظار دئے پیغامبر ملا

رنگت نسیم فکر سے ہے اس چمن مین کیا / گل کھل رہے ہین شاخ نہال سخن مین کیا
اے شمع جان ہی بعد تیرے قصر تن مین کیا / جب تو نہین تو اور ہے اس انجمن مین کیا
باغ جہان مین اشک فشان عمر بھر رہے / ہم پر ازل سے اوس پڑی اس چمن مین کیا
کعبے چلا ہے ہاتھ اوٹھایا ہے دیر سے / یارب یہہ آگئی ہے دل برہمن مین کیا
ساقی چلو شراب کی کشتی کنارِ جو / چھایا ہوا ہے ابر بہاری چمن مین کیا
قلب صفا سے روح سکندر بھی دنگ ہے / آئینہ لیچلا ہون مین اپنے کفن مین کیا
جھونکے جو شاخ گل کو دئے ہین نسیم نے / بلبل سے کر آج ہوش اوڑی ہین چمن مین کیا
پھر کچھ نہین جو جامہ ہستی اوتر گیا / مرقد مین کیا ہے جسم مین کیا ہے کفن مین کیا
اگر مزار پر کسی دلسوز کے پگھل / اے شمع جل رہی ہے عبث انجمن مین کیا
سعد وہم یہہ ہوئی ہے کہ ملتا نہین پتا / خود کھو گئی ہے فکر تلاش دہن مین کیا
بلہ پہ گر حمایت آل عبا رہی / پھیلا کے پاؤن سوئینگے ہم بھی کفن مین کیا

رندون کے ساتھ بیٹھ کے کر بادہ نوشیان / زاہد مزا ہے خواہش نہر لبن مین کیا

گم ہون ازل سے موے میان کی تلاش مین / پھر وہم ڈھونڈھتا ہے مجھے پیرہن مین کیا

تاریکئے مزار کو کافی ہے داغ دل / یہ لعل شب چراغ نہو گا کفن مین کیا

عریان تنی کا حال نہ کچھ ہم سے پوچھئے / ہم کیا کہین کہ لطف ہے اس پیرہن مین کیا

رنگ خزان کو دیکھ کے روئین ہین بلبلین / ماتم ہوا ہے خندہ گل سے چمن مین کیا

قیصر جناب حضرت آتش کے فیض سے / روشن چراغ فکر ہے بزم سخن مین کیا

بنایا شوق سے آنکھون مین اوس قاتل کے گھر اپنا / نہ دیکھا مردمان چشم نے نفع و ضرر اپنا

کیا در دلگاہ ناز نے کسکے گذر اپنا / نہ پہلو مین دل اپنا ہے نہ سینہ مین جگر اپنا

کسیدن تو اوٹھیگا اپنی جانب ہاتھ قاتل کا / اسی امید پر ہمنے جھکا رکھا ہے سر اپنا

غضب ہے شام ہی سے وصل کی شب دل دھڑکتا ہے / خدا جانے کہ ہوگا حال کیا وقت سحر اپنا

شب دیجور فرقت مین الہی چاندنی چھٹکے / میری آغوش کو ہالہ بنائے وہ قمر اپنا

حرم مین دیر مین آنکھون مین دلمین پردہ گل مین / تماشا ہمکو دکھلاتے رہے وہ عمر بھر اپنا

تصور مین الہی کس بت کافر کا جلوہ ہے / تجلی گاہ محشر بن گیا ہے آج گھر اپنا

کیا ہے اس نے پیدا سلسلہ گیسوئے سیہ سے / کہان اولجھا ہے جا کر دیکھنا تار نظر اپنا

مرے دل نے بت پرحم کو دلمین جگہ دی ہے / اس آئینہ نے پتھر مین بنا رکھا ہے گھر اپنا

وہ مشتاق شہادت ہون جو بجلی بھی چمکتی ہے / گمان تیغ قاتل مین جھکا دیتا ہون سر اپنا

یہی ہے نخل بند گلشن ایجاد سے خواہش / برنگ بوئے گل ہو باغ ہستی سے سفر اپنا

جواب خط جو لایا ہے تو کیا کیا ناز کرتا ہے / نہین رکھتا زمین پر پاؤن مرغ نامہ بر اپنا

خلش ہر دم چلی جاتی ہے اونکی خار مژگان کی / لہو ہو کر بہا جاتا ہے آنکھون سے جگر اپنا

اوسے دیکھتا ہے اک بت سفاک اے قیصر / خدنگ ناز پر قربان دل اپنا جگر اپنا

بیٹھے بٹھلائے یہ سر مین مرے سودا اوٹھا
مار گیسوے سیہ پر ترے لہرا اوٹھا

خانۂ کعبہ سے زاہد کا مصلا اوٹھا
پر نہ بستر درِ محبوب سے میرا اوٹھا

جلد دکھلا سحر وصل کی صورت یارب
دل شب ہجر بتان سے مرا گھبرا اوٹھا

ناتوانی کا وہی زور رہا بعد فنا
خاک سے بھی نہ کبھی میرے بگولا اوٹھا

بیت ابروے بتان کا جو یہی شہرہ ہے
دیکھنا کعبہ سے زاہد کا مصلا اوٹھا

سوے صحرا جو ہوائے سر گیسو آئی
پیچ کھا کھا کے بیابان سے بگولا اوٹھا

مرگیا پھر کوئی پابند سلاسل شاید
آج غل خانۂ زنجیر سے کیسا اوٹھا

سر بازار جو یوسف کی خریداری کی
مصر مین شہرۂ سوداے زلیخا اوٹھا

رہبری خضر مقدر کی ہوئی اے قیصر
اپنا بستر جو سوئے یثرب و بطحا اوٹھا

آ گیا ہے دھیان کسکی زلف عنبر فام کا
چھا گیا جو اپنی آنکھون مین اندھیرا شام کا

عکس گیسو پر نہین روئے بت خودکام کا
آتش رخ سے جلا جاتا ہے خطہ شام کا

اسکے پھولون مین جو اتراتی ہے وان باد صبا
باغ مین جوڑا کھلا شاید کسی گلفام کا

طوف کعبہ مین مجھے جسدم جنون کا جوش ہو
پردہ رکھ لینا الٰہی جامۂ احرام کا

خوب میرے حال سے واقف ہین اہل چشم و گوش
لطف دونونکو ملا ہے نامہ و پیغام کا

گیسوئے شبرنگ لہراتے ہین روئے یار پر
صبح روشن مین تماشا دیکھتے ہین شام کا

مشک افشان ہو گئے نخل گل تر باغ مین
پڑ گیا سایہ جو اونکے زلف عنبر فام کا

کچھ نہین قیصر فشار قبر کا کھٹکا مجھے
لوح دل پر نقش ہے خیر البشر کے نام کا

ہے جو مشتاق ہر اک صورت موسیٰ تیرا
شاید ایجان جبل طور ہے کوٹھا تیرا

تھام کر عرش کو اے بت مین کرونگا فریاد
حشر مین ہوگا نہ انصاف جو میرا تیرا

چشم وحدت ہو تو ہے دونو جگہ نور وہی
دیر و کعبہ مین ہے اک شان کا جلوہ تیرا

دمبدم مثل حنا غنچۂ دل پستا ہے
یاد آتا ہے جو گلزار مین چلنا تیرا

آئے گا تو نہ بتِ عہد شکن پہلو مین
حشر دکھلائے گا یہ وعدہ فردا تیرا

ہنسکے کہتے ہین کہ گھبرائیو مت اے قیصر
اب کوئی دن مین اوترتا ہے تقاضا تیرا

عاشقِ روئے دلارام ہین قرآن کسکا
جبکہ بندے ہوئے اک بت کے تو ایمان کسکا

عندلیبو مجھے کیون خار نہ ہو سیر چمن
کوچۂ یار ہی چھوٹا تو گلستان کسکا

بیوفا عہد شکن وعدہ فراموش ہین وہ
راستہ دیکھتا ہے اے دلِ نادان کسکا

کس نے رلوایا ہے فرقت مین مجھے مثل سحاب
یہ اوٹھایا ہوا ہیجان ہے طوفان کسکا

جامہ زیبی پہ عبث پھولتے ہین اہل جہان
پنجۂ موت نے چھوڑا ہے گریبان کسکا

ہین ہمین تیرے حرارے جو اوٹھا لیتے ہین
یہہ کلیجہ ہے بھلا اے تبِ ہجران کسکا

آج ہی دست درازتے جنون دیکھتے ہین
پردہ رہ جاتا ہے اے جیبِ گریبان کسکا

اب کھلا یہہ کہ دکھاتے تھے وہ صورت اپنی
مجھکو حیرت تھی کہ آئینہ ہے حیران کسکا

کوئی قیصر کا وسیلہ نہین اے شافع حشر
وان سوا آپ کے تھامے گا وہ دامان کسکا

جلوہ افگن جب وہ رشکِ مہر انور ہوگیا
ماہ کامل شرم سے گھٹ گھٹ کے اختر ہوگیا

وصل کی شب محو تزئین وہ ستمگر ہوگیا
آئینہ میرے لئے سدِ سکندر ہوگیا

اے جنون جلدی نہ کر فصلِ بہار آنے تو دے
دیکھ لینا آپ مین جامہ سے باہر ہوگیا

ہوگیا دھوکا اونھین اپنے کمر کا دیکھ کر
اس قدر غم سے تنِ کاہیدہ لاغر ہوگیا

زاہدان شہر آنکھون سے لگاتے ہین ایسے
سنگ اسود کس کے دروازہ کا پتھر ہوگیا

دین و دل صبر و تحمل زلف جانان نے لئے
منتشر اس راہ مین لشکر کا لشکر ہوگیا

واہ رے اے بیقراری اُف رے اے جوشِ جنون
بارہا لاشہ مرا مرقد سے باہر ہو گیا

آخرش قیصر یہ غفلت سے سیہ کاری بڑھی
نامۂ اعمال اک دفتر کا دفتر ہو گیا

سجدہ بُتِ کافر کا قضا ہو نہین سکتا
کعبے کی قسم یہ بخدا ہو نہین سکتا

کسطرح کہون حشر بپا ہو نہین سکتا
اے بُت تری رفتار سے کیا ہو نہین سکتا

ہنسکر دہنِ زخم یہی کہتے ہین ہر بار
قاتل ترا احسان ادا ہو نہین سکتا

سودا ہے کہون مشک اگر زُلفِ دوتا کو
ہون جان کے پابند خطا ہو نہین سکتا

شاید کہ چُھری زہر مین قاتل نے بجھائی
زخمِ جگری یون تو ہرا ہو نہین سکتا

مشتاق ہین ہم ناوکِ بیداد کے قاتل
کوئی ہدف تیر قضا ہو نہین سکتا

اے بحرِ کرم تُجھ سے ہو کس طرح کنارا
قطرہ کبھی دریا سے جُدا ہو نہین سکتا

برباد کرے خاک کا پیوند کرے یہ
اس گردشِ افلاک سے کیا ہو نہین سکتا

اے دستِ جنون ضعف نے کیا تنگ کیا ہے
اب تار گریبان بھی جُدا ہو نہین سکتا

مہندی کی طرح دل کو سمجھ بوجھ کے ملئے
یہ خون مسلمان ہے روا ہو نہین سکتا

قیصر کوئی محشر مین شفاعت کا وسیلہ
جز رحمتِ محبوبِ خدا ہو نہین سکتا

گر پڑے عکس اسپہ تیرے روئے آتشناک کا
رشکِ خورشید فلک بنجائے ذرّہ خاک کا

حیف ہے تیری کدورت خاک ہونے پر نجائے
کیون صبا برباد ہو تودہ ہماری خاک کا

سب کی نظرون سے اوتر جائے ابھی طوفانِ نوح
گر چڑھے دریا ہمارے دیدۂ نمناک کا

قتل ہونے پر بھی چھوڑین گے نہ دامن کو ترے
رنگ ہو جائے گا خون اپنا تری پوشاک کا

ناتوانی کا وہی عالم رہا مرنے پہ بھی
بیٹھ جاتا ہے بگولا اوٹھ کے اپنی خاک کا

زندگی جسکو دوامی چاہیئے وہ سر جُھکائے
آبِ حیوان مین بجھا ہے تیغۂ سفاک کا

دیکھئے قیصر خبر لاتا ہے کب تک یار کی
منتظر ہون دیر سے مین قاصدِ چالاک کا

نامہ لکھا تھا وصل کی تدبیر دیکھنا
اولٹا ملا جواب یہہ تقدیر دیکھنا

سودا ہوا بہار کی تاثیر دیکھنا
قیدی سبنے یہ خوبیِ تقدیر دیکھنا

تدبیر وصل کی یہ ہوا ہجر ہی نصیب
کیسی اولٹ گئی مری تقدیر دیکھنا

ہاتھ آئیگی وہ زُلف گرہگیر یا نہین
اوشانہ بین میرا خطِ تقدیر دیکھنا

غیرون سے ابرؤنکا اشارہ تجاہیئے
مرجاؤنگا مین مارکے شمشیر دیکھنا

قیصر ہمارے پاس نہ آئے وہ صبح تک
کیا بے اثر ہے نالۂ شبگیر دیکھنا

کسکو وحشت مین خیالِ زینتِ پوشاک تھا
آمدِ فصلِ بہاری تھی گریبان چاک تھا

بے ترے کچھ بھی نہ تھا اے ساقیِ رنگین ادا
میکدہ مین لطفِ مے نوشی کا کیا تھا خاک تھا

دیکھنا اللہ رے آبِ دُرِ دندان کا فیض
غیرتِ سلکِ گہر ہر ریشۂ مسواک تھا

ناصحا سچ ہے نہ تھا جب جامہ زیبونکا خیال
نے گریبان چاک تھا اپنا نہ دامن چاک تھا

شکر ہے دامن سے میرا اشک پونچھے آپنے
کب بھلا خلعت کے قابل دیدۂ نمناک تھا

جسمِ خاکی آخرش مٹی مین جا کر مل گیا
آدمی کی اصل کیا تھی ایک مُشتِ خاک تھا

دخترِ رز کی تاک مین تھا مے پرستونکا ہجوم
باغ مین ہنگامہ برپا زیرِ نخلِ تاک تھا

فے عذاب جانکنی رہتا نہ رہتا انتظار
ہجر مین گر موت آجاتی تو قصہ پاک تھا

باغ مین بھی یاد ساقی کی دکھاتی تھی بہار
جو شجر مجکو نظر آتا تھا نخلِ تاک تھا

جسکو دیکھا چشم تر اس بحرِ فانی مین ملا
جو حباب آیا نظر اک دیدۂ نمناک تھا

ہاتھ آئین پاؤن رکھتے ہی فنا کی منزلین
جادۂ ملکِ عدم صحراے وحشتناک تھا

انتہا کی تھی درازی تیری اے دستِ جنون
حشر کے دن نامۂ اعمال اپنا چاک تھا

وصل کی شب کیا کہون کس بے حجابی سے کٹی
مین بھی تھا جامے سے باہر یار بھی بیباک تھا

دیکھ کر تجھکو کہینگے یون ملائک خلد مین
یہہ وہ قیصر ہے جو مداحِ شہِ لولاک تھا

کرکے بسمل نہ مجھے شوخ ستمگر جانا
فیصلہ آج تڑپنے کا مرے کرجانا

دل سے اے شمع رُخِ یار نہ باہر جانا
دیکھ اس گھر کو اندھیرا نہ کہین کرجانا

شوق سے سجدۂ شکرانہ ادا کرجانا
سر جھکائے ہوئے ایدل تہِ خنجر جانا

کوچۂ یار مین اس شان سے قیصر جانا
حسرتِ دید کا لیتا ہوا لشکر جانا

می و میخانہ مین جنت کی فضا ہے ساقی
نہین منظور سرِ چشمۂ کوثر جانا

حرم و دیر سے مسجد سے مجھے کیا تھی غرض
جستجو آپ کی سکھلا گئی گھر گھر جانا

جب سرِ گورِ غریبان وہ کبھی آتے ہین
ناز کہتا ہے لگاتے ہوئے ٹھوکر جانا

آپکی ہجر مین جینا ہی بہت مشکل ہے
سہل ہے کھیل ہے ایجان جہان مرجانا

اے صبا تا او سے معلوم ہو حیرت کا مآل
آئینہ لیکے سرِ قبرِ سکندر جانا

ہم ازل سے یونہین خود رفتہ و مدہوش رہے
گردشِ چشمِ فسون ساز کو ساغر جانا

خانۂ چشم مین رہتے میرے پردا ہے یہین
دیکھئے دیکھئے اچھا نہین باہر جانا

اے اجل آج بھی ساقی نے عنایت جو نہ کی
ساغرِ عمر میرا آکے تو ہی بھر جانا

وہ موحد ہون جو اک جام بھی ساقی سے ملا
اوس کو بھی بادۂ توحید کا ساغر جانا

سنگِ فرقت کا کیا خوب نشانہ اسکو
آپ نے شیشۂ دل کو مرے پتھر جانا

محفلِ یار مین ہر روز ہمین اے قیصر
آنا ہنستے ہوئے روتے ہوئے اوٹھکر جانا

ملگیا خاک مین الساتنِ لاغر اپنا
صورتِ نقشِ قدم اوٹھ نہ سکا سر اپنا

نہ دکھایا کبھی جلاد نے جوہر اپنا
تہِ شمشیرِ تغافل ہی رہا سر اپنا

آیا وعدہ پہ جو وہ مہر منور اپنا
بنگیا مطلع خورشید وفا گھر اپنا

حلۂ خلد کی خواہش نہین اے پردہ نشین
بھیجدے ہمکو کفن گوشۂ چادر اپنا

دل سے جائیگا نہ جوش مئے چشم ساقی
حشر مین ساتھ لئے جائینگے ساغر اپنا

مرغ دل دیدۂ جلاد مین گھر کرتا ہے
دیکھئے باز سے لڑتا ہے کبوتر اپنا

حسرت قتل پھرا دیتی ہے گردن پہ چھری
پھیر دیتے ہین جو منگوا کے وہ خنجر اپنا

ہند مین نافۂ تاتار کی خوشبو پھیلے
کھولئے عقدۂ گیسوئے معنبر اپنا

دیر و کعبہ مین خدائی کو نہ حیران کرو
جا بجا سب کو بتاتے نہ پھرو گھر اپنا

عید قربان کی ہوس آج نہ باقی رکھئے
میری گردن سے ملا دیجئے خنجر اپنا

نکلی نافہ سے جو سودے مین ترے گیسو کے
نکہت مشک ختن بھول گئی گھر اپنا

کس طرح تیغ زبان معرکہ آرا نرہے
کوئی شمشیر چھپاتی نہین جوہر اپنا

سر اوٹھایا ہے نقاحت نے پس مردن بھی
بیٹھ جاتا ہے غبار تن لاغر اپنا

دم اولجھتا ہے نہ ٹرہ گیسوئے جانان کیطرح
اے شب ہجر بہت حال ہے ابتر اپنا

خیر ہم بھی شب غم مر کے سحر کرلین گے
نہ دکھاؤ نہ دکھاؤ رُخ انور اپنا

صدف مدحت محبوب خدا کہتی ہے
دُرّۃ التاج سر عرش ہے گوہر اپنا

نہ اولجھیو کہین ہم چاک گریبانون سے
پردہ رکھنا ہوا گر دامن محشر اپنا

یار نے خواب مین دیدار دکھایا ہے ہمین
بخت خفتہ نے جگایا ہے مقدر اپنا

اے اجل کیون ہوا امید وفا قاتل سے
کیونکہ وعدہ بھی ہوا آکے برابر اپنا

ہمکو دوزخ سے غرض کام نہ کچھ جنت سے
حشر بھی ہوگا تو ہوگا ترے در پر اپنا

اسعہ یا ختم رسل بہر شفاعت ہو جائے
جب کھلے حشر مین اعمال کا دفتر اپنا

اب کوئی دم مین رگ جانکا بھی قصہ ہے تمام
روک اے ترک ستمگار نہ خنجر اپنا

لاتصور مین کسی شمع کا جلوہ اے دل
تو بھی فانوس خیالی مین بنا گھر اپنا

بل کی سلے نافۂ تاتار کی خوشبو نہ کبھی
تم دکھا دو جو خم جعد معنبر اپنا

شکر رزاق سے قاصر ہے زبان اے قیصر
بھیجدیتا ہے وہی رزق مقدر اپنا

شب وصلت مین بھی جی بھر کے اوسے کو کہان دیکھا
سحر ہونے لگی گھبرا کے سوئے آسمان دیکھا

ہر اک ذرہ مین وانکے مہ کو جلوہ کنان دیکھا
فلک منزل کسی خورشید رو کا آستان دیکھا

سراسر تجھ مین لے موسی میان عنقا کا عالم ہے
بہت شہرہ ترا سنتے رہے پر بے نشان دیکھا

عدم کے جانیوالے کس سبکدوشی سے جاتے ہین
کسی نے کب زمین پر نقش پائے رفتگان دیکھا

بکھرا جو اسے مہ یوسف لقا تیری تجسس مین
پریشان اوسکو ہم نے شکل گرد کاروان دیکھا

چمن مین آگ بھڑکا دی یکایک آتش گل نے
کیا کچھ پاس بلبل کا نہ سوئے آشیان دیکھا

ہر اک پر بے خطا تیر نگاہ ناز سے چلتے ہین
تمھاری جنبش ابرو مین بھی تیر و کمان دیکھا

تری رفتار مین بھی بیوفائی ہے قیامت کی
دوبارا پھر تجھے آتے نہ اے عمر روان دیکھا

خدائی مین انھین کے حسن کا عالم نظر آیا
حرم مین بھی نشان جلوہ روئے بتان دیکھا

عجب عالم تلون کا ہے اے خورشید رو تجھ مین
کبھی تو مہربان دیکھا کبھی نامہربان دیکھا

جسے مصروف دیکھا مدحت شاہ مدینہ مین
اوسے شیرین سخن پایا اوسے رطب اللسان دیکھا

تصور مین کسی تیر نگہ کے طائر دل کو
شکار زخم خوردہ کی طرح ہر دم طپان دیکھا

مژہ سے اشک خون آلودہ کیا رہ رہ کے گرتے ہین
اسی کانٹے کو گلزار جہان مین گلفشان دیکھا

شب عشرت کٹی پہلو سے اوٹھکر وہ چلے گھر کو
بدن سے روح کو جاتے ہوئے وقت اذان دیکھا

ملا ہے اوج وصف صاحب معراج سے تجھکو
تجھے اے طائر فکر رسا عرش آشیان دیکھا

یہ سمجھونگا مین اے قیصر ملا فردوس جیتے جی
مقدر سے اگر شاہ عرب کا آستان دیکھا

زلف سیاہ یار مین رخ جلوہ گر نہ تھا
یہ شب وہ تھی کہ جس مین نشان سحر نہ تھا

کب دیکھنا ادا سے قیامت اثر نہ تھا
کونین کب حضور ایدھر کا اودھر نہ تھا

تیغ ادا کی وار اوٹھاتے نہ کس طرح
پہلو مین دل نہ تھا کہ ہمارے جگر نہ تھا

آنکھون کو لطف جلوۂ دیدار تھا نصیب
جب بند و بست رخنۂ دیوار و در نہ تھا

بہزاد کس طرح تری تصویر کھینچتا
معدوم تھا دہن تو نشان کمر نہ تھا

رہنا بتون نے دل کا کیا اس لئے پسند
بہتر خدا کے گھر سے کوئی اور گھر نہ تھا

اللہ رے عروج رسائے مصطفٰے
پہونچے وہان جہان کہ مقام بشر نہ تھا

قاصد کو بند کرکے دیا نامہ اس لئے
مجھ پر کھلا ہوا تھا کہ وہ معتبر نہ تھا

حیران ہون کیون محل مین گذر ہے رقیب کا
ایسا مزاج یار مین تو در گذر نہ تھا

قاتل رہینگی یاد تری کج ادائیان
تیر نگاہ ناز کا رخ بھی ادھر نہ تھا

مہندی لگائی کیون شب وعدہ حضور نے
منظور دل سے خون تمنا اگر نہ تھا

پروانے تھے نہ بزم تھی نے اہل بزم تھے
کوئی شریک ماتم شمع سحر نہ تھا

کیون دمبدم حضور بگڑتے ہین خیر ہے
آگے تو یون مزاج مبارک مین شر نہ تھا

تھا اوج پر ستارۂ تقدیر آفتاب
چیچک کا داغ رخ پہ ترے جلوہ گر نہ تھا

پسکر نگاہ سرمۂ چشم بتان بنی
مجھ سا بھی اے فلک کوئی اہل نظر نہ تھا

آئے تھے اون کے گیسوئے شبرنگ تا کمر
قیصر وہ آدھی رات تھی پچھلا پہر نہ تھا

چڑھا کر تیوریان گرم عتاب آیا تو کیا آیا
جو یون ساقی سوئے بزم شراب آیا تو کیا آیا

خیال روئے روشن وقت خواب آیا تو کیا آیا
جو غفلت مین چمک کر آفتاب آیا تو کیا آیا

رہے شرم سیہ کاری سے ہردم سر گریبان مین
خدا کے سامنے ایدل حجاب آیا تو کیا آیا

جگہ پہلو کی چھوڑی کعبۂ ایمان کو کھو بیٹھا
کسی بت پر دل خانہ خراب آیا تو کیا آیا

بجائے نامہ بھیجا کاغذ سادہ ستمگر نے
جو اک مدت مین بھی خط کا جواب آیا تو کیا آیا

نہ لی کروٹ نہ آنکھیں بھی کھلیں اپنی پس مردن — نہ آیا زندگی بھر پھر جو خواب آیا تو کیا آیا
تکلف تھا تبھی اسکا زمانہ عمر بھر رہتا — جو دو دن کے لئے عہد شباب آیا تو کیا آیا
جلاتے ہیں تری فرقت میں دونوں غم میں ساقی — شراب آئی تو کیا آئی کباب آیا تو کیا آیا
گیا تربت پہ میری فاتحہ کو ساتھ غیروں کے — وہ کافر یوں سر راہ ثواب آیا تو کیا آیا
سر مدفن نہ روندا جب کسی ترک ستمگر نے — سمند ناز پر پا در رکاب آیا تو کیا آیا
دل فرقت زدہ پر اور اک غم کی گھٹا چھائی — جو بے ساقی گلستان میں سحاب آیا تو کیا آیا
رقیب روسیہ سے بھی اولجھے زلف چھوٹے پر — مجھی پر آپ کو گر پیچ و تاب آیا تو کیا آیا
لگا لگ نکہت گیسو سے تیری ہمسری کرتا — جو نافہ میں خطا سے مشکناب آیا تو کیا آیا
مرادیں دل کی بر آئیں نہ حسرت وصل کی نکلی — قریب صبح کوئی ماہتاب آیا تو کیا آیا
پسینے کی وہ خوشبو زندگی ہی میں سونگھا جاتے — پس مردن اگر عطر گلاب آیا تو کیا آیا
نہ لبریز در مقصد ہو جب تک آبرو کیا ہے — اولٹ کر اپنے کاسے کو حباب آیا تو کیا آیا
سناتا ہے مجھے باتیں ہزاروں ایک مو سی پر — جوانے طفل حسین تجھ کو حساب آیا تو کیا آیا
نہ رد یا میں کبھی بے پردہ ہوئی دیدار کی صورت — کوئی چھوڑے ہوئے سر رخ پر نقاب آیا تو کیا آیا
بیاض چرخ گرداں بھی اولٹی تب تماشا تھا — زمین شعر ہی میں انقلاب آیا تو کیا آیا
نہ آیا خوف کچھ برسوں کئے دعوے خدائی کے — سوئے فرعون مشرک جب عذاب آیا تو کیا آیا
برنگ وسعت جنت کشادہ ہو گیا مدفن — پئے امداد لطف بوتراب آیا تو کیا آیا
مکدر اپنی ناکامی سے میں ہوں کیوں نہ اے ساقی — مرے حصے میں گر دُرد شراب آیا تو کیا آیا

نہ خلوت میں کبھی زانو سے اوٹھایا سر کچھ بولے
اوٹھیں یہ بے محل تجھ پر حجاب آیا تو کیا آیا

لکھ رہا ہوں آج وصف کارزار مرتضیٰ — اللہ والے قوت پروردگار مرتضیٰ
کھینچکر تصویر روئے نوربار مرتضیٰ — چشم قدرت بنگئی آئینہ دار مرتضیٰ

بدر میں دو بجلیاں گرتی تھیں اللہ ری کمال
جب چمکتا تھا ہلالِ ذو الفقارِ مرتضےٰ

دے نجف میں بادۂ توحید اے ساقی مجھے
کیا گھٹا اوٹھی ہے سوئے کوہسارِ مرتضےٰ

لوٹتے تھے لڑکے جب تو حضرتِ خیر البشر
پونچھتے تھے اپنے دامن سے غبارِ مرتضےٰ

جنگ میں چار آئینہ والے جو کھاتے تھے شکست
پھر جری ہوتا تھا کیا حیران کارِ مرتضےٰ

مہر کی کلغی جو تھی تو کہکشاں کا زیر بند
ساز و سامان تھے یہہ بہر راہوارِ مرتضےٰ

لشکرِ اسلام میں اک عید نصرت ہو گئی
جب نکل آیا ہلالِ ذو الفقارِ مرتضےٰ

شیر گردوں گوشۂ قوس قزح میں چھپ رہے
رُخ کرے گر ناوکِ ضیغم شکارِ مرتضےٰ

دیکھتی تھی فتح و نصرت منہ بوقت کارزار
کیا صفائی تھی میانِ ذو الفقارِ مرتضےٰ

خاک میری ہند سے سوئے نجف لیجائیو
اے نسیم روضۂ عالی وقارِ مرتضےٰ

غل ہوا شبنم کے قطرے ہیں گلِ خورشید پر
جب عرق لائی جبین نور بارِ مرتضےٰ

دیکھ لے نرگس چلا آنکھوں سے میں سوئے نجف
رفتہ رفتہ بڑھ گیا یہ انتظارِ مرتضےٰ

تھرتھرا جاتی تھی ہیبت سے بنائے قصرِ کفر
جب اذان ہوتی تھی بالائے حصارِ مرتضےٰ

جھیل کر کڑیاں نکل جاتی تھی بجلی کی طرح
لاگ رکھتی تھی زرہ سی ذو الفقارِ مرتضےٰ

یہہ تمنا ہے کہ جب ہو گرم بازار نشور
نقد دل لیجاؤں میں بہر نثارِ مرتضےٰ

قطع باطل ایک سے کرتی تھی اک سے ذکر حق
دو زبانیں کیوں نہ رکھتی ذو الفقارِ مرتضےٰ

بڑھ کے سرشار مئے کوثر کرے گا خلد میں
قطرۂ دریائے لطف بے شمارِ مرتضےٰ

رحم قاتل پر بھی آجاتا تھا غصے کی عوض
تجھ پہ قربان اے مزاج بردبارِ مرتضےٰ

ہے مرے قبضے میں سیفِ عالم سیفی ہوں میں
تھا یہی وردِ زبانِ ذو الفقارِ مرتضےٰ

چرخ چارم مہر کا اورنگ شاہی کیوں نہ ہو
یہہ بھی ہے قیصر غلامِ تاجدارِ مرتضےٰ

ہتو برنگِ حنا دم میں پائمال کیا
کسی غریب کے دل کا نہ کچھ خیال کیا

تمھاری چشم فسون ساز کا خیال کیا
شکار کعبۂ مقصود کا غزال کیا

ہمارے دل کی تمنا کوئی نہ بر آئی
جواب صاف ملا جب کوئی سوال کیا

یہہ جانتے ہین کہ دیوانۂ محبت ہے
پھر اوسپہ کہتے ہین کیا تو نے اپنا حال کیا

گہر کو گوہر دندان نے تیرے اے یم حسن
غریق لجۂ دریائے انفعال کیا

بتون کی زلف کا اے دل بنا کے سودائی
گناہگار مجھے تو نے بال بال کیا

کیا ہے خوان قناعت نے سیر یہہ مجھکو
ملی جو نان جوین شکر ذوالجلال کیا

خیال گیسوے شبگون جو رات کو آیا
اوسیکے دل نے پریشان مرا خیال کیا

ملایا خاک مین رفتار ناز سے دل کو
مثال نقش قدم تمنے پائمال کیا

مثال صبح شب تار ہو گئی روشن
کسی کے روئے منور کا جب خیال کیا

رہین رقیب کے ہمراہ باغ کی سیر ین
مگر کبھی نہ مجھے آپ نے نہال کیا

تمھارے روئے منور کو شاعرون نے اگر
کہا جو مہر منور تو کیا کمال کیا

شب وصال صدائے اذان سے اے زاہد
غضب ہے تو نے مجھے بے تجھری ہلال کیا

اوٹھا وہ گلشن ہستی سے سرخرو ایگل
جسے برنگ حنا تو نے پائمال کیا

کرون مین شکر خدا کس زبان سے ای قیصر
مجھے بھی عید نبی صورت بلال کیا

اللہ رے شان مسکن ذیشان مصطفی
کرسی سے بھی بلند ہے ایوان مصطفی

میزان حشر کر نہین سکتی سبک مجھے
پلہ پہ ہوگا لطف فراوان مصطفی

ملتا ہلال چرخ کو کب رتبۂ کمال
ہوتی اگر نہ شان گریبان مصطفی

ق

یثرب مین ہوتی ہین یہ غریبون کی خاطرین
اللہ رے لطف واہ رے احسان مصطفی

خوان خلیل آتا ہے دعوت کے واسطے
جب تک مقیم رہتے ہین مہمان مصطفی

=

سایہ کریگی نور خدا ا نکے حشر مین
اللہ رے شان وسعت دامان مصطفی

ہان ساقیا بُلا کے پلا دے جسے طہور
اوٹھی ہے وہ گھٹا سوئے بستان مصطفےٰ

اس سلسلے سے پائینگے ہم جادۂ جنان
ہاتھون مین ہوگا گوشۂ دامان مصطفےٰ

اے کلک پہلے آبِ گُہر سے زبانکو دھو
لکھ اوس کے بعد مدحتِ دندان مصطفےٰ

حوروں کی اونگلیان شبِ معراج مین اوٹھین
جھکا جو وان ہلالِ گریبان مصطفےٰ

محشر کے دن نجات بلاؤن سے پائیگا
پابند عشق گیسوئے پیچان مصطفےٰ

منسوخ دم مین دفتر ادیان ہو گئے
جاری ہوا عرب مین جو فرمان مصطفےٰ

حجاج کھنچکے آتے ہین کعبے کی راہ سے
اللہ رے جذبِ اُلفتِ ایوان مصطفےٰ

لب بند ہو گئے لبِ شیرین کے وصف مین
رطب اللسان ہوا ہے ثناخوان مصطفےٰ

عطرِ گلِ ولائے خدا مین بسی ہوئی
اِترا رہی ہے نکہتِ بستان مصطفےٰ

قیصر قصورِ خلد کی رکھتے ہو گر ہوس
لو عہدۂ غلامیِ دربان مصطفےٰ

کیا کہون کجروئے بخت سے کیونکر اولٹا
چشمۂ خضر سے ناکام سکندر اولٹا

آپ ہی پھیرتے ہین حلق پہ خنجر اولٹا
اور الزام لگاتے ہین مرے سر اولٹا

پردۂ ابر مین مہتاب چھپا غیرت سے
شب کو کس مہ نے نقابِ رخِ انور اولٹا

بل رگِ جان مین پڑے زہر چڑھا مُنہ اوترا
ڈس کے جب افعئے گیسوئے ستمگر اولٹا

جبہ سا ہو درِ سلطانِ اُمم پر اے دل
سیدھا ہوتا ہے وہین جا کے مقدر اولٹا

خضرِ دل دیر سے کعبہ کو لئے جاتا ہے
راستہ تجھکو بتاتا ہے یہ رہبر اولٹا

آرسی پاؤن کو حیرت سے تکا کرتی ہے
جب وہ شوخی سے پہن لیتے ہین زیور اولٹا

آپ نے پھر کے بھی دیکھا نہ توجہ سے کبھی
بار ہا غم سے ہمارا دلِ مضطر اولٹا

گر کے برباد ہوا نامۂ شوقیہ مرا
آسمان پر دمِ بازی جو کبوتر اولٹا

دیکھنا اور قیامت یہ قیامت ہو گی
اوس نے پردہ جو میانِ صفِ محشر اولٹا

وصل کی رات کٹی جیب سحر چاک ہوا
رخ سے آنچل نہ مگر تونے ستمگر اولٹا

روح اسکندر رومی پہ غضب ڈھایا ہے
اونکو مشاطہ نے آئینہ دیکھا کر اولٹا

چھوڑ کر طوف حرم گرو ہے بتخانے کے
اتھو زاہد بھی کیا کرتا ہے جبکر اولٹا

وصل کی رات بھی تاریک رہی ای قیصر
پردۂ زلف نہ اوس ماہ نے شب بھر اولٹا

دیتی ہے ساتھ تھک کر غربت مری فغان کا
ملتا نہیں ٹھکانا جب مجھکو کاروان کا

پھر آج سوئے گلشن جھونکا چلا خزان کا
اللہ ہے نگہبان بلبل کے آشیان کا

ملتا نہیں نشان کچھ کسطرح فکر ڈھونڈے
عنقا ہوا ہے مضمون اے بت ترے دہان کا

سودے نے گیسوؤن کے اسدرجہ طول کھینچا
تا عرش سلسلہ ہے فریاد کا فغان کا

دو دن کی زندگی مین ہین تنگ اے خضر ہون
خلعت تمھین مبارک اس عمر جاودان کا

ہر دم عدم کی جانب سب چلکے جا رہے ہین
پوچھون پتہ الہی مین کس سے کاروان کا

ابرو کی ہے یہ شہرت سب ناوک نگہ سے
رتبہ بڑھا دیا ہے اس تیر نے کمان کا

نکلی گذر کی صورت تب اوس صنم کے در تک
دل ہاتھ مین لیا ہے جب اوسکے پاسبان کا

عالم بہار کا ہے پھولے نہ کیون خوشی سے
تنکا ہر ایک گل ہے بلبل کے آشیان کا

زخم جگر تجھی کو قاتل پکارتے ہین
چسکا پڑا ہوا ہے یہہ تیغ کی زبان کا

بحر جہان فانی دیتا ہے سب کو چکر
جو بلبلا ہے اسکا گنبد ہے آسمان کا

جا کر پھرا نہ کوئی ملک عدم سے اے دل
کس سے مین حال پوچھون یاران رفتگان کا

نقش قدم کی صورت اوٹھتا نہیں زمین سے
نقشہ یہہ ہو گیا ہے اب تیرے ناتوان کا

کیون بسملون کے ہر دم زخم بدن ہین خندان
مقتل ہے آج قاتل کیا کھیت زعفران کا

قاصد کی آمد و شد ہے وجہ زندگی کی
کہتا ہے حال ہر دم اوس عیسی زمان کا

اوٹھتا چلا ہے طوفان اشکون کا چشم تر سے
اب ناخدا خدا ہے کشتئ آسمان کا

ابتک سسک رہا ہے سر پر قضا کھڑی ہے
تیغ ادا سے سُنئے حال اپنے نیمجان کا

زاہد بھی وصل کی شب ہر دم بپا قیامت
یہ صُور کی صدا تھی یا شور تھا اذان کا

اوس حور کی نشانی کیا رنگ لا رہی ہے
چھلے کا گل بنا ہے گلدستہ اِک جنان کا

قیصر قلم کو تھامو فکر رسا کو روکو
مفقود اب نشان ہے عالم سے قدردان کا

حشر مین بھی مرے پامالی کا سامان ہوگا
سایہ سا اُٹھا تھا خیالِ قدِ جانان ہوگا

ڈوب کر خون مین مہمان رگِ جان ہوگا
سرخرو آج ترا نشترِ مژگان ہوگا

سب کی نظرون سے اوتر جائیگا حیران ہوگا
آئینہ مُنہ پہ ترے چڑھ کے پشیمان ہوگا

روشِ کلک سے رنگین مرا دیوان ہوگا
ایک ہی شاخ سے پیدا یہ گُلستان ہوگا

ابر مین ماہ چھپے گا جو اُلٹ دوگے نقاب
جھلملا کر یہ چراغِ تہِ دامان ہوگا

اے جنون دست درازی جو یہی ہے تیری
پاؤن زنجیر مین ہاتھون مین گریبان ہوگا

مین یہہ سمجھونگا وہ پازیب پہنکر آئے
شورِ محشر جو سرِ گورِ غریبان ہوگا

دیکے دم حلق پہ پھیریگا چھُری پھر قاتل
پھر نئے سر سے مرے قتل کا سامان ہوگا

حشر کے روز بھی دیدار کا کسکو ہے یقین
یان ہوا وعدہ وفا آپ کا کچھ وان ہوگا

اے یمِ اشک یہی ہے جو تری طغیانی
موج زن حلقۂ گرداب گریبان ہوگا

رنگ لائے گا یونہین لال مسی زیب ترا
آج نیلم ہے تو کل لعل بدخشان ہوگا

مار رکھا ہے تغافل نے ستمگر کی مجھے
جب کہا درد ہے دلمین تو کہا ہان ہوگا

آج سُرمہ وہ لگاتے ہین خدا خیر کرے
اور اندھیر میانِ صفِ مژگان ہوگا

تُم جو پہلو سے چلے روح نکل جائے گی
ایکدم کا بھی توقف نہ مری جان ہوگا

شانہ کیون ہاتھ لگاتا ہے غضب کرتا ہے
بل کرین گے ترے گیسو تو پریشان ہوگا

لذّتِ قتل کی حسرت ہے دوبارا مُجھکو
عمرِ رفتہ جو پھر آئیگی تو احسان ہوگا

شاعرون نے لیے طوبی سے بڑھا رکھا ہے
اور کیا وصفِ نہالِ قدِ جانان ہوگا

مین سکندر نہین ہے کام مجھے ساقی سے
اے خضر ہوگا ترا چشمۂ حیوان ہوگا

بڑھتے بڑھتے قدِ موزون ترا چل نکلے گا
رفتہ رفتہ یہ شجر سروِ خرامان ہوگا

رنگ لاوے گا شبِ وصل دوپٹہ تیرا
یہ مسک کر کبھی قبائے گلِ خندان ہوگا

حُسن بندش ترے گیسو کی صفت مین کیا ہو
لاکھ مضمون ہو چوٹی کا پریشان ہوگا

مصحف رُخ پہ ترے خال یہ کیون آیا ہے
کیا غلامِ حبشی حافظ قرآن ہوگا

باغ جنت مین بسائینگے فرشتے قیصر
راحت روح یہ عطر گل ایمان ہوگا

صبحدم نور رخ یار سے حیران ہوگا
آفتاب سحری چاک گریبان ہوگا

زخم دل اپنا نہ ہرگز کبھی خندان ہوگا
خالی اے کان ملاحت جو نمکدان ہوگا

صدقے رُخ پر ترے گیسو پہ ترے لب پہ ترے
آئینہ مشک ختن لعل بدخشان ہوگا

پاس رکھتا نہین اسواسطے اپنے قاتل
زخم تن شور کرین گے جو نمکدان ہوگا

بیوفا سچ یہ بتا ہمکو تبر کرین گے
جھوٹے وعدون سے ترے کون پشیمان ہوگا

لکھ چلا ہے یہ ترے قامت موزون کی صفت
عرصۂ حشر قلم کا مرے میدان ہوگا

دودِ آہِ دلِ صد چاک مثالِ گیسو
منتشر کرکے مجھے خود بھی پریشان ہوگا

خُلد مین لیکے نہ چل حشر نہ کر اے رضوان
نخل طوبی پہ گمان قد جانان ہوگا

مُنہ دکھانا ہے خدا کو بھی یہ اندھیر نہ کر
حشر کا دن بھی کبھی اے شب ہجران ہوگا

رات بھر سیر سر کوچۂ گیسو ہوگی
جمع آنکھون مین اگر خواب پریشان ہوگا

یون کرونگا ترے قامت کی قیامت ثابت
سورۂ حشر دکھا دونگا جو قرآن ہوگا

نور رُخ یار کا پھیلے گا جو صبح شب وصل
گھر مرا مطلع خورشید درخشان ہوگا

قطع ہوگا نہ کبھی سلسلہ پردہ دری
اپنا دامن جو پھٹے گا تو گریبان ہوگا

وعدہ وصل کریں تجھسے جو وہ اے قاصد
ہاں میں ہاں تو بھی ملا دیجیو احسان ہوگا

ہم بھی یاں آگ لگا دینگے دلِ مضطر میں
شغلِ مہدی کا شبِ وعدہ اگر واں ہوگا

مصحفِ رُخ کی ترے یاد نہ بھولیگی کبھی
منزلِ قبر میں بھی ساتھ یہ قرآن ہوگا

شرم سے تم جو شبِ وصل یونہیں سمٹوگے
بے حجابی کا نہ خلوت میں بھی سامان ہوگا

کام آئیگا سویدا بھی دلِ محزون کا
گھٹ کے تل ہوگا تو خالِ لبِ جاناں ہوگا

نزع میں تو سرِ بالیں جو ستمگر آیا
یہہ نہونے کے برابر ترا احسان ہوگا

بزم میں آتشِ واعظ کی رہینگے چرچے
کبھی شیروں سے نہ خالی یہ نیستان ہوگا

منہ دکھائینگے گنہگار خدا کو کیونکر
روسیاہی کا سبب نامۂ عصیان ہوگا

خاکساری سے ملے گی مجھے شاہی قیصر
بوریا میرے لئے تختِ سلیمان ہوگا

بہار آئی مرے دیوان رنگین کا چمن پھولا
دلِ احباب بلبل ہوگئے نخلِ سخن پھولا

نہالِ آرزوئے دل بتِ غنچہ دہن پھولا
جو تو آیا مرے گھر میں مرادوں کا چمن پھولا

گلِ لالہ کھلا مرقد پہ جو جی داغِ حسرت سے
نہالِ خاکساری دیکھ اے چرخِ کہن پھولا

پسینے دل صورتِ برگِ حنا محشر ہوا برپا
تری رفتار سے قاتل قیامت کا چمن پھولا

گمان گورِ غریبان پر ہوا گلزارِ جنت کا
جو آبِ تیغِ قاتل سے شہادت کا چمن پھولا

دلِ پُر داغ اپنا گرو یار اگر پڑا اس میں
تو سُن لینا کوئی گل پھر تہِ چاہِ ذقن پھولا

اوسے گلگیر نے بادِ خزان کا رنگ دکھلایا
جو نخلِ شمع جل بجھ کر میانِ انجمن پھولا

چڑھائے اپنے باسی ہار جب تربت پہ اوس گل نے
خوشی سے غنچۂ دل قبر میں زیرِ کفن پھولا

ہمارے داغہائے جسم کا بھی غور لازم ہے
کوئی برباد یوں کرتا نہیں اے گل چمن پھولا

نسیمِ لطف تیری بھول کر آئی نہ اس گھر میں
ہمارا خانہ باغِ دل نہ اے غنچہ دہن پھولا

بہارِ تازہ آئی چہچہے کرنے لگی بلبل
نیا غنچہ کوئی جسدن سرِ شاخِ کہن پھولا

وہ کھٹکا خارِ مژگان بنکے کیا کیا اپنی آنکھون مین
کوئی گل شام غربت مین جو اے صبحِ وطن پھولا

نسیمِ صبحگاہی فیضبخشِ سنگدل کیا ہو
نہ ہرگز گلشنِ ایجاد مین لعلِ یمن پھولا

ہزارون بار آئی فصلِ گل کہنے کو دنیا مین
نہالِ آرزو میرا نہ اے غنچہ دہن پھولا

قبا پہنی جو بلبل چشم کی اے گلبدن تونے
کھلی ہر اک کلی فرطِ طرب سے پیرہن پھولا

خوشی سے کھل گیا کھایا جو تیرا غنچۂ پیکان
دمِ صید افگنی صیاد گل رو یہ ہرن پھولا

کبھی ظالم نہین سرسبز ہوتا باغ عالم مین
سر شاخ کمان کب اے بُت ناوک فگن پھولا

پڑا ہے ٹول کا موباف اے گل تیرے گیسو مین
شفق ہے شام کی یا سنبلِ باغِ ختن پھولا

ہزارون بلبلین وان شوق سے پروانہ وار آئین
جو شبکو تیری محفل مین گل شمع لگن پھولا

یہ اُمّت پر ہے شاہِ انبیا کا لطف اے قیصر
کھلا جنّت کا دروازہ شفاعت کا چمن پھولا

اے پیمِ حسن یہ ہے محوِ تماشا دریا
تیرے نظّارہ کو تھم جاتا ہے بہتا دریا

کیا دمِ غسل ترے نور سے چمکا دریا
غیرتِ چشمۂ خورشید ہے سارا دریا

میرے اشکون سے بنا دامنِ صحرا دریا
آج وحشت نے پھرایا مجھے دریا دریا

بے حجابانہ اوترتا ہے پئے غسل جو تو
چادرِ آب کا کر لیتا ہے پردا دریا

اوس مین گیسو جو کسی غیرتِ گل نے دھوئے
عطرِ عنبر سے بسارات کو سارا دریا

آبرو اپنی جو رکھنی ہو تو بہتر ہے یہی
چشمِ گریان سے کرے میری کنارا دریا

غرق فرعون ہوا اس کو ندامت آئی
وہ گنہگار تھا پر شرم سے ڈوبا دریا

کشتئِ دل ہے تلاطم مین مری رُخ ہے ادھر
آج بہتا ہے مرے اشک کا اولٹا دریا

آئی برسات تو فرقت مین ترے اے ساقی
ساغرِ چشم سے بہتا ہوا دیکھا دریا

عین برسات مین تجھسے ہون جدا اے ساقی
چھا گئی دل پہ گھٹا غم کی بڑھا کیا دریا

تو نہ جاتا جو پئے غسل تو مضطر ہو کر
صورتِ ماہیِ بے آب تڑپتا دریا

شاخ گل موج ہے تو نرگس شہلا ہے حباب
تیرے عکس چمن حسن سے پھولا دریا

جسم لاغر مرا اشکون مین بہا جاتا ہے
دیکھیے ساتھ لیے پھرتا ہے تنکا دریا

جب لو جاتا ہے تو موجین ترے لیتی ہین قدم
ہوگیا اے بت کافر ترا بندہ دریا

اشک جاری ہے مگر داغ جگر جلتا ہے
کیا تعجب ہے بجھاتا نہین شعلہ دریا

خشک ہو جائے جو مین گرم روی دکھلاؤن
خاک بر سر ہوا بھی صورت صحرا دریا

ساربان اشک فشان قیس ہے کیا صحرا مین
چڑھتا آتا ہے سر ناقہ لیلی دریا

شور نالون کا مرے گریہ پہونچتا شب ہجر
خواب غفلت مین پڑے چین سے سوتا دریا

اے فلک اپنے کنارے پہ لگا لے کشتی
ہوتا جاتا ہے مرے اشک کا اونچا دریا

دیکھیے اشک ڈوبوئین کہ بچائین قیصر
کشتیِ چشم کا لیتا ہے اجارا دریا

مردم چشم یہ کہتے ہین کہ دیکھا دریا
ان حبابون مین چلا آتا ہے بڑھتا دریا

آئی برسات تو فرقت مین بڑھ آیا دریا
ساغر چشم سے بہتا ہوا دیکھا دریا

یہہ بھی دیوانہ نہ ہوتا جو ترا میری طرح
شہر مین کوہ مین صحرا مین نہ پھرتا دریا

دل بڑھاتی رہی چشمون کی مری طغیانی
کبھی گرمی مین بھی پانی سے نہ ٹوٹا دریا

چاندنی مین لب ساحل جو نہ آیا ساقی
خار ماہی کی طرح آنکھون مین کھٹکا دریا

سیکڑے مین نظر آئے جو ہین خالی ساغر
آنکھین بھر آئین مری غم کا یہ امڈا دریا

آب و تاب آئی ہے کیا اسمین نہانے سے ترے
ہے ترے رنگ طلائی سے سنہرا دریا

ناگہ اوس مین پئے غسل جو تو اوترے گا
پانی اوڑ جائیگا ہو جائے گا عنقا دریا

مار گیسو کا تصور جو نہانے مین ہوا
لہرین لیتا ہوا سر پر مرے پہونچا دریا

دیکھ لیتا جو کہین دست حنائی تیرے
کھولتا پنجۂ مرجان کا تماشا دریا

لہرین اس مین قد موزون کی تری اوٹھتی ہین
دل مین رکھتا ہے قیامت کی تمنا دریا

اے یم حسن ترے نور کا سایہ جو پڑا
چشم گرداب مین غیرت سے سمایا دریا

عکس پانی مین ہے قامت کا وہ ہین ساحل پر
کس قیامت کا دکھاتا ہے تماشا دریا

رات دن شکل مہ و مہر جو ہے چکر مین
پا گیا کیا مری قسمت کا ستارا دریا

آشیان خس کی طرح بلبل نالان کا بہا
باغ مین گریۂ شبنم سے بڑھا کیا دریا

اوس یم حسن کا جب داغ جلاتا ہے مجھے
اپنے دامن کا لگا دیتا ہے پنکھا دریا

اشک کے ساتھ ہین لخت جگر و دل بھی مرے
کچھ مری آنکھون سے بہتا نہین تنہا دریا

وہ شہ حسن جو ہے ساتھ مرے کشتی مین
تخت شاہی کا دکھاتا ہے تماشا دریا

کیون طبیعت نہ دم فکر چڑھے زورون پر
سچ ہے قیصر کبھی تھمتا نہین بہتا دریا

اللہ رے نور مطلع ابروئے مرتضیٰ
رشک بیاض صبح بنا روئے مرتضیٰ

ہے روح بلبل چمن کوئے مرتضیٰ
دم مین اوڑیگی بو کی روش سوئے مرتضیٰ

زہرا بنین جو رات کو بانوئے مرتضیٰ
اوس گل سے مل کے اور بڑھی بوئے مرتضیٰ

شمع حرم ہے روشنئ روئے مرتضیٰ
دود چراغ طور ہین گیسوئے مرتضیٰ

اللہ رے خاکسارئ شاہ فلک وقار
رہتا تھا بوریا تہ زانوئے مرتضیٰ

گرتا نہین ہے بھول کے بھی شمع طور پر
پروانہ چراغ سر کوئے مرتضیٰ

سلطان ہو گیا وہ پڑا جسکے فرق پر
بال ہما ہے سایۂ گیسوئے مرتضیٰ

کہتا تھا چرخ نور رخ پاک دیکھکر
دو آفتاب ہین تہ گیسوئے مرتضیٰ

ہاتھون کو باندھتا ہے ادب سے یہ خواب مین
جاتا ہے جب خیال مرا سوئے مرتضیٰ

اللہ رے دستگیر دو عالم کا اتحاد
چھوڑا نہ ذوالفقار نے پہلوئے مرتضیٰ

ملتا نہ اونکو اپنی صباحت کا کچھ مزا
یوسف جو دیکھتے نمک روئے مرتضیٰ

غم کی گرہ کھلے مری آسان ہون مشکلین
یارب بحق قوت بازوئے مرتضیٰ

ق

محشر کے دن یہ پیاس کی اچھی سبیل ہے — تسنیم پر ازل سے ہے قابوے مرتضیٰ
اُمّت نہ تشنہ کام رہے گی رسول کی — ملجائے گا لبوں سے لب جوے مرتضیٰ
کعبہ بنا ولادتِ حضرت سے باغ خلد — اس گھر مین ابتدا سے بسی بوے مرتضیٰ
دوڑی نسیم ساغرِ گل لیکے شوق سے — ٹپکا جو باغ مین عرق روے مرتضیٰ
یارب دمِ اخیر یہ کعبہ ہو پیشِ چشم — آنکھین مری پھرین طرفِ کوے مرتضیٰ
مسند نشینِ فقر توکّل حضور تھے — تکیہ نہ تھا کبھی تہِ زانوے مرتضیٰ
اے کعبۂ خلیل خدا مین ترے نثار — بھینی ترے غلاف مین خوشبوے مرتضیٰ
چومے نہ فتح پاے یداللہ کس طرح — خیبر کشا تھی قوتِ بازوے مرتضیٰ
صحرا نجف کا غیرتِ تاتار ہو گیا — اللہ رے مشکبار ہے گیسوے مرتضیٰ
لے کارواں روح الٰہی نجف کی راہ — یہہ قافلہ چلے تو چلے سوے مرتضیٰ
آنکھون کو بند کرکے چلا جا بہشت مین — سیدھے ہی راہ خلد وہ ہے کوے مرتضیٰ
اللہ رے عروسے زہرا کی نکہتین — سہرہ بنی تھی رات کو خوشبوے مرتضیٰ
منزل پہ آگئی ہے کرن آفتاب کی — جاروب بنگئی ہے سر کوے مرتضیٰ

قیصر ہے خاک اونکی لگا ہو نہین تخت جم
جو جم گئے زمین پہ سر کوے مرتضیٰ

دل کو دیوانہ بنایا مجھکو رسوا کر دیا — کہہ گئے تھے آپ تو کچھ اور یہہ کیا کر دیا
اے ستمگر کیا قیامت نے کیا کیا کر دیا — فتنۂ قامت نے تیرے حشر برپا کر دیا
بام پر جلوہ دکھا کر مجھکو شیدا کر دیا — شکل موسیٰ آپ نے مجھ تماشا کر دیا
ناز بیجا کر رہی ہے مجکو مجنون جان کر — وصل کی شب کو الٰہی کس نے لیلیٰ کر دیا
کس سے پوچھون اب تو وہ آنکھین ملاتے ہی نہین — دل مرا دزدِ نگاہِ ناز نے کیا کر دیا
پھیرتے ہین دیکھتے آئینہ دل کا توڑ کر — اس کو کیا لگئے تھے اور کیا کر دیا

یا الہی کس طرح جاؤن حرم کو دیر سے
اک بت کافر نے پابند تو لا کر دیا

بے نقاب آیا مرے گھر مین جو وہ پردہ نشین
فرش مین نے دامن چشم تمنا کر دیا

تیری صورت کھینچتا کیا غش پہ غش آنے لگے
آج حیرت نے عجب مانی کا نقشا کر دیا

دی جنون نے وادئ وحشت کی جب ہمکو سند
آبلہ ہم نے بھی وقف خار صحرا کر دیا

جھوٹے وعدے کرکے دل تو آپ ایجان لیگئے
اب یہہ سچ فرمائیے مجھسے اوسے کیا کر دیا

نیم جان ہون مین خبر لے اے مسیحائے زمان
ناتوانی نے گھلا کر جسم آدھا کر دیا

کنج مرقد مین الہی جمع رکھیو تو حواس
مجمع احباب نے یان لا کے تنہا کر دیا

خود بخود مجھسے کھچے رہتے ہین ابرو کی طرح
اب غرور حسن نے اونکا یہہ نقشا کر دیا

آمد و شد واہ رے اے ناوک قاتل تری
کوچۂ زخم جگر کا صاف رستا کر دیا

دیکے نسبت ایک رشک حور کے قد سے اوسے
یہ بڑھایا سرو کو ہم نے کہ طوبےٰ کر دیا

آہوان چشم پر مژگان کا سایہ سمجھئے
مہر رخ کی دھوپ نے دونون کو کالا کر دیا

بس وہی بت ہے قیامت کا خدائی مین تری
جس نے یارب حشر کا ہنگامہ برپا کر دیا

پوچھتے قیصر اگر ملتا بت خانہ خراب
شہر دل آباد تھا کیون اس کو سونا کر دیا

وقف نظارہ کسی کا قد بالا کر دیا
پہلے ہی محشر سے ہمنے حشر برپا کر دیا

تمکو کیون مشہور لوگون نے مسیحا کر دیا
مرنے والون مین سے کسکو تمنے اچھا کر دیا

اب نہ بھولے گا چلا جا راستہ ظلمات کا
اے سکندر مانگ نے اوس بت کی سیدھا کر دیا

مین نہ جاتا لے گیا دھوکے سے جنت مین مجھے
سامنے رضوان نے تیرے گھر کا نقشا کر دیا

غیرت رنگ حنا بنجائے تا میرا لہو
اس لئے قاتل نے زخم دل کو گہرا کر دیا

جب نظر آئے نہال آرزو سب بے ثمر
جڑ سے مین نے بھی قلم نخل تمنا کر دیا

کرچکا تھا دل کے جانب رخ ترا تیر نگاہ
تو نے پر تیوری چڑھا کر اوس کو ترچھا کر دیا

اوٹھ گئے پہلو سے میرے تیری گھبراہٹ سے وہ
اے دلِ مضطر تڑپ کر تونے یہ کیا کر دیا

دم لے اے شوقِ شہادت خود گلا کاٹینگے ہم
آج بھی جلاد نے کوئی جو حیلہ کر دیا

آبِ شمشیرِ نگہ مین دمبدم غوطے دئے
کب کلیجے کو مرے قاتل نے ٹھنڈا کر دیا

واہ رے رحمت تری اے شافعِ روزِ جزا
دفترِ عصیان کو جنت کا قبالہ کر دیا

نورِ رخ دکھلا کے اپنا چودھوین کے چاند کو
تونے تارا دم مین اے ماہ دوہفتا کر دیا

لکھ کے ہمنے آپ کے بامِ فلک منزل کا وصف
اس زمین کو آسمان اے ماہ سیما کر دیا

ہم چلے جاتے ہین دیکھ اے آفتابِ داغِ دل
شامِ وصلت کی سحر نے بھور اپنا کر دیا

جب ہوا منظور آشوبِ قیامت دیکھنا
اپنی آنکھون کو ستمگر نے اشارا کر دیا

بے نشان دیکھا جو قیصر لشکرِ اندوہ و غم
آہ کا اپنے علم ہمنے بھی سیدھا کر دیا

حسنِ نوشاہ سے چمکا یہ سراسر سہرا
بنگیا رشکِ شعاعِ شہِ خاور سہرا

کھل گئین صورتِ گل جامۂ نو کی کلیان
رنگ لایا ترے دامن سے لپٹ کر سہرا

آبرو سے دُرِ شہوار ہین لڑیان اس کی
گوہرِ تاجِ شرافت ہے مقرر سہرا

فرطِ شادی سے سماتا نہین پیراہن مین
اپنے جامہ سے ہوا جاتا ہے باہر سہرا

ایک مدت سے جو خواہش تھی قدمبوسی کی
بڑھ کے پہونچا قدِ رعنا کے برابر سہرا

گوندھ لایا ہے نئے رنگ سے دولہ کی لئے
بلبلِ فکر گلستانِ سخنور سہرا

سرخرو پرتوِ رخ سے ہے یہ ماشا اللہ
کیون نہ دکھلائے بہارِ گلِ احمر سہرا

گلشنِ دہر مین نوشاہ ہزارون دیکھے
نظر آیا ترے سہرے سے نہ بہتر سہرا

عکسِ آئینۂ رخسار سے کیا چمکا ہے
آج رکھتا ہے مگر بختِ سکندر سہرا

لہرین لیتا ہے جو رخ پر ترے اے قلزمِ حسن
موجِ دریائے صباحت ہے مقرر سہرا

رنگ دکھلاتی ہے پھولون کا شہانی پوشاک
نکہتِ عطرِ حنا سے ہے معطر سہرا

دیکھتی چشم زلیخا جو ترا مصحف رخ
باندھتی سورۂ یوسف کو وہ پڑھکر سہرا

رات بھر اس مین ضیاے مہ پرنور رہی
صبح ہوتے ہی بنا خسرو خاور سہرا

حلقۂ گیسوے نوشاہ کی اللہ رے مہک
بدہیان مشک ہین پھولون کی تو عنبر سہرا

واہ رے دولت اقبال عروس و نوشاہ
وان جوافشان ہے تو یان رخ پہ ہے پر زر سہرا

خالق شمس و قمر سے یہ دعا ہے میری
یون ہین دیکھون ترے اولاد کے سر پر سہرا

گلشن عیش شگفتہ ہو کھلے غنچۂ دل
ہو مبارک سر نوشاہ پہ قیصر سہرا

تہ ران ہے براق برق وش سامان ہے وصلت کا
چڑھا ہے ابر بخشش جوش ہے دریائے رحمت کا

ہوا دھو کا رکاب اشہب ختم رسالت کا
ستارہ اسے مہ نو خوب چمکا تیری قسمت کا

تصور آگیا ہے جب خم ابروے حضرت کا
کھچا ہے صاف نقشہ دل پہ محراب عبادت کا

خبر لو یا نبیؐ اوٹھتا نہین اب بار فرقت کا
تقاضا دمبدم جان حزین کرتی ہے رخصت کا

عطا سرکار سے مرہم ہو اب کافور رحمت کا
بنا جاتا ہے خورشید قیامت داغ فرقت کا

ادب مانع اگر ہوتا نہ حضرت کی شریعت کا
حقیقت مین قدم کچھ اور بڑھ جاتا محبت کا

کیا ہے اسکو کتنا نرم مشتاقون کے بوسون نے
بنا ہے خار صحرائے مدینہ پھول جنت کا

تجلی نور وحدت کی ہوئی دنیا مین کثرت سے
ترے جلوے سے رتبہ بڑھ گیا شان نبوت کا

تصدق اپنے گیسو کا گھٹا دو اسکی طولانی
درازی شب فرقت بنی ہے دن قیامت کا

غلط ہو جائینگے محشر مین اپنے دفتر عصیان
ہمارے لوح دل پر نقش ہے مہر نبوت کا

کھونگا گرکے یہ پائے نبیؐ پر خود بدولت سے
مین یارب بندۂ بے دام ہون انکی محبت کا

نہین عشاق کو غم تشنہ کامی کا قیامت مین
جہان مین حوض کوثر بھی ہے شعبہ تیری چاہت کا

جناب سرور دین سے صدائے لاتخف آئی
تصور جب ہوا ہنگامۂ صبح قیامت کا

اوسی کا بحر الفت جوش زن ہے وسعت دل مین
فلک اک بلبلا ہے جسکی دریائے کرامت کا

شب معراج کی توصیف سے ہے کس تعلی پر | مرا ذہن رسا بھرتا ہے دم میری بلاغت کا
نثار روضۂ احمدؐ ہون کیا پرواہے لے رضوان | کھلے یا بند دروازہ رہے گلزار جنت کا
سراپا چشم ہون زیر زمین بھی اے شہ عالم | برنگ تختۂ نرگس ہے سبزہ میری تربت کا
شب معراج گذرا نور تیرا حد امکان سے | بڑھا تھا عرش اعظم سے بھی پایہ شان رفعت کا
عنایت کی نظر سے دیکھئے مرتا ہون دوری مین | بیاض چشم سے نسخہ عطا ہو درد فرقت کا
طواف روضۂ عالی ثواب حج اکبر ہے | فقط اک بیچ مین پردا ہے کعبے کی زیارت کا
کرین کیونکر نہ عرض حال عشاق حزین جاکر | فسانہ آپ سنتے ہین غریبون کی محبت کا
دوبالا جلوۂ حق ہوگیا موسیٰ ادھر دیکھو | چراغ طور پروانہ بنا شمع رسالت کا
وہ بسمل ہون کہ جسکا خاتمہ بالخیر ہو دم مین | وہان زخم بھی پڑھنے لگین کلمہ شہادت کا
رہے جز و بدن یارب ترے محبوب کی الفت | کتاب عشق سے بکھرے نہ شیرازہ محبت کا
اوٹھیگا حشر مین طوفان جبدم بحر عصیان سے | سفینہ نوح کی کشتی بنے گا تیری امت کا
دم امداد ہے اے ناخدائے کشتی عصیان | لگادے پار اب طوفان مین بیڑا ہے امت کا
زمین وآسمان کی صورتین کیونکر نظر آتین | یہ سب ہے اے شہ لولاک صدقہ تیری خلقت کا

تصدق کج کلاہی کا نہ بھولے قیصر عاصی
سر فرق مبارک تاج ہو جبدن شفاعت کا

یہ شمع روئے یار کا کوٹھے پہ نور تھا | تار نقاب دامن صد کوہ طور تھا
اوس مے کا مجھکو روز ازل سے سرور تھا | اک قطرہ جس کا جام شراب طہور تھا
پھیلائے پاؤن ہاتھ مین جب دل لیا مرا | نزدیک ہوکے یار کو دیکھا تو دور تھا
داغ جگر مین مہر قیامت کی تاب تھی | روز فراق یار بھی روز نشور تھا
اللہ رے روئے شمع محمدؐ کی روشنی | پروانہ خود چراغ سر کوہ طور تھا
ہنگام غسل پرتو رخسار یار سے | دریا مین جو حباب تھا قندیل نور تھا

سوباف نقرئی کا اونھین کیون نہ شوق ہو
ابر سیہ مین برق کا جلوہ ضرور تھا

بیچین ہوکے وہ بھی بدلتے تھے کروٹین
پہلو مین مضطرب جو دلِ ناصبور تھا

افسوس اونکی تیغ نہ اِک دم کو بھی رُکی
گردن پہ میرے کچھ تو توقف ضرور تھا

سب پر کھُلا ہے حضرتِ موسیٰ کا ماجرا
جلوہ یہہ آپ ہی کا سرِ کوہ طور تھا

مدِ نظر جو پردہ نشینی تھی آپ کو
کچھ بند و بست رخنۂ در بھی ضرور تھا

قائل تصورِ لبِ جان بخش مین تیرے
مرنا ضرور تھا مجھے جینا ضرور تھا

موئی سیاہ مین آپ کے پڑتے نہ پیچ کیون
گیسو کا بار بھی تو بلا اے حضور تھا

ساغر کہان کے شیشۂ دل کی نہ تھی خبر
مین نشۂ محبتِ ساقی مین چور تھا

دل ایک ہی نگاہ مین تسخیر ہو گیا
چشمِ سیاہ یار مین جادو ضرور تھا

قیصر جو تم پہونچ نہ سکے قصرِ یار تک
یہ بخت نارسا کا تمھارے قصور تھا

خواب بھی شب کو دمِ گریہ فراموش رہا
قلزمِ اشکِ ندامت کا بڑا جوش رہا

غرق مے حضرتِ واعظ کا تن و توش رہا
آج میخانہ مین رندون کو عجب جوش رہا

پھر نہین جینے کے اس رشک سے مرنے والے
مرے ماتم مین وہ چندے جو سیہ پوش رہا

جوش مین آکے گھڑون پی گئے پینے والے
خمِ مے پر بھی نہ باقی کوئی سرپوش رہا

پھر تو لے موئے میان تیرا خدا حافظ ہے
بارِ گیسو جو یون ہین اونکے سرِ دوش رہا

مر گئے اے گلِ خوبی جو اسیرِ گیسو
باغ مین سنبلِ پیچان بھی سیہ پوش رہا

خلد پا جائینگے محشر مین نہ رسوا ہونگے
رحمِ خالق جو عطا پاش و خطا پوش رہا

شرمِ عصیان سے گریبان مین نہ کیون سر ڈالین
وعدۂ روزِ ازل ہمسے فراموش رہا

بیخودی لاتا ہے کیا تذکرۂ حسن و شباب
محفلِ وعظ مین بھی شب کو بڑا جوش رہا

دم مین مین ہار گیا جیت گئے وہ بازی
نہ فراموش اونھین وقت فراموش رہا

عمر بھر سر سے نجائیگا خیالِ کاکل
وہ سیہ بخت ہون یہ بار سر دوش رہا

ایک نے بھی نہ سُنی نالۂ بلبل کی صدا
باغ عالم مین ہر اک پھول گران گوش رہا

نہ چھُٹا مجھسے کبھی سلسلۂ عشق بتان
ہر گھڑی رشتۂ زنار سر دوش رہا

کس بلا کا ہے تصوّر ترا اے ہجر کی رات
شام ہی سے شب فرقت مین مین بیہوش رہا

کچھ عجب رنگ ہے اس میکدۂ ہستی کا
کوئی تائب کوئی میکش کوئی مے نوش رہا

لن ترانی کی صدا اور بھی وہ دینے لگے
صورت موسئ عمران جو مین بیہوش رہا

بار عشقِ سر گیسو بھی بلائے جان ہے
جو پھنسا اس مین کبھی وہ نہ سبکدوش رہا

ساغر چشم بتان کا جو ندھا شب کو خیال
آنکھین پتھرا گئین یہ خواب فراموش رہا

یہ وہ کانٹا ہے جو پہلو مین لدا رہتا ہے
جسم زار اپنا سدا داغون سے گل پوش رہا

تھی بنی خاتم پیغمبر کے حق قیصر
جلوۂ مُہر نبوت بھی سر دوش رہا

فیض ابرِ کرم ساقئ سر جوش رہا
کوئی بیخود کوئی وارفتہ و مدہوش رہا

شوق مین قتل کے سر بار سر دوش رہا
مین بھی رستم کی طرح سے نہ زرہ پوش رہا

مین نے شکوے جو قدم رنجہ نہ کرنیکے کئے
سر جھکائے ہوئے وہ وعدہ فراموش رہا

کشمکش سے تری زلفون کے رہا سرگردان
اس بلا سے کبھی شانہ نہ سبکدوش رہا

مرے مرقد کو یہ حسرت تھی گلے ملنے کی
شوق مین میرے وہ کھولے ہوئے آغوش رہا

کیون سپر سے نہ بڑھے مرتبہ اسکا قاتل
نیمچہ تیرا سدا زیب سر دوش رہا

شرم سے رخ کے ترے شام تک اے مہر لقا
پردۂ ابر مین خورشید بھی روپوش رہا

دیکھکر حسن بتان یاد خدا کی آئی
بتکدون مین مین رہا جاکے تو حق کوش رہا

شکر ہے اوس نے نہ کاندھا مری میت کو دیا
بار احسان نہ اوٹھایا مین سبکدوش رہا

اونکے جلوے کا کھلے حال بتاؤ کیونکر
کون بیخود نہ رہا کون نہ بیہوش رہا

اونکی محفل مین دم صبح جو اغیار آئے — صورت شمع سحر جل کے مین خاموش رہا

تونے کیا جلد کنارا کیا اے عہد شباب — وہ ہی دن بحر جوانی کا فقط جوش رہا

سرمگین چشم تری جسکی نگاہون پہ چڑھی — صورت نرگس شہلا وہ سیہ پوش رہا

جو تری راہ مین اے ختم رسالت نہ جھکا — بیگمان سرو ہی اوتری ہوئی پاپوش رہا

بزم ساقی کا عجب رنگ ہے کچھ اے قیصر
بے تامل وہان زاہد بھی قدح نوش رہا

رخ پر رہے نہ گیسوئے خمدار یار کب — آئینہ حلب نہ رہا زنگبار کب

نازک وہ مثل گل ہین اوٹھینگے یہ بار کب — پہنینگے اے نسیم وہ پھولون کے ہار کب

ممکن نہین ہے جان بر مرغ دل کبھی — اے چشم یار تجھسے بچا ہے شکار کب

داغ جگر سے کب مرے ٹپکا نہین لہو — اس پھول سے کھنچا نہین عطر بہار کب

مضمون تمھارے تنگ دہانی کے اے بتو — راز کمر کیطرح ہوئے آشکار کب

آئینگی آپ سوئے گنہگار دوڑ کے — زاہد رکے گی رحمت پروردگار کب

اللہ رے روش تری اے سرو باغ حسن — اس ناز سے چلی ہے نسیم بہار کب

مٹ کر یون ہی نوشتۂ تقدیر رہ گیا — اوس نے پڑھا مرا خط لوح مزار کب

سو باف اسکو لاکھ کسے اپنے پیچ مین — سیدھا رہیگا طرۂ طرار یار کب

اللہ رے بیخودی ہوئی کچھ خبر نہین — آئی خزان گذر گئی فصل بہار کب

غافل پڑے رہے یون ہین اے چشم مست یار — بیخود ترے ازل سے ہوئے ہوشیار کب

زاہد کو عشق سیب زنخدان ہو کس طرح — سچ ہے کہ نخل خشک مین آتا ہے بار کب

کھینچا تھا عشق قامت دلدار نے ترے — منصور خود گیا تھا سر نخل دار کب

پڑتا رہا ہے پیچ مقدر مین عمر بھر — سیدھے رہے ہین گیسوے خمدار یار کب

یون تو نے کب کیا تھا پریشان اے جنون — اوڑتے تھے مثل ہوش گریبان کے تار کب

اے دل ازل کے دن سے وہ بیہوش آپ ہے | لیگی خبر مری نگہ مست یار کب
اے سرو باغ حسن ونزاکت ترے لئے | مشاطۂ بہار نے گوندھے نہ ہار کب

دنیا نہین ہے راحت وآرام کا محل
قیصر رہے ہین چین سے یان شہریار کب

ہوتی کچھ قید بقا مین اور تاخیر حباب | موج دریا کاش ہو جاتی جو زنجیر حباب
نقش دنیا کو سمجھتا ہون جو تعمیر حباب | سامنے آنکھون کے پھر جاتی ہے تصویر حباب
کیون نہ تیغ موج آئے بہر تعزیر حباب | کھل گئی گردن کشی سے اوسپہ تقصیر حباب
ایک دم کی بھی نہین دریا مین تاخیر حباب | کیا بگڑ جاتی ہے بنکر جلد تصویر حباب
بحر فانی مین تعلق جان کو یون ہے جسم سے | جس طرح سے سطح دریا پر ہے جاگیر حباب
سیر دریا مین پڑا پرتو جو روئے یار کا | ہو گئی چشمک زن مہر تابان پہ تنویر حباب
دیدہ بیدار کا عالم دکھاتا یار کو | گر مصور کھینچ دیتا مجھکو تصویر حباب
موج دریا کو ہوا ہے اس کے غم مین اضطراب | ہمنے دیکھی ہے فنا مین بھی یہ تاثیر حباب
آئے تھے دم کے لئے بحر فنا کی دید کو | یہ لب دریا سنی ہے ہمنے تقریر حباب
جب چلی باد مخالف ایکدم مین مٹ گیا | جسم خاکی بھی مرا تھا نقش تعمیر حباب
اوس یم خوبی کو کیا غم چشم گریان کا مرے | کب بھلا دریا نے کی ہے قدر و توقیر حباب
دیکھکر نقشہ ہمارے دیدہ پر آب کا | پانی پانی ہو گئی دریا مین تعمیر حباب
بے ثباتی جہان سے تاکہ عبرت ہو انھین | دیکھنے دو میری آنکھونکو بھی تصویر حباب
اوس یم خوبی کے غم مین دھیان آتا ہے یہی | نقش ہستی کو مٹا دون شکل تصویر حباب

دیکھتے ہی دیکھتے قیصر فنا ہین دم مین سب
نقش دنیا کا بہر صورت ہے تصویر حباب

تکرہا ہون راتدن سوئے دیار بوتراب | دیدہ دل سے ہون وقف انتظار بوتراب

کھینچکر تصویر جسمِ ذی وقارِ بوتراب ... وجد خود کرنے لگا پروردگارِ بوتراب
گل فشان ہے ہر طرف فیضِ بہارِ بوتراب ... پھیل جا اے دامنِ امیدوارِ بوتراب
جب کمر سے کھینچتے تھے اوس کو شاہِ لافتا ... پڑھتی تھی انّا فتحنا ذوالفقارِ بوتراب
عینِ ایمان ہے یہی کعبہ یہی قبلہ یہی ... سنگِ اسود ہے ہمین سنگِ مزارِ بوتراب
فرش کردین عرش کو دم مین زمین کو آسمان ... ہے خدائی مین خدا کی اختیارِ بوتراب
ہشت جنت نُہ فلک سب قبضۂ قدرت مین ہین ... دیکھنا اللہ رے شانِ اقتدارِ بوتراب
کرتے تھے یادِ خدائے دوجہان آٹھون پہر ... یون بسر ہوتے تھے بس لیل و نہارِ بوتراب
نرگسِ شہلا بنے گا سبزۂ تربت مرا ... بعد مر کر بھی رہے گا انتظارِ بوتراب
ڈھیر ہو کر نقدِ آمرزش کہے گا حشر مین ... دامنِ مقصد بھرے امیدوارِ بوتراب
ایک ہے ذکرِ جلی ہو یا کہ ہو ذکرِ خفی ... ہر طرح ہر سلسلہ ہے یادگارِ بوتراب
وہ تو ہین حاجت روائے خلق یہ عقدہ کشا ... کام ہے وہ مصطفی کا ہے یہ کارِ بوتراب
پست ہے رُتبے سے تیرے رفعت و شانِ فلک ... اے زمینِ روضۂ عالی وقارِ بوتراب
آئینگے امداد کو بیشک اندھیری گور مین ... نورِ چشمِ مصطفی شمعِ مزارِ بوتراب
کر لیا تھا آپ نے دامِ محبت مین اسیر ... ہو گیا تھا طایرِ سدرہ شکارِ بوتراب
عرش سے شمشیر اوتری دوشِ احمد پر چڑھے ... دن بدن بڑھتا گیا کیا کیا وقارِ بوتراب
تیرے دامن مین گلِ باغِ ولایت ہے بسا ... ہو مبارک اے نجف رنگِ بہارِ بوتراب
جسمِ خاکی ہے بھلا کیا مال اے چرخِ دنی ... گوہرِ جانِ گرامی تک نثارِ بوتراب
خازنِ جنت کہے گا مجھسے یہ روزِ نشور ... مین ترا خادم ہون اے خدمتگذارِ بوتراب
لعل لے یاقوت و زر لے گوہرِ نایاب لے ... پھیل جا اے دامنِ امیدوارِ بوتراب
دیکھنا محشر کے دن اے گردشِ چرخِ کہن ... عرش ہو گا فرش پہر خاکسارِ بوتراب
پُل درِ خیبر بنا دریا ہو کے بہہ گئے ... خوب برسا ابرِ تیغِ آبدارِ بوتراب

اوس کو ہفت اقلیم کی شاہی سے بہتر جانیے
بار جو قیصر ملے قرب مزار بو تراب

بلبل کرے نثار زر گل تو کیا عجب
رخ پر ترے بہار ہے اے دلربا عجب
عشق بتان کا ٹوٹ پڑا جبکہ کوہ غم
آئی شکست شیشۂ دل سے صدا عجب
آزار عشق دیکھیے ستم پر ستم کیے
کی آپ نے مریض کی اپنے دوا عجب
انکا وصال گو سبب زندگی تو ہے
دوری مین پر بتونکی ملا ہے مزا عجب
اکدم مین غرق ہوگئی کشتی حیات کی
آنکھون سے آج اشک کا طوفان اوٹھا عجب
آغاز عشق نزع ہے انجام موت ہے
یہ ابتدا عجب ہے تو وہ انتہا عجب
جسکا کہ طول قصۂ عمر دراز ہے
دیکھی ہے رات خواب مین زلف رسا عجب
جلوہ تمہارے نور کا کعبے مین دیکھکر
دلکو مرے ہوا ہے بتو بارہا عجب
سب سے نرالے ڈھنگ ہین اوس بدمزاج کے
غصہ غضب کا ناز ستم کے ادا عجب

قیصر عجیب وصف لکھے زلف یار کے
سچ ہے یہی کہ ہے تری طبع رسا عجب

سامنے رخ کے ترے آئیگا کیونکر آفتاب
زرد رو ہے اے مہ انور سراسر آفتاب
تیری تابانی تا قیامت ہاتھ آنے کا نہین
عمر بھر کھاتا رہے گردونہ چکر آفتاب
شعلہ ہائے روئے آتشناک کے نظارے کو
چرخ چارم سے اوتر آیا زمین پر آفتاب
دیکھکر ہنستا ہے روز اسکو کوئی خورشید وش
ایکدن بجلی گرائیگا مقدر آفتاب
مجھپہ کھل جائے جہان کا حال ایسا کام کر
ساقیا دے جام جم مین مجھکو بھر کر آفتاب
کفش سے تیری دم رفتار گر کر راہ مین
ہر ستارہ بنگیا اے ماہ پیکر آفتاب
ہے نقاب گیسوئے شبرنگ روئے یار پر
سنبلستان مین چھپا ہے آج جاکر آفتاب
روئے قاتل پہ نہین ہے عکس ابرو جلوہ گر
کیا عجب کی بات ہے باندھے ہے خنجر آفتاب

زاہدا مے سے تجھے آلودہ کردون تو سہی
زخم کے انگور سے ٹپکاؤن تجھ پر آفتاب

یہہ ہوا ہے محو اوس کے عارض پرنور کا
چشم حیرت سے اوسے تکتا ہے دن بھر آفتاب

چاندنی مین اوس نے اولٹا بام پر جسدم نقاب
عکس رخ سے بنگیا ماہ منور آفتاب

ہجر مین مجھ تیرہ قسمت کو ہے یکسان رات دن
میرے گھر کی راہ سے چلتا ہے بچکر آفتاب

رات دن سینہ جلا کرتا ہے گلخن کی طرح
داغ ہجران ہوگئے ہین دل کے قیصر آفتاب

غم بھر نان جوین تھی زیب خوان بوتراب
فخر آدم ہوگئی دنیا مین شان بوتراب

وان ہوا پر بھتا ہے جسکو پاسبان بوتراب
تھم کے چل اے بے ادب ہے یہ مکان بوتراب

طوف کرتے ہین ملک گرد مکان بوتراب
کعبہ دین خدا ہے آستان بوتراب

گوشہ قوس قزح مین ڈر کے چھپتے تھے ملک
گوش تک جب کھینچکے آتی تھی کمان بوتراب

ہند مین برباد کرتی نہ میری اے فلک
روح احمد کی قسم تجھکو بجان بوتراب

شاخ طوبے جھک کے جنت مین یہ کرتی تھی دعا
یاالٰہی مین بھی ہوجاؤن کمان بوتراب

پاسکے گا تیزئے رفتار دلدل خاک یہ
اشہب گردون نہ ہوگا ہم عنان بوتراب

جب وہم صد انگنی کرتے تھے حضرت رخ اودھر
ہوکے خم تسلیم کرتی تھی کمان بوتراب

کربلا پر کیون گمان بیشہ حیدر نہو
سو رہے ہین وان ہزبر خاندان بوتراب

دے دیا کعبہ ولادت کو تو مدفن کو نجف
جب کئے تقسیم خالق نے مکان بوتراب

یاالٰہی خاک پا اوس کا بنون مرنے کے بعد
دوش احمد پر چڑھا تھا جو بسان بوتراب

کی انگوٹھی آپ نے طاعت مین سایل کو عطا
دیکھنا ایثار دست زرفشان بوتراب

کچھ نجف کی سرزمین بام فلک سے کم نہین
کیون زمین پر پاؤن رکھین زایران بوتراب

خلد مین سرسبز رہتا ہے اسی کے فیض سے
نخل طوبیٰ پر بھی ہے ظل نشان بوتراب

مسکن عالی کی کیا رفعت سے ششدر ہین ملک
عرش پر کرسی بچھائے ہے مکان بوتراب

چھپے قیصر ہوئے فوجِ رسولِ پاک مین
گر گیا بیر العلم مین جب نشانِ بوتراب

طوف کرتے ہین ملک گردِ مکانِ بوتراب
کعبۂ مقصودِ دل ہے آستانِ بوتراب

عاصیون کا قلزمِ عصیان سے بیڑا پار ہے
کشتیٔ اُمت ہے زیرِ بادبانِ بوتراب

نزع مین آئینگے امدادِ غریبان کے لئے
جانِ ختم المرسلین روحِ روانِ بوتراب

سربلندی فوجِ دین کی تھی جو منظورِ خُدا
شاخِ طوبیٰ بنگئی چوبِ نشانِ بوتراب

کعبۂ مقصد کی گمراہون کو بتلاتی تھی راہ
خضر تھی بانگِ درائے کاروانِ بوتراب

نقش اوس کے دلین قرآن کی بلاغت ہوگئی
سُن لیا جسنے سرِ منبر بیانِ بوتراب

جلوہ گر کب ہونگے یارب مہدئ آخر زمان
کب اوٹھے گا بار دُورِ نشانِ بوتراب

ہے مکان سونے کا جنت مین ابوذر کے لئے
ہوگئی اکسیر خاکِ آستانِ بوتراب

آئی تھین جسمون مین جانین خوبیٔ گفتار سے
قالبِ قرآن تھے لبِ معجز بیانِ بوتراب

بیچ سے پردہ اوٹھا کر برزخِ کونین کا
صوفیانِ پاک دِکھلاتے ہین شانِ بوتراب

بسترِ احمد پہ سوئے تھے جو شب مین جناب
حفظِ حق خود بنگیا تھا پاسبانِ بوتراب

بس گیا ہے نکہتِ جنت سے دامانِ نجف
واہ رے فیضِ بہارِ گل فشانِ بوتراب

تجھکو دکھلادون نجف کی سرزمین کی رفعتین
اے فلک دیکھا نہ ہو جو آسمانِ بوتراب

ہم سے تا مہدئ دین باغِ امامت سبز ہے
کہہ رہی ہے یہ بہارِ بوستانِ بوتراب

ہے چمک خورشید کی ہر ایک ذرّے مین ترے
اے زمینِ روضۂ گردون نشانِ بوتراب

باریابی سے وہان کی فخر کیون قیصر نہو
تختِ شاہی ہے زمینِ آستانِ بوتراب

نہین ہے عکس سے گیسو کے یہ شراب مین سانپ
سوال بوسۂ گیسو جو خط مین لکھتا ہون

ہوئی یہ پھبتی کہ ہے جامِ آفتاب مین سانپ
تو بھیجدیتے ہین بل کھا کے وہ جواب مین سانپ

خیال ہے یہ تری کاکلون کا اے کافر
کہ ڈسنے آتے ہین راتون کو عیب کہ خواب مین سانپ

جو عکس پڑتا ہے گیسو کا وقت بادہ کشی
تو لہرین لیتا ہے جام شراب ناب مین سانپ

دلِ برشتہ مین ہے وہیان اونکی کاکل کا
عجیب پیچ کی ہے بات ہے کباب مین سانپ

یہہ ہین رخِ عرق افشان یار پر زلفین
کہ اُدس چاٹتے ہین تختۂ گلاب مین سانپ

دعائے قیصرِ خستہ ہے بحق زلف نبیؐ
الٰہی دور رہین قبر کے عذاب مین سانپ

مانعِ آہ وبکا دشمنِ فریاد ہین آپ
سچ تو یہہ ہے کہ غضب کے ستم ایجاد ہین آپ

حشر رفتار کو سکھلاتے ہین جلاد ہین آپ
جسکی شاگرد قیامت ہے وہ اوستاد ہین آپ

وہ ہوا کہاتے ہین غیرون کے لئے گلشن مین
اور اے حضرتِ دل مُفت مین برباد ہین آپ

کیسے بے دام پھنسا طائرِ دل کہئے تو
کیا زمانے سے نرالے کوئی صیّاد ہین آپ

جسکو تاکا وہ ہوا دامِ محبت مین اسیر
صید بچتا ہی نہین جس سے وہ صیّاد ہین آپ

راتدن آنکھون مین تصویر پھرا کرتی ہے
بھولنے کی نہین ہر وقت مجھے یاد ہین آپ

نہین قیصر کو ذرا روزِ قیامت کا ہراس
یاعلی کچھ نہین غم جب سے امداد ہین آپ

کھلی رہین مری آنکھین حباب کی صورت
ترے خیال مین دیکھی یہ خواب کی صورت

گئی جو صبح کو وہ ماہتاب کی صورت
جگر کے داغ جلے آفتاب کی صورت

جو آگیا کوئی گل فاتحہ کو مدفن پر
کھلے گا قبر کا تختہ گلاب کی صورت

بغیر آپ کے اک شیشۂ شکستہ ہے
یہہ ہوگئی دلِ خانہ خراب کی صورت

محال شرم وحیا سے ہوا ہے نظارہ
نہی ہے آپ کے رخ پر نقاب کی صورت

ہمارے دیدۂ بیدار ہم سے کہتے ہین
نہین کبھی نظر آئی نہ خواب کی صورت

الٰہی ساغرِ مے چھلکے دستِ ساقی مین
اسے عروج رہے آفتاب کی صورت

ٹھہر ٹھہر کے بھڑک اے فراق کے شعلے
مزا یہی ہے بھُننے دل کباب کی صورت

یہہ حال ہے تری دوری مین اے بُتِ خوبی
کہ ایک دم کا ہون مہمان حباب کی صورت

ہر ایک تیری سواری خوشی سے دیکھے گا
ہلال عید بنے گی رکاب کی صورت

کسی کے روئے منور سے اوسکو کیا نسبت
کہ زرد خوف ہے گُلِ آفتاب کی صورت

سوال وصل پہ وہ آج ہو گئے خاموش
ہوئی سکوت سے پیدا جواب کی صورت

کسی کے ہجر مین مجھکو نہ چھیڑ اے ساقی
بھرا ہوا ہون مین چشمِ پُر آب کی صورت

ہوا یہ محو کہ تصویر بن گیا مانی
نہ کھنچ سکی دہنِ لاجواب کی صورت

سیاہ کاریِ عصیان سے کچھ نہ بن آئی
بگڑ گئی مری نشر و حساب کی صورت

گھٹا جو ہجر مین ساقی کی چھا گئی غم کی
برس پڑین مری آنکھین سحاب کی صورت

حکومتِ جم و کسرا کہان اب اے قیصر
یون ہی رہی ہے جہانِ خراب کی صورت

کٹتی نہین ہے عاشقِ زلفِ رسا کی رات
سچ ہے یہی کہ ہے شبِ فرقت بلا کی رات

بیٹھا جو شب کو آکے کوئی غیرتِ قمر
محفل مین شمع رشک سے کیا کیا جلا کی رات

اس شب کو حشر تک نہ کبھی ہو سحر نصیب
یارب بڑھا دے وصل بُتِ بے وفا کی رات

محراب بیت ابروے قاتل کی یاد مین
دل مین تڑپ تھی طائرِ قبلہ نما کی رات

اللہ رے انتظار کہ آنکھین ہوئین سفید
یہہ راہ دیکھی اوس بُتِ ناآشنا کی رات

مہندی ملی جو اوس نے اِسے دست رس ہوا
ہم سے زیادہ بن پڑی دزدِ حنا کی رات

آیا نہ خواب آنکھون مین اللہ رے انتظار
ساتھ اپنی آرزو کے برابر بڑھا کی رات

پیشِ نظر تھا شعلہ رخسار آپ کا
تپتی ہمارے زخم جگر کی جلا کی رات

قیصر ملے گا قصرِ جنان کچھ الم نہین
آئی ندا فلک سے قبولِ دعا کی رات

نظر آئے اوس ماہ تابان کی صورت
دکھا اے فلک مجھکو جانان کی صورت

پسِ مرگ بھی جستجو مین کسی کی
اوڑی خاک گردِ بیابان کی صورت

لحد مین بھی بھڑکا محبت کا شعلہ
جلین ہڈیان شمع سوزان کی صورت

وہی بار پائے گا محفل مین تیری
جلے گا جو شمع شبستان کی صورت

ترے عشق مین چشم بلبل مین اے گل
کھٹکتا ہون خار مغیلان کی صورت

حمائل ملے گر کسی کے گلے کی
رکھون رحل دل پر مین قرآن کی صورت

قناعت مین عمرِ دو روزہ بسر کی
نہ پھیلے کبھی ہاتھ دامان کی صورت

جنون تیری نالش خدا سے کرین گے
دکھائین گے جیب و گریبان کی صورت

وہین چاہ حیرت مین ڈوبے گا مانی
جو کھینچیگا چاہِ زنخندان کی صورت

جوبن ٹھن کے وہ ماہ کوٹھے پہ آیا
بگڑ جائے گی ماہتابان کی صورت

رہے نام احمد کا قیصرؔ زبان پر
یہی ہے شفاعت کی ایمان کی صورت

بیمار ہوئے دیدۂ فتان کی بدولت
آفت مین گھرے پھر صفِ مژگان کی بدولت

تنہائے فرقت کا گلا اون سے کرینگے
تا صبح جئے گر شبِ ہجران کی بدولت

کچھ نذرِ جنون کر نہ سکے فصل جنون مین
شرمندہ ہوئے ہم تنِ عریان کی بدولت

محراب حرم مین کششِ عشق سے پہونچے
ایمان ملا ابروئے جانان کی بدولت

سودا ہوا رسوا ہوئے وحشی ہوے اے دل
کیا پیچ پڑے گیسوئے جانان کی بدولت

لالے کا جو سینۂ سوزان مین کھلا ہے
کھائے ہین جو گل اک گل خندان کی بدولت

قیصرؔ نہ ہے فغفور نہ دارا نہ سکندر
سب خاک ہوئے گنبدِ گردان کی بدولت

کرین جب نہ خود وہ دوائے محبت
جئے خاک پھر مبتلائے محبت

ترا عشق جاتے نہ اے شاہ خوبان
رہے سایہ افگن ہمائے محبت

کبھی دل کے ٹکڑے اوڑاتی نہ بلبل
پہنا تا اگر گل قبائے محبت

بلایا سہر عرش احمد کو حق نے
بس اب ہو گئی انتہائے محبت

دکھا مجھکو جلاد محراب ابرو
ادا ہو نماز قضائے محبت

تپ غم الم درد دل درد پہلو
پھر جو کچھ ہے سب ہے عطائے محبت

نہین کچھ یہ موقوف شاہ و گدا پر
جسے چاہے بندا بنائے محبت

جفاؤن کے کیون آپ خوگر ہوئے ہین
وفا کیا نہین مقتضائے محبت

لہو ہو کے آنکھون سے دل بہہ رہا ہے
غضب کر رہی ہے جفائے محبت

مرا درد دل اوس مسیحا کو لایا
مرض ہو گیا خود دوائے محبت

نہ دیکھو کسی گل کو اے حضرت دل
خدا جانے کیا رنگ لائے محبت

نہ تھا کچھ کہین جب اسی کا تھا جلوہ
ہوئی کن سے پہلے بنائے محبت

کہو مختصر حال دل اون سے قیصر
بہت طول ہے ماجرائے محبت

زلف کرتی ہے گرفتار عبث
پیچ اوٹھاتا ہے دل زار عبث

قول دو بار کئے ہین تم نے
بوسے دینے مین ہے تکرار عبث

عشق ہے ایک بت کافر سے
ہم نے پہنی نہین زنار عبث

نہوا ایک وفا سے وعدہ
ہو گئے سب ترے اقرار عبث

قدر کیا اس کی بھلا غیرون کو
کھوتے ہو لذت گفتار عبث

ہان نہین مین ہین مزے دونون کے
ہے نہ انکار نہ اقرار عبث

کافی ہے تیغ نگہہ میرے لئے
آپ نے باندھی ہے تلوار عبث

عشق چھوٹے گا نہ اوس کافر سے
ناصحا ہے تری تکرار عبث

پہلے سمجھے نہ تھے اے حضرت دل — اب یہ فریاد ہے ہر بار عبث
رات سے فکر کمر مین دل ہے — در پئے بندش دشوار عبث
دل جو اُبلا تو انا الحق بولا — کب تھا منصور سر دار عبث

نہین سننے کا وہ کچھ اے قیصر
روتے ہو کیون پس دیوار عبث

کئے دیتا ہے ٹکڑے جیب و داماں اسکا کیا باعث — جنون مجھسے ہے کیون دست و گریبان اسکا کیا باعث
نہین سودا اگر اسکو تمھاری زلف پیچان کا — رہا کرتا ہے کیون سنبل پریشان اسکا کیا باعث
پئے قتل دو عالم جنبش ابرو ہی کافی ہے — بھلا باندھی ہے کیون تیغ صفاہان اسکا کیا باعث
رہا محروم مین کیون بوسہ لبہاے شیرین سے — سکندر نے نہ پایا آب حیوان اسکا کیا باعث
ہمارے خون ناحق سے پشیمان کیون ہوا قاتل — ہے انگشت شہادت زیر دندان اسکا کیا باعث
تری تصویر کیا دیکھی کہ سکتہ ہوگیا اس کو — مثال آئینہ ہے چشم حیران اسکا کیا باعث
لگاتا ہے حنا دست نگارین مین جو وہ قاتل — کیا ہے کسکی خونریزی کا سامان اسکا کیا باعث

تمھاری وحشت دل بڑہ گئی آخر کو اے قیصر
ہوئے کیون مائل زلف پریشان اسکا کیا باعث

بے ترے اے غیرت گل زندگانی ہے عبث — بلبلو کی شاخ گل پر شادمانی ہے عبث
لطف سے تیرے چمکتا ہے ستارا بخت کا — اے مہ کامل تری کب مہربانی ہے عبث
روئے تابان کے نظارے سے نہ باز آؤنگا مین — نازیبا ہے یہ تیری لن ترانی ہے عبث
اب شباب رفتہ کو ہرگز تو پانے کا نہین — بوالہوس پھر کیون تجھے فکر جوانی ہے عبث
تشنہ کامون کے گلے جب تر نہین ہوتے کبھی — پھر تری تلوار مین اے ترک پانی ہے عبث
قدردان ہین گوہر نایاب اے دریاے فکر — جوش تیرا ہے عبث تیری روانی ہے عبث
اوس بت کافر پہ صبح و شام پڑتی ہے نگاہ — شیخ صاحب کیا یہ میری بدگمانی ہے عبث

اونکی مٹی ہوتی ہے برباد کوئے یار سے
خاکساروں پر یہ جور آسمانی ہے عبث

کشتۂ تیغ تغافل کیا جئے گا اے مسیح
آپ کی ہر بار یہ معجز بیانی ہے عبث

ہوتے ہیں قاتل شہیدوں کے ہرے زخم جگر
کون کہتا ہے تری پوشاک دھانی ہے عبث

کر دیا ہے نقش پا دونوں نے کوئے یار میں
ضعف ہے بیکار کیوں کیوں ناتوانی ہے عبث

جب نہیں لکھا وہ کافر میرے نامہ کا جواب
پھر تو اے قاصد یہ پیغامِ زبانی ہے عبث

حشر تک قیصر نہیں ممکن وصال اوس شوخ کا
شکوۂ ہجران عبث ہے یہ کہانی ہے عبث

بڑھ جاؤں قیس زار سے دیوانہ پن میں آج
اک تار اے جنون نہ رہے پیرہن میں آج

ہوں قید دام سیر سوادِ ختن میں آج
اولجھا ہوا ہوں زلف شکن در شکن میں آج

کھلتا نہیں یہ عقدۂ لاحل کسی طرح
کیا تنگ ہو رہا ہوں ثبوتِ دہن میں آج

رنگ مسی نہیں لبِ گلرنگ یار پر
نیلم چمک رہا ہے عقیقِ یمن میں آج

سو باف سرخ یار نے ڈالا ہے زلف میں
کیا گل نیا کھلا ہے سوادِ ختن میں آج

ہاں لے تپ فراق کے شعلے بلند ہو
سوزِ جگر سے آگ لگے پیرہن میں آج

کیوں دمبدم مجھے چلی آتی ہیں ہچکیاں
کس نے کیا ہے یاد خدایا وطن میں آج

ہے دل میں سر سے شوق شہادت نکالدوں
قاتل کا امتحان کروں بانکپن میں آج

قیصر یہاں بھی آتش ہجران ہے مشتعل
بعد فنا بھی آگ لگی ہے کفن میں آج

گھر میں دشمن کے اگر جائینگے پھر سرکار آج
حشر ہم نالوں سے کر دینگے پس دیوار آج

کھول کر ہم دل کہینگے خوب حالِ زار آج
رحم پر آیا ہے برسوں میں مزاجِ یار آج

چشم پوشی تو بلا سے جان ہے اے سرکار آج
دیکھئے دم توڑتا ہے آپ کا بیمار آج

بام پر کھولے ہیں وہ جو زلف عنبر بار آج
ہے ہرن غیرت سے بوئے نافۂ تاتار آج

میری گردن میں ہے کب سے رشتۂ عشق بتان
برہمن کیا میں نے کچھ پہنی ہے یہ زنار آج

شب کو تھے وہ ہم بغل وقت سحر کچھ بھی نہ تھا
سہل کل تک زندگی تھی ہو گئی دشوار آج

دمبدم وہ مشق کرتے ہیں خرام ناز کی
خاک میں مل جائینگے سب کشتۂ رفتار آج

کل کو تا محشر کا کھٹکا پھر نہ کچھ باقی رہے
خاک میں ہمکو ملا دے اے قد دلدار آج

پھر گئیں آنکھیں مریض غم کی آکر دیکھئے
زندگی کے کچھ نظر آتے نہیں آثار آج

کرتے ہیں سرگوشیاں کیا کیا رقیبوں سے حضور
کان دھر کر ہم بھی بیٹھینگے پس دیوار آج

ایک یوسف کی خریداری میں یہ سودا ہوا
بیچتے پھرتے ہیں دلکو ہم سر بازار آج

پھر رہی ہے پتلیوں میں کیا مرے تصویر یار
روح کیوں آنکھوں میں کھنچکر آتی ہے ہر بار آج

آتے ہیں تیر نگاہ ناز اس سے دمبدم
دل میں رخنے ڈالتا ہے روزن دیوار آج

کچھ تجھے معلوم ہے اے گردش لیل و نہار
بے سبب کیوں پھر گئی ہم سے نگاہ یار آج

یاد اسے مدت میں آیا ہے جو اے قیصر وطن
جسم سے روتی ہوئی نکلی ہے جان زار آج

دیکھنا آگ لگی ہے کرۂ نار میں آج
کیا ترقی ہے مری آہ شرربار میں آج

دل پھنسا حلقۂ گیسوئے ستمگار میں آج
اک گرہ اور بڑھی نافۂ تاتار میں آج

بدمزاجی نے بت شوخ کی اندھیر کیا
وصل کی رات بسر ہوگئی تکرار میں آج

کھینچئے اپنے تصور کو پئے سیر چمن
پھول داغوں نے کھلائے ہیں تن زار میں آج

فرقت لالہ و گل میں یہ لہو رویا ہے
گل کھلے ہیں قفس مرغ گرفتار میں آج

خاک ہو لگا تو کبھی اوڑکے پہونچ جاؤنگا
مر مٹونگا ہوس کوچۂ دلدار میں آج

حشر کے روز پہ موقوف تھا وہ آ پہونچا
اب ہے کیا عذر وفا وعدۂ دیدار میں آج

گل کی صورت نہ ہوا اونکا اگر نظارہ
آنکھیں رکھ آئیں گے ہم روزن دیوار میں آج

گرمیِ نالۂ بلبل کی شرر باری ہے
کیا عجب آگ لگے غنچۂ منقار میں آج

کس کے جلوے نے کیا چاک دوئی کا پردہ
تفرقہ کچھ نہ رہا کافر و دیندار مین آج

طائرِ رنگ چمن تک بھی نہ اوڑنے پائی
دامِ گیسو کا بچھا دیجئے گلزار مین آج

رُخِ روشن پہ وہ ڈالے ہین نقابِ گیسو
جلوۂ ماہِ دو ہفتہ ہے شبِ تار مین آج

ذرۂ خاک ہوتے سایۂ دیوار ہوئے
ان طریقون سے گئے کوچۂ دلدار مین آج

یہہ تمنا تھی کہ یہ پھول ہمیشہ چڑھتا
دل کو رکھتے وہ مرے طرۂ طرار مین آج

اس نے اوڑتی سی خزان کی جو خبر سن لی ہے
کیا پریشان صبا پھرتی ہے گلزار مین آج

آئیے جلد خبر لیجئے اب قیصر کی
سنتے ہین جان نہین آپ کے بیمار مین آج

رُخِ روشن پہ زلفِ یار ہے آج
صبح مین شام کی بہار ہے آج

آبرو بخشش کیا بہار ہے آج
دُرِ شبنم گلون کا ہار ہے آج

شوقِ دیدار بڑھ گیا حد سے
روزِ محشر کا انتظار ہے آج

آمدِ فصلِ گل کی شادی ہے
نغمہ زن بلبلِ ہزار ہے آج

تو بھی ہو لے وداع اے بلبل
رخصتِ موسمِ بہار ہے آج

کل نہین دل کو ہجر مین پڑتی
روزِ فردا کا انتشار ہے آج

اب خنجر گلے تک آ پہونچا
باڑہ پر اس کے خوب دھار ہے آج

بے نیازی کا ہے غرور اونھین
کوئی بندہ جو بیقرار ہے آج

بوئے کس کی سمٹ کے آئی ہے
غنچۂ دل مین کیا بہار ہے آج

ہجر کا غم ہے دم شماری ہے
میرا زندون مین کب شمار ہے آج

واہ رے زورِ بازوئے قاتل
زخمِ تن جو ہے یادگار ہے آج

شہ نشینون مین کل جو رہتے تھے
اونکا بھی بے نشان مزار ہے آج

آبلون کے لہو کا کیا کہنا
غیرتِ گل زبانِ خار ہے آج

ہر روش پر ہے فرش پھولون کا
تیری آمد کی کیا بہار ہے آج

رخ گلگون سے پُر عرق اون کا
کیا ٹپکتی ہوئی بہار ہے آج

گُل کی کلیون مین جا بجا گُل مین
بوے موباف زلف یار ہے آج

باندھتا ہون کمر کے مضمون مین
طائر وہم کا شکار ہے آج

ق

سرو ہے نخل شمع گلشن مین
گُل بھی لالہ بھی داغدار ہے آج

آشیان پھُنک رہا ہے بلبل کا
آتش گُل پہ شعلہ بار ہے آج

ہجر مین رہگئی ہے تھوڑی سی
رہتی تن مین جان زار ہے آج

ٹکٹکی ہے بندھی جو اے قیصر
سچ کہو کس کا انتظار ہے آج

راتدن رہتا ہے اک غنچہ دہن کا محتاج
بلبل دل نہین کچھ سیر چمن کا محتاج

مین وہ عریان ازل ہون کہ پس مردن بھی
میرا لاشہ نہین دامان کفن کا محتاج

یہ بھی اے عشق تری شعبدہ پردازی ہے
نقد دل دیکے ہوا اہل جو دہن کا محتاج

راتدن اونکے تصور مین بسر ہوتی ہے
دشت غربت نے کیا اہل وطن کا محتاج

بھیجا با نہ وہ محفل مین جو ہین جلوہ کنان
کوئی پروانہ نہین شمع لگن کا محتاج

اُلفت گوہر دندان نے ترے اے یم حسن
کر دیا مجکو بھی دریاے عدن کا محتاج

دل مرا دیکھتے ہی اس مین گرا پڑتا ہے
یہ وہ یوسف ہے جو ہے چاہِ ذقن کا محتاج

یا خدا زلف سیہ مین رخ تابان سے چمکے
دامن شب نہ رہے سانپ کے من کا محتاج

لے رہا ہون مسی آلودہ لب کے بوسے
ہو نہین نیلم کا ہون لعل یمن کا محتاج

دیکھ لے باغ مین گر وہ قدِ موزون تیرا
دلِ قمری نہو پھر سرو چمن کا محتاج

سادہ وضعی پہ تری خلق خدا مرتی ہے
ہے زمانہ ترے بیساختہ پن کا محتاج

نہوا دولت دیدار سے وہ مستغنی
جب ہوا کوئی کسی سیمبدن کا محتاج

عشق گیسو مین ہوا ہے دلِ خود سر اپنا   نکہتِ نافۂ آہوے ختن کا محتاج
تیرا شاکر ہون تا حشر نکیرون دستِ جنون   بعد مردن بھی رہا مین نہ کفن کا محتاج
مجھکو یون خواہشِ نظارۂ گل رویان ہے   جسطرح دامنِ گلچین ہے چمن کا محتاج

فقرا مالکِ کونین ہین سب اے قیصر
کوئی انمین نہین شاہانِ زمن کا محتاج

ہین سریر عرش پر شاہنشہِ جمہور آج   کیا شبِ معراج مین پھیلا ہوا ہے نور آج
طالب و مطلوب کا یکسان ہوا ہے نور آج   صورتِ سایہ دوئی بھی ہو گئی ہے دور آج
دیکھنا معراج مین اوجِ شہ جمہور آج   عرش پر رکھی گئی ہے کرسیِ پرنور آج
حق نمائی ہے قدِ دلدار کو منظور آج   دار فانی مین ہر اک ہو جائیگا منصور آج
کہدو موسیٰ سے مبارک جلوۂ پُرنور آج   عرش پر روشن ہوا ہے پھر چراغِ طور آج
جلوہ دکھلائیگا اپنا وہ سراپا نور آج   بیخودی پھر خدا آنکھون سے رہیو دور آج
وصل کہتے ہین اسے اللہ رے شانِ اتحاد   بندگی بھی پردۂ وحدت مین ہے مستور آج
جلوۂ نامِ نبیؐ کی لو لگی ہو گر اوسے   اپنی چوٹی پر جلائے شمع کوہِ طور آج
خود بہ یدِ قدرت لئے ہے عرش کو معراج مین   پاسِ آدابِ نبیؐ سے ہین ملائک دور آج
تاکتے ہین چشمِ مستِ ساقیِ کوثر کو یون   عقدِ پروین بنگئے ہین خوشۂ انگور آج
ہے براقِ برق وش پر جلوہ گر ماہِ عرب   کالے کوسون بھاگ جائیگی شبِ دیجور آج
وعدۂ فردا قیامت ہے دلِ بے صبر پر   کہدے اسرافیل سے کوئی کہ پھونکین صور آج
بے حجابانہ الٰہی اوس کا کل دیدار ہو   پردۂ وحدت ہے جسکے نور سے معمور آج
اے خلیل کعبۂ دل تاب ہے کل کی کسے   لیچلے شوقِ طوافِ روضۂ پُرنور آج
ق
ہون بہت مشکل مین اب طاقت جدائی کی نہین   اے مرے محبوب عاشق کو کرو مسرور آج
کہدو اے جبریلؑ کہتا ہے خدا آؤ ملو   نامہ و پیغام کب تک وصل ہے منظور آج
=

عرش پر حیرت سے خود مُنہ دیکھتا ہے کارساز
بنگیا آئینۂ حق میں رُخِ پُر نور آج

حق نے فرمایا ہوئے پیدا جو شاہِ انبیا
عہدۂ ختمِ رسالت ہوگیا مامور آج

گر رہی ہے کوند کر برقِ جمالِ مصطفےٰ
غش میں پھر آئینگے موسیٰ پھر جلیگا طور آج

لامکان پر ملگیا خالق سے گلے سے آپ کے
نحنُ اقرب کا کھُلا ہے راز جاکر دور آج

وصل میں غش آگیا ہے تابِ نظّارہ نہین
وہ تو نزدیک آگئے ہین پر ہمیں ہین دور آج

چشمِ رحمت سے اشارہ سوزنِ مژگان کو ہو
اے مسیحا پھٹ گئے ہین زخم کے انگور آج

تا کنے پاتے نہین کھُل کر جو چشمِ مست کو
ٹلّیون سے جھانکتے ہین خوشۂ انگور آج

شوقِ محفل یان اوڑا لایا ہے شل بوئے گل
باغ جنت مین نہ رضوان ہے نہ کوئی حور آج

ذکرِ معراجِ نبیؐ سے ہے فلک یان کی زمین
دایرہ ہے جدّ اعلیٰ کا مرے پُر نور آج

وصف ہے ماہِ عرب کا ناصرِ دین جمع ہین
دایرہ ہے حضرتِ اجمل کا کیا پُر نور آج

اور لکھو اس زمینِ پاک مین اشعارِ نعت
امتحانِ فکر اے قیصر جو ہے منظور آج

صفحۂ کاغذ پہ برسے اس طرح کا نور آج
شرم سے ڈوبے سیاہی مین شبِ دیجور آج

مدحتِ نورِ خدا لکھنی جو ہے منظور آج
ہاتھ مین ہے جائے خامہ شاخِ نخلِ طور آج

کیون نہ پہنے عرشِ اعظم خلعتِ پُر نور آج
ہو رہی ہے کس کے آمد کی خبر مشہور آج

رات ہے معراج کی کس مرتبہ پُر نور آج
صورتِ موئی میان گم ہے شبِ دیجور آج

لکھ رہا ہون مین جو مدحِ مہرِ تابانِ عرب
اس زمین سے ہے طلوعِ آفتابِ نور آج

واہ رے شمعِ شبِ معراج کی جلوہ گری
رنگ روئے صبح اوڑکر ہوگیا کافور آج

کیا شبِ معراج نورانی ہے اے صلِّ علیٰ
عرش کی قندیل مین روشن ہے شمعِ طور آج

گُل نہ ہو جائے ہوا باندھے ہے حسنِ شاہِ دین
اپنے دامن مین چھپا لے شمع کو وہ طور آج

واہ رے عکسِ جمالِ صاحبِ شق القمر
پھٹ گئے دو ٹکڑے ہوا ہے چاندنی کا نور آج

ہے براق تیز رو کا وصف اے طبع رواں
حرف ساکن ہوں مرے ذہن رسا سے دور آج

جلوہ گریاں ہو ترے محبوب کے رخ کا خیال
کعبۂ دل میں جلے یارب چراغ طور آج

قاف سے تا قاف ہے نور خدا کی روشنی
ہوگئی ہے شمع کوہ طور بھی کافور آج

ق

عرش پر عالم وہی ہے عابد و معبود کا
ما و من کا بھی گمان ہر شکل سے ہے دور آج

دیدہ حق بین اگر ہوں صاف آتا ہے نظر
ایک جلوہ ایک صورت ایک شان نور آج

کیا ضیائے حسن حضرت نے تہ و بالا کیا
شام سے زیر و زبر ہے چاندنی کا نور آج

کہتے تھے قدسی رسائی وہم کی بھی ہے محال
اے مہ کامل تری منزل بہت ہے دور آج

سلسلہ ہے عرش تک نور شہ لولاک کا
خانۂ زنجیر میں جلتی ہے شمع طور آج

رات ہے معراج کی پرضو تو پہننے کے لئے
مانگتی ہے کوچۂ گیسوئے شب دیجور آج

کس سے لوں داد سخن استاد جنت کو گئے
ہائے اے قیصر نہیں ہیں اعظم مغفور آج

نور جمال یار دکھاتی ہے آج صبح
پردا شب الم کا اوٹھاتی ہے آج صبح

باغ جہاں میں بے ترے اے سرو خوش خرام
آثار حشر مجکو دکھاتی ہے آج صبح

وعدہ جو دن کو ٹھہرا ہے دیدار یار کا
کس کس ادا و ناز سے آتی ہے آج صبح

وہ رشک آفتاب جو آنکھوں سے ہے نہاں
روئے شب فراق دکھاتی ہے آج صبح

اوس مہر وش کو دیکھ کے کوٹھے پہ بے نقاب
غیرت سے اپنے منہ کو چھپاتی ہے آج صبح

مر مر کے رات کاٹی ہے زلفوں کے دھیان میں
کیا دیکھیں یاد رخ میں دکھاتی ہے آج صبح

قیصر وہ گلعذار جو ہے ساتھ باغ میں
لطف بہار خوب دکھاتی ہے آج صبح

اک مہروش کو آج دکھائینگے وقت صبح
اے آفتاب تجھکو جلائینگے وقت صبح

حیران کا حسن بنائینگے وقت صبح
آئینہ آج اون کو دکھائینگے وقت صبح

ساقی بغیر لطف کہان ہے شراب کا
شیشہ مین خم مین آگ لگائینگے وقت صبح

جانا ترا غضب ہے ہمین اے شب وصال
کوہ غم فراق اوٹھائینگے وقت صبح

غم سے کرینگے اپنے گریبان کو چاک چاک
فرقت کی تیری تاب نہ لائینگے وقت صبح

خالی شب فراق کے نالے نہ جائین گے
مجھ تک تمھین وہ کھینچ کے لائینگے وقت صبح

نقد شب وصال بتان حق سے پائینگے
پھر دعا جو ہاتھ اوٹھائینگے وقت صبح

لائی نسیم گر کسی گلرو کی بوئے جسم
پھولون سے اپنے گھر کو بسائینگے وقت صبح

وہ آفتاب اوٹھ کے جو پہلو سے جائیگا
نالون سے آسمان کو ہلائینگے وقت صبح

مثل نسیم اے گل یکتائے باغ حسن
گلشن مین تجھکو ڈھونڈنے جائینگے وقت صبح

قیصر کرینگے مہر کو غیرت سے آب آب
رخ سے جو وہ نقاب اوٹھائینگے وقت صبح

ترے قد تک نہ پہونچی اس کی ہر شاخ
صنوبر کی نہ بڑھی گو عمر بھر شاخ

اگر گلشن مین بھڑکی آتش گل
جلیگی شمع کے مانند ہر شاخ

نہین نخل قد جانان مین گیسو
صنوبر مین ہے سنبل کی مگر شاخ

صبا پھولون سے گھر چھائین گے تیرا
نہال آرزو لایا اگر شاخ

ہزارون بار آئی فصل گل بھی
نہ پھولی نخل حسرت کی مگر شاخ

یہی بالیدگی ہے گر قد یار
پہونچ جائیگی تیری عرش پر شاخ

نہ لیجائیگا خط اوس سرو قد تک
نکالے جائیگا اک نامہ بر شاخ

جگہ کھٹکے کی ہے گلشن مین بلبل
لئے ہے خار گل کے ساتھ ہر شاخ

جہان کے باغ کے رہرو غضب ہین
جھکائے سر نہ اپنا بار ور شاخ

کوئی کہتا ہے طوبی سرو کوئی
ترے قد کا ہے قصہ شاخ در شاخ

عروس نو بہار رنگ پر ہے
لدی ہے پھول سے گلشن مین ہر شاخ

کیا خوف خزان سے نے خشک ایسا
نہین ہے نخل گل کی کوئی تر شاخ

بہار آئی ہے کیف رنگ گل ہے
چمن مین جھومتی ہے آج ہر شاخ

صبا جھولی بھرے گی موتیون سے
دُرِ شبنم سے ہوگی پُر گہر شاخ

ہوائے غم نہ دے جھونکے جو قیصر
لگائے نخل جودت شاخ بر شاخ

موسیٰ نے دست پاک مین کھایا تھا داغ رُخ
روشن ہوا تھا طور کے اوپر چراغ رُخ

روشن ضمیر ہون نہین خوفِ شب لحد
جلتا رہے گا خانۂ دل مین چراغ رُخ

جمتی ہے ایسی جا کے کہ پھرتی نہین نگاہ
کیا دل فریب اے گلِ خوبی ہے باغ رُخ

موسیٰ بنا دیا ہے تجلی کے شوق نے
کرتا ہون سوئے وادئے ایمن سراغ رُخ

گردون پہ مہر و ماہ مین ہوتی نہ روشنی
بڑھتا اگر نہ شعلۂ نورِ چراغ رُخ

ہرگز گلِ جنان کی نہ پھر آرزو کرے
پائے نسیم خُلد اگر بوئے باغ رُخ

مارِ سیاہ زُلف کے جلتا ہے سامنے
اندھیر کر رہا ہے تمھارا چراغ رُخ

چیچک نے حُسن کو ترے وہ چند کر دیا
تابان ہین اے قمر یہ ستارے کہ داغ رُخ

اے ماہ وش نگاہ مری تیری بزم مین
پروانہ وار پھرتی ہے گردِ چراغ رُخ

گیسو مین تیرے اے بُتِ کافر تباہ مُجھے
کالے کا من ہے یا کہ ہے روشن چراغ رُخ

جب سے نقاب سبز ہے مدنظر تجھے
اے گُل عجب بہار دکھاتا ہے باغ رُخ

قیصر کبھی نہ غنچۂ و گُل کی ہوس رہے
دیکھے جو عندلیب چمن اون کا باغ رُخ

فرقتِ دلدار مین آنکھونکو ترساتی ہے نیند
توہی اے خواب اجل آجا نہین آتی ہے نیند

دیکھکر رویا مین اوس مہ کو اوچٹ جاتی ہے نیند
رات کٹ جاتی ہے پر مطلق نہین آتی ہے نیند

چاہتا ہون لاکھ سوؤن پر کہان آتی ہے نیند
صدمۂ شامِ شب فرقت سے گھبراتی ہے نیند

آنکھون مین اے بختِ خُفتہ کیون نہین آتی ہے نیند
کچھ سبب کھلتا نہین کیا آپ سو جاتی ہے نیند

تیرے دانتونکے تصور مین مجھے لے رشکِ ماہ
چشمِ انجم کی طرح مطلق نہین آتی ہے نیند

پتلیان پیٹا کرین دستِ مژہ سے اپنا سر
رحم کب اس دیدۂ خونبار پر کھاتی ہے نیند

ٹکٹکی رہتی ہے ہر دم انتظارِ یار مین
رہروانِ وادیٔ حیرت کو کب آتی ہے نیند

ہجر مین برگشتگیٔ بخت سے روتے ہین ہم
سامنے آنکھون کے آ آکر جو پھر جاتی ہے نیند

رات بھر شمس و قمر کو دیکھتے ہین خواب مین
روئے جانان کے تصور مین جو آجاتی ہے نیند

آنکھ لگتے ہی قدِ دلدار آتا ہے نظر
ساتھ ہی اپنے قیامت ہجر مین لاتی ہے نیند

جانتے تھے گور مین سوئینگے اے دردِ فراق
یہ نہ سمجھے تھے کہ مر کر بھی نہین آتی ہے نیند

چشمِ جانان مین خمارِ خواب کی سُرخی نہین
تختۂ گُلِ لالہ آنکھون مین کھلا جاتی ہے نیند

انتظارِ یار مین آئی نہین گو بعدِ مرگ
دیکھکر وا دیدۂ حیران کو شرماتی ہے نیند

بے ثباتی ہے لعبۂ ہستیٔ دنیا کو یون
آدمی کو جس طرح سے خواب دکھلاتی ہے نیند

سوتے سوتے یادِ گل مین چونک کر روتی ہے جب
اشک ہوکر چشمِ بُلبل سے نکلجاتی ہے نیند

دردِ بیداری سے آنکھون کو شفا دیتی ہے یہ
ہمکو اعجازِ مسیحا آج دکھلاتی ہے نیند

باغ مین ہے نالۂ بلبل سے اک محشر بپا
سبزۂ خوابیدہ تجھکو کس طرح آتی ہے نیند

ہجر کی شب جانکر آشفتۂ گیسو مُجھے
زلفِ جانان کی طرح آنکھومین لہراتی ہے نیند

صبح ہو جاتی ہے روتے روتے پر آتی نہین
خواب سے کیا ہر دم دیدہ کو ترساتی ہے نیند

نشۂ خوابِ شبِ وصلِ بتان کا ہے خیال
ساغرِ مے میری آنکھون کو بنا جاتی ہے نیند

دیکھ کر بیمار چشمِ کافرِ بے پیر کا
خواب سے کیا کیا مجھے راتون کو ترساتی ہے نیند

انتظارِ یار ہے قیصر جو تجھکو بعدِ مرگ
سبزۂ تُربت کو بھی میرے نہین آتی ہے نیند

واللہ کہ واللیل ہے گیسوئے محمدؐ
والفجر ہے صبحِ رُخِ نیکوئے محمدؐ

کیا راحتِ دل ہے چمنِ کوئے محمدؐ
ہر پھول سے آجاتی ہے خوشبوئے محمدؐ

جانِ دلِ شیدا ہے ہر اک موئے محمدؐ
ہے رشتۂ جان بستۂ گیسوئے محمدؐ

پھولون مین بہشتون مین گلستانین چمن مین
دن رات بسی رہتی ہے بس بوئے محمدؐ

کعبہ کی زمین گلشنِ فردوس بنی تھی
اللہ رے معراج کی شب بوئے محمدؐ

لیجاتی ہے کعبہ کو تمنائے مدینہ
واللہ کہ ہے قبلہ نما کوئے محمدؐ

معراج مین خود صلِ علیٰ پڑھتا تھا خالق
اڑتی تھی سرِ عرش جو خوشبوئے محمدؐ

منظور نظر تھی نہ دوئی ظلِ خدا کو
بے سایہ رہا قامتِ دلجوئے محمدؐ

ساکن رہے تا حشر مرے خانۂ دل مین
یارب الفِ قامتِ دلجوئے محمدؐ

کیونکر تر و تازہ نہ رہے گلشنِ ایمان
گلدستۂ اسلام مین ہے بوئے محمدؐ

اے شانۂ فکرِ دلِ صد چاک ٹھہر جا
کھلنے کی نہین عقدۂ گیسوئے محمدؐ

سنتے ہین کہ زنجیر کا پابند ہوا ہے
ہے عرش کو بھی الفتِ گیسوئے محمدؐ

جبریلِ امین صلِ علیٰ پڑھتے تھے ہر دم
لاتے تھے جو پیغامِ خدا سوئے محمدؐ

اے کلکِ الف دھیان نہین الا م خدا کا
یون کھینچ شبیہِ قدِ دلجوئے محمدؐ

بس باغِ مجازی مین فقط نام کو آئی
گلزارِ حقیقت مین بسی بوئے محمدؐ

ق

جنت مین گئے آپ تو گل اور بھی مہکے
گلگونۂ عارض ہوئی خوشبوئے محمدؐ

سبطین تھی گلدستۂ گلزارِ نبوت
تھی ایک مین بو ایک مین تھی خوئے محمدؐ

ان دونون نے شاداب کیا گلشنِ ایمان
ان پھولون نے پھیلائی ہے خوشبوئے محمدؐ

=

یارب ہو بسر عمر مدینہ مین ہماری
کھینچے کشش الفتِ گیسوئے محمدؐ

جو لوگ طریقت کی حقیقت سے ہین آگاہ
طے کرتے ہین سجدون سے رہ کوئے محمدؐ

باطل کا کہین نام نہین غور سے دیکھو
آئینۂ حق ہے رخِ نیکوئے محمدؐ

آتی ہے صدا عالمِ بالا سے یہ قیصر
طوبیٰ ہے نثارِ قدِ دلجوئے محمدؐ

زہے جلوۂ شمع شانِ محمدؐ
سرِ طور بھی تھا نشانِ محمدؐ

مرے گوشۂ دل میں ابرو کا گھر ہے
کھچی ہے شبیہہ کمانِ محمدؐ

نہ کیونکر سرِ عرش خالق بلاتا
یہہ رتبہ تھا شایانِ شانِ محمدؐ

مرا کعبۂ دین و ایمان یہی ہے
پھروں کیوں نہ گردِ مکانِ محمدؐ

ملیں گے محل موتیوں کے جناں میں
یہہ دربار ہوگی زبانِ محمدؐ

یہہ کہتا ہے رضوان کہ باغ جناں ہے
پئے بلبلِ گلستانِ محمدؐ

قیامت میں چمکے گا تاجِ شفاعت
خدا ہوگا یہہ مہربانِ محمدؐ

قسم کھا کے کہتا ہوں ذاتِ خدا کی
خدائی میں ہے ایک شانِ محمدؐ

کروں تخت شاہی کی پھر میں نہ خواہش
جو قیصر ملے آستانِ محمدؐ

پائے گا اوج کیا ترا اے قصر یار چاند
آئے چمک کے بام فلک پر ہزار چاند

اے چرخ ہے مرے لئے رخسار یار چاند
رہتا ہے سامنے مرے لیل و نہار چاند

آئے جو سامنے ترے اے گلعذار چاند
سورج کبھی کی شب کو دکھائی بہار چاند

پائے جو گھر ترے کسی صورت سے بار چاند
اے رشکِ ماہ ہو ترا آئینہ دار چاند

توسن پہ جب نکلتا ہے شب کو وہ رشکِ ماہ
نقشِ سمِ فرس بھی دکھاتے ہیں چار چاند

تشبیہ دوں میں کیا ترے رُخسار صاف سے
روشن ہے اک جہان پہ کہ ہے داغدار چاند

آیا جو فاتحہ کو وہ ماہِ سپہرِ حُسن
پُرنور ہوکے بنگئی شمع مزار چاند

اللہ رے کمال ترا اے فروغِ حُسن
ابرو ہلال ہوگئے رُخسار یار چاند

ہو فرش چاندنی کی طرح چاہتا ہے یہہ
ہوتا ہے تجھکو دیکھ کے بے اختیار چاند

سایہ جو تیرے آتشِ رُخسار کا پڑا
خورشید کی طرح سے ہوا شعلہ بار چاند

پڑھیے تو دیجئے سوئے رُخسار دامِ زلف
ہو جائے گا کسی نہ کسی شب شکار چاند

دیکھی جو شمع رُخ کی ضیا تیری بزم مین
پروانہ کی طرح سے ابھی ہو نثار چاند

ہان اے کمند زُلف گرِ گھیر رُخ پہ آ
جاتا ہے اب کہان کہ ہے تیرا شکار چاند

اے چرخ تجھکو ناز ہے وان ایک ماہ پر
طوقِ گلوئے یار مین یان ہین ہزار چاند

کاہیدگی کی وجہ یہ روشن ہے صاف صاف
گھستا ہے تیرے در پہ جبین بار بار چاند

دیکھے جو چاندنی مین ترا روئے بیمثال
اے ماہ تُجھپہ چرخ اوتارے ہزار چاند

انگشت مصطفےٰ کی اشارے سے رات کو
شق ہوگیا تھا اے فلک بے مدار چاند

قاتل کا عکس رُخ جو پڑے قتل گاہ مین
کیونکر سپر کے پھول تہ بنجائین چار چاند

افشان لگاکے آیا ہے شب کو وہ ماہ وش
گھر مین مرے طلوع ہوئے ہین ہزار چاند

غل ہے کمند زُلف ترے رُخ پہ دیکھکر
نکلا ہے آج رات کو بہر شکار چاند

کیا تجھ بغیر چاندنی مین جاؤن باغ کو
اے گلعذار ہے مری آنکھونمین خار چاند

میرے سیاہ خانہ مین آئے وہ بھول کے
نکلا کدھر سے اے مرے پروردگار چاند

اے چرخ آج شب کو چڑھینگے وہ بام پر
دعویٰ ہو کچھ تو تو بھی زمین پر اوتار چاند

تیرے رُخِ صبیح کے غیرت سے صبحدم
شیر سحر مین ڈوب گیا اے نگار چاند

ڈالے ہوئے ہے وہ بُتِ گلرو نقاب سُرخ
دکھلا رہا ہے آج شفق مین بہار چاند

اے بحرِ حُسن گوہرِ دندان کے عکس سے
طوقِ گلو کا ہے گہرِ آبدار چاند

قیصرؔ رقم کرو رُخِ پُرنور کی صفت
طالع زمین شعر سے ہون بار بار چاند

اللہ رے ہوائے گلِ رُخسار محمدؐ
ہے طائر جان بلبلِ گلزار محمدؐ

ابرِ کرم رحمتِ غفار بنا ہے
کس اوج پہ ہے سایۂ دیوار محمدؐ

زوار چلیں سر سے وہان جائے ادب ہے
پامال نہو سایۂ دیوار محمدؐ

محشر مین وہین دادطلب ہوگی خدائی
صدقے ترے اے وسعتِ سرکار محمدؐ

ہو جلوۂ دیدار سر حشر مبارک
اے امّتِ مرحوم وفادار محمدؐ

کہتے تھے سر عرش ملک یہ شب معراج
کس اوج پہ ہے طالعِ بیدار محمدؐ

جبریلؑ امین مژدۂ جنان رہے ہر دم
چھوڑی نہ ہوا خواہیٔ سرکار محمدؐ

کیا جانے کوئی قدر مری عرش سے پوچھو
کہتی ہے یہ خاکِ درِ سرکار محمدؐ

خود نطق بھی آ آ کے لیا کرتا تھا بوسے
کیا ملکئی تھی لذّتِ گفتار محمدؐ

پھرتا ہے خیالِ قدمِ سیّدِ عالم
آنکھیں ہیں مری جادۂ رفتار محمدؐ

پڑھتے تھے ملک سورۂ والفتح دم جنگ
جب لڑتے تھے کفّار سے انصار محمدؐ

معراج ملی شانۂ پُر نور پہ ان کو
تا دوش رہے گیسوئے خمدار محمدؐ

رفعت مری خاور سے بڑھی ہے کئی منزل
ہاتھ آئی ہے دربانئ سرکار محمدؐ

خاکا کبھی کعبے کی عمارت کا نہ کھنچتا
پڑتا نہ اگر سایۂ دیوار محمدؐ

اکسیر ہوا خواب مقدر مرا جاگا
سوتے میں ملی دولتِ دیدار محمدؐ

جب نزع میں یارب ہوں زبان پر مری کانٹے
اُس وقت ملے شربتِ دیدار محمدؐ

جنت کے محل مجھکو بھی ملجائینگے قیصر
توبھی تو ہے اک بندۂ سرکار محمدؐ

گورے بازو پہ کھلتا نہیں سادا تعویذ
باندھئے ساعدِ سیمیں پہ سنہرا تعویذ

اے فتنۂ گیسوئے پیچ میں ہے جلوہ نما
کیوں نہ دھوکا دے مجھے سانپ کے من کا تعویذ

اک یم حُسن کی تسخیر جو ہے مد نظر
دفن کرتا ہوں میں جاکر لب دریا تعویذ

ہاتھ رکھا جو بدن پر مرے تپ دور ہوئی
دست جانان کی لکیروں کو میں سمجھا تعویذ

اے فتنۂ زلف ہو قابو میں مرے اے عامل
مجھکو بتلا کوئی منتر کوئی لٹکا تعویذ

جذبۂ دل سے میں پریوں کو بلا لیتا ہوں
نقش حُب کا کسے کہتے ہیں کہاں کا تعویذ

لیگیا فوق شرف نقش سلیمانی پر
اوس پریزاد کے بازو پہ جو کھنچا تعویذ

اک پریزاد کی اُلفت کا مین دیوانہ ہون
کام آئے گا نہ عامل ترا گنڈا تعویذ

ہوگیا ابر سیہ مین مجھے بجلی کا گمان
گیسوئے یار مین کل شب کو جو چمکا تعویذ

اولٹی تاثیر ہوئی پھر گئے وہ گھر سے مرے
آج کس چال کا عامل نے لکھا تھا تعویذ

دسترس اوس بُتِ کافر پہ مجھے ہوجائے
ہاتھ آجائے الٰہی کوئی ایسا تعویذ

مصر مین چاہ سے کنعان کے نکالتے یوسفؑ
کششِ دل کا نہ لکھتی جو زلیخا تعویذ

صورت موی میان دم مین وہ چھپ جاتا ہے
کمر یار کا ہوجاتا ہے عنقا تعویذ

قسمت بد سے عداوت کا اثر دکھلایا
مین نے جب حُب کا ترے واسطے لکھا تعویذ

غیرتِ نافہ تاتار ہوا ہے بس کے
کیون نہ رکھے سر گیسو کی تمنّا تعویذ

کیا بھرا ہے تری آنکھون مین بلا کا جادو
تجھپہ چلتا نہین کیون اے بُت ترسا تعویذ

جی اوٹھا مژدۂ دیدار سے بیمار ترا
تیرا نامہ ہوا اے رشک مسیحا تعویذ

کھینچ لاتا ہے پریزادون کو
جذبہ عشق بھی ہوتا ہے بلا کا تعویذ

عکس سے رنگ طلائی کے ترے اے گلرو
ہوگیا صاف حمائل کا سنہرا تعویذ

آئے گا فاتحہ خوانی کو وہ خوشخط سر قبر
پر اثر ہوگا اگر میری لحد کا تعویذ

کیا مین قیصر کہون کس چین سے گذری شب وصل
رات بھر یار رہا میرے گلے کا تعویذ

ہوگیا سُرخ کبھی گاہ سنہرا کاغذ
رنگ لایا تری تصویر کا کیا کیا کاغذ

نور آنکھون کا مری شوق مین بنتا کاغذ
یون دیکھاتا تری تصویر کا نقشا کاغذ

شکل گیسو سے ترے پیچ مین آیا کاغذ
پر شکن ہوکے بنا زُلف چلیپا کاغذ

وصف اِک حور کے لکھے جو گُلِ عارض کے
بنگیا گلشنِ فردوس کا تختہ کاغذ

کھینچتا ہون جو تری زُلف معنبر کی شبیہ
عنبر و مشک سے بس جاتا ہے سارا کاغذ

قصۂ گریہ وزاری جو مین لکھنے بیٹھا
موج دکھلانے لگا صورت دریا کاغذ

کھینچ شکلِ کمرِ یار سمجھکر مانی
گم نہ ہو جائے کہین صورت عنقا کاغذ

دل مضطر کا جو کچھ حال رقم کرتا ہون
حرف اوڑ جاتے ہین رہ جاتا ہے سادا کاغذ

تو وہ یوسف ہے جو کھینچے تری صورت مانی
بہر دیدار بنے چشم زلیخا کاغذ

جان آئی تنِ بیجان مین ترے نامے سے
ہو گیا حق مین مرے خط کا مسیحا کاغذ

جس مرقع کو شرف دیتی ہے تصویر تری
ورقِ مہر سے بڑھ جاتا ہے اوسکا کاغذ

کس توقع پہ لکھون خط مین وہ پڑھتے ہی نہین
کیا اوٹھاؤن مین قلم ہاتھ لون کیا کاغذ

ساقیا کاگ ہے یا پھول ہے لالے کا کوئی
رنگ دکھلاتا ہے کیا کیا سرِ مینا کاغذ

جس سے اک حُسنِ صباحت ہو عیان اے مانی
چاہیے پیکرِ تصویر کا ایسا کاغذ

تب لکھا جائے فسانہ ترا اے وحشتِ دل
بید مجنون ہو قلم دامنِ صحرا کاغذ

عکس افگن ہو مرقع مین جو تصویر تری
حیرتِ رخ سے بنے آئینہ سیما کاغذ

حشر کے دن نہ پڑھا جائے گا خود کاتب سے
خود غلط ہے مرے اعمال کا ایسا کاغذ

کھنچتی ہے دیدۂ فتّان کی ترے جب تصویر
گُلِ نرگس کا دکھاتا ہے تماشا کاغذ

یہ کبھی تقدیر کا لکھا تھا مری اے قاصد
اوس نے بھیجا ہے لفافہ مین جو سادا کاغذ

عزم اک پردہ نشین کو ہے جو خط لکھنے کا
جیب مین رہتا ہے ہر وقت لفافہ کا کاغذ

حُسن سے نور گلو کے ترے اے مہر لقا
مات ہوتا ہے بیاضِ سحری کا کاغذ

تیرے گیسوئے مسلسل کی اگر شکل کھینچے
سُنبلِ تر کا دکھائے ابھی نقشہ کاغذ

ختم ہوتا نہین قیصر خطِ شوقیہ مرا
صرف ہو جاتا ہے گو دستے کا دستہ کاغذ

پھیرے رُخ تیر نگہ کا جو خفا تو ہو کر
دل ترے غنچۂ پیکان مین رہے بو ہو کر

آتا ہے لیس پی صید جو وان تو ہو کر
آنکھین صحرا کو نکل جاتی ہین آہو ہو کر

روح آنکھوں مین چلی آتی ہے آنسو ہو کر
پھیر لیتا ہے نگاہین جو خفا تو ہو کر

شیشۂ دل مین نہ ٹھہرا مرے عکسِ رخِ یار
اوڑ گیا سایۂ معشوق پری رو ہو کر

دل مین آتا ہے نظر نقشۂ محراب حرم
سر جھکاتا ہون جو محو خم ابرو ہو کر

وہ گل آیا جو پئے سیر چمن مہکے گا
چاندنی کھیت کریگی گل شبو ہو کر

میکشی تو نے جو کی باغ مین اغیار کے ساتھ
رہگئی آہ مری سرو لب جو ہو کر

تیرے کوچے کی ہوا کھانے کو گلزارون سے
گل اوڑے جاتے ہین بلبل کیطرح بو ہو کر

پر لگا دیتی ہے کیا گرمئ رفتار مری
ذرے صحرا کے اوڑے جاتے ہین جگنو ہو کر

خال رخسار ترا گھر مین خدا کے پہونچا
کی جگہ کعبۂ دل مین مرے ہندو ہو کر

بھیجدو تیر نظر ہین جگر و دل حاضر
تول لے جنس شہادت کو ترازو ہو کر

ہون وہ وحشی کہ مری روح روان آگر دون
دشت وحشت مین رہیگی رم آہو ہو کر

چھو لئے غیر نے وان گیسوئے مشکین تیرے
یان پڑی دل مین گرہ نافۂ آہو ہو کر

چشم نرگس دم گلگشت پڑی جب اوس پر
پردۂ گل مین حیا اون کی چھپی بو ہو کر

کیا پریشان شب فرقت کی اذیت نے کیا
بڑھتی جاتی ہے بلائے شب گیسو ہو کر

ہجر ساقی مین جو پیتا ہون کبھی اے قیصر
مئے گلنار ٹپک جاتی ہے آنسو ہو کر

نہ کرین خنجر ابرو کا نظارا کیونکر
اس سے ہم جان بچائین ستم آرا کیونکر

داغ فرقت کا کیا دل نے گوارا کیونکر
قایم النار ہوا آج یہ بیچارا کیونکر

مجکو حیرت ہے نہ اوٹھتین تھین کبھی شرم سے جو
اب اوٹھین آنکھون نے سیکھا ہے اشارا کیونکر

بلبلین جانتی ہین رشک گلستان تجھکو
تجھپہ قربان ہون پھر اے چمن آرا کیونکر

آج ٹیکے نے جبین پر ترے پائی ہے جگہ
ماہ کامل نظر آئے نہ یہ تارا کیونکر

وہ پریرو تو ہوا پر یہ عجب ہے اے شوق
شیشۂ دل مین اوسے تو نے اوتارا کیونکر

مہربان وہ بت مہرو نہین ہوتا کسی شب
چمکے پھر اختر تقدیر ہمارا کیونکر

جوشِ زن تیری محبت کاہے دریا دل مین
تجھ سے اے بحرِ لطافت ہو کنارا کیونکر

پھر وہ دیدار دکھاتے ہین مکرّر کہ نہین
دیکھئے پھرتی ہے تقدیر دوبارا کیونکر

کان غیرون نے شکایت سے بھرے ہین اونکے
اب سنینگے وہ بھلا حال ہمارا کیونکر

مُنہ چڑھے ہے تھے بہت اغیار مجھے حیرت ہے
تُم نے نظرون سے اونھین اپنی اوتارا کیونکر

تپِ دوری سے تری آگ لگی ہے دل مین
نہ اوٹھی آتشِ فرقت کا شرارا کیونکر

دیکھکر اونکی گلی مین یہ کہا رضوان نے
ہاتھ آیا تمھین جنت کا اجارا کیونکر

دیکھکر ضو وہ مرے داغِ جگر کے بولے
تُم نے پایا یہ چمکتا ہوا تارا کیونکر

اس سے بہتر ہے کہ ہو جائے ہمارا ہی وصال
صدمۂ ہجر ترا ہوگا گوارا کیونکر

آپکے نکہتِ گیسو سے اوسے کیا نسبت
مُنہ چھپاتا نہ بھلا عنبرِ سارا کیونکر

چین آتا نہین بے آپ کے دیکھے اسکو
دلِ بیتاب یہ قابو ہو ہمارا کیونکر

آپکی تیغِ نگہ سے تو ہوئی ہے اُلفت
دیکھین اس گھاٹ سے ہوتا ہے گذارا کیونکر

سوچتا ہون کوئی پہلو نہین ملتا مجھکو
دل مرے ہاتھ مین آجائے تمھارا کیونکر

سچ ہے دنیا بھی عجب خواب ہے دیکھو قیصر
مٹ گئے ہین جم و اسکندر و دارا کیونکر

تا دمِ روزِ قیامت ہے قیامِ شبِ ہجر
اللہ اللہ رے طولانئیِ شامِ شبِ ہجر

بھور ہو کیون نہ مرا سُنتے ہی نامِ شبِ ہجر
رنگ فق ہوتا ہے آتی ہے جو شامِ شبِ ہجر

آفتاب اوس پہ نہین جب تو سحر کیا ہوگی
چرخِ چارم سے ہے اونچا کہین بامِ شبِ ہجر

کیا کہین اور نہین اس کو ٹھکانا ملتا
گھر مین میرے ہی ہے ہر روز قیامِ شبِ ہجر

فرقتِ ساقیِ مہ رو کو زمانہ گذرا
نہ بھرا شیرِ سحر سے کبھی جامِ شبِ ہجر

کبھی دھبہ نہ گیا داغِ جُدائی کا ترے
نہ مٹا دل کی نگین سے مرے نامِ شبِ ہجر

پیتا ہون دل کا لہو لختِ جگر کھاتا ہون
کیا کہون تُم سے ہین کیا آب و طعامِ شبِ ہجر

گرتے ہین ٹوٹ کے جب قوس قزح سے تارے
مین سمجھتا ہون کہ سب ہین یہ سہام شب ہجر

زہر ہے زہر کوئی مُنہ نہ لگائے اس کو
تلخ کامی سے بھرا رہتا ہے کام شب ہجر

اب نظر آئین نہ اِن دونون کے مُنہ کالے ہون
وصل کے رات کی ہو صبح کہ شام شب ہجر

مین بھی بڑھتی رہون تا حشر نہ تو بھی کم ہو
روز فرقت سے یہ رہتا ہے کلام شب ہجر

ایک مدت سے گذرتے ہین یونہین لیل و نہار
روز فرقت جو گیا آگئی شام شب ہجر

وصل کے روز کے غمزے بھی تو ہین دشمن جان
اے اجل مُفت مین بدنام ہے نام شب ہجر

اوس سے روشن ہے کہین بڑھکے سیاہی اسکی
غیرت نامۂ اعمال ہے شام شب ہجر

ہاتھ آجائے تو اسکو بھی بلا مین ڈالون
مُنہ مین دون ابلق گردون کی لگام شب ہجر

خانۂ دل مرا دوری مین تری اے مہ رو
روز فُرقت کا ہے گھر جائے قیام شب ہجر

بے چھری ذبح کریگی یہ سبھی اے قیصر
مُجھپہ ہے صاف کھلی نیّت خام شب ہجر

قفس طائر جان کیون نہ ہو نام شب ہجر
گوشۂ دل مین بچھا رہتا ہے دام شب ہجر

گھر مین یارب نہ کسی کے ہو قیام شب ہجر
دل مین اک آگ لگا دیتی ہے شام شب ہجر

بڑھتا جاتا ہے تری زُلف مسلسل کا خیال
کیا بلاؤن مین پھنسا دیتی ہے شام شب ہجر

یاد آجاتا ہے کوٹھے پہ کسی کا جلوہ
نکلے گردون پہ نہ یون ماہ تمام شب ہجر

تیرا صدقہ ہے یہ اے روز وصال جانان
تیرے باعث سے ہوئی شہرت عام شب ہجر

آبنوسی ہوا جاتا ہے ترا شانۂ عاج
کوچۂ زلف سیہ کیا ہے مقام شب ہجر

جان لیتا ہے بلا کا ہے اندھیرا اس کا
ظُلمت گور نہ کس طرح ہو نام شب ہجر

گھر مین غیرون کے بھی جاکر وہ رہا کرتی ہے
شکر ہے خاص نہین ظلمت عام شب ہجر

کہتی ہے فرقت لیلیٰ سے سیہ بختی قیس
ہون بیابان نجد کی صحرا مین خیام شب ہجر

یہہ دعا ہے کہ پریشان ہو سنبل کی طرح
بوئے گیسو سے بسی تیرگی مشام شب ہجر

گرم پہلو مرا یارب کوئی خورشید کرے
دن پھرین میرے سدھارے کہین شامِ شبِ ہجر

اسکی ظلمت سے ہے وہی جو ہے عدم کی ظلمت
وہ سیہ بخت ہے لیتا ہے جو نامِ شبِ ہجر

پست کرنا ہو جو منظور اسے حضرتِ دل
پھیکو آہونکی کمندین سرِ بامِ شبِ ہجر

یاالٰہی نہ پھرے اس کے قدم آئین مرے گھر
جادۂ ملکِ عدم ہو تہِ گامِ شبِ ہجر

یہ بلا دور رہے پاس سے میرے یارب
گھر مین دشمن کے ہمیشہ ہو قیامِ شبِ ہجر

جب یہ آتی ہے پریشان مین رہا کرتا ہون
تیرے گیسو مین ہے کیا جائے قیامِ شبِ ہجر

دور اس کا نہ زمانہ مین رہے یہ بلا
چھوڑ اسے گردشِ افلاک ہو جامِ شبِ ہجر

کشمکش اسکی وہ ہے جس سے کہ دم گھٹتا ہے
کس بلا کا ہے ہر اک حلقۂ دامِ شبِ ہجر

جلوہ فرما ہو خدایا وہ بتِ مہر لقا
کہین گم صفحۂ ہستی سے ہو نامِ شبِ ہجر

ڈوب ہی جائے گا خورشید مری ہستی کا
اور چندے جو رہی گھر مرے شامِ شبِ ہجر

نامے کیونکر ترے وان پہونچینگے اے طائرِ دل
شام ہی سے ہے بچھا گھر مرے دامِ شبِ ہجر

بھیجکر آہون کی فوجین کرون قیصر پامال
مجھ پہ کھلتا نہین کس جا ہے مقامِ شبِ ہجر

غنچۂ دل کو نہ دکھلائیو داغِ شبِ ہجر
یاالٰہی نہ ہرا ہو کبھی باغِ شبِ ہجر

شام ہی سے تری فرقت مین جلا کرتے ہین
ہو گئے داغِ جگر میرے چراغِ شبِ ہجر

نکہتِ گیسوے دلبر سے بسا رہتا ہے
بڑھ گیا سنبل تر سے بھی دماغِ شبِ ہجر

رہتی ہے فرقتِ ساقی مین یہ رندون کی دعا
جائے مے زہر سے بھر جائے ایاغِ شبِ ہجر

اوس کے ہی خانۂ دل مین یہ نشیمن کر لے
غیر کا بخت سیہ ہو کہین زاغِ شبِ ہجر

جب سے وہ مہر لقا جلوہ نما ہے مرے گھر
تب سے ملتا نہین آنکھون کو سراغِ شبِ ہجر

اِکھین کافورِ سحر بھی نہین ٹھنڈا کرتا
رات دن دل مین جلا کرتے ہین داغِ شبِ ہجر

رنگ دنیا مین زمانے نے ہزارون بدلے
نہوا صرفِ خزان پر کبھی باغِ شبِ ہجر

آتشِ مہر قیامت کی جلن ہے اس مین
شام سے وہ بتِ مہر وجو مرے گھر آیا

روز فرقت ہے دلا چشم و چراغِ شبِ ہجر
کالے کوسون بھی ملیگا نہ سراغِ شبِ ہجر

کشورِ دل مین ہے اندھیر بپا اے قیصر
بنگیا تاج مرے واسطے داغِ شبِ ہجر

جو تحرک جائے سمند ناز اونکا میرے مدفن پر
کیا کرتا ہے یہ تاکید غمزہ اونکی چتون پر

بچھا دون پتلیان اوٹھکر نشانِ پائے توسن پر
کھینچین ابرو چڑھین تیور چلے تلوار گردن پر

پسِ مردن جو بربادی مری منظور خاطر ہے
سمند یار آندھی کی طرح آتا ہے مدفن پر

پتہ پھولونکا ملتا ہے نہ بلبل کا نہ شبنم کا
خزان کے دور مین کیا اوس پڑ جاتی ہے گلشن پر

سہارا کچھ مزرعہ اعمال غافل آب طاعت سے
اوڑے تا سبز طائر بنکے رحمت تیرے مدفن پر

لبِ بام آکے جب وہ چاندنی کی سیر کرتے ہین
ہوائی چھوٹتی ہے کیا رخِ مہتاب روشن پر

کیا ہے ترک جب سے نامہ و پیغام قاتل نے
یوہین ہین زخم دل کے جیسے خط ہوتے ہین قط زن پر

غضب ہے اونکی ٹھنڈھی گرمیان مجکو جلاتی ہین
بجائے شمع وہ کافور رکھ جاتے ہین مدفن پر

وہ مشتاقِ شہادت ہون کہ بارِ خنجر قاتل
اوٹھا لیتا ہون بسم اللہ کہکر اپنی گردن پر

سوئے گورِ غریبان اک قدم بڑہنے نہین دیتا
غرورِ حسن بھڑکاتا ہے اوس بدخو کو توسن پر

کبھی سرمہ لگا کر تونے جھانکا ہے جو اے گلرو
گمان نرگسِ شہلا ہوا ہے چشمِ روزن پر

قیامت کی روش دکھلا رہی ہے مجکو اے قاتل
تری رفتار بنکر تیغ بھی چلتی ہے گردن پر

ہوا ہے ظلم اس کا بارِ طبعِ نازکِ بلبل
الٰہی پھٹ پڑے ڈالا کوئی گلچین کے دامن پر

چھپائے وہ زلف مشکین بخطا برہم ہو تم جسسے
عدو تو سر چڑھے غصہ اوتارو میری گردن پر

اوٹھائے سر کچھ ایسے شعلہ ہائے آتشِ گل نے
صبا نے پھونک کر رکھے قدم دیوار گلشن پر

ملے ہے قابو مین لائین گے جلا کر سوختہ جادو کی
کسی دن ہاتھ رکھدین گے تری چوٹی کی ناگن پر

بڑھی یہ فصلِ گل مین حسرتِ نظارۂ بلبل
برنگِ عشق پیچان چڑھ گئی دیوار گلشن پر

دلِ نازک ترے خنجر کے سر مار ینگے اے قاتل ۔ پٹک دینگے کسی دن جا کے اس شیشہ کو آہن پر

تصور ہے رُخِ تابان کا وقتِ خواب بھی قیصر
رہا کرتا ہے فانوسِ خیالی شمع روشن پر

شرف رکھے نہ کیونکر تیری محفل دشتِ ایمن پر ۔ وہان جلوہ ہے تجلی طور کا ہر شمع روشن پر
تری فرقت مین یون کٹتی ہے قاتل زندگی اپنی ۔ نفس کے آمد و شد سے چھری چلتی ہے گردن پر
گران ہوتا ہے مثل کوہ مجکو ناتوانی سے ۔ نشانِ کاہ بھی کوئی جو رہ جاتا ہے مدفن پر
گلی مین آئے تیری قامت موزون ترا دیکھے ۔ یہ کوکو کر رہی ہے فاختہ کیا سروِ گلشن پر
رگِ جان رفتہ رفتہ آئیگی میری سرِ خنجر ۔ یونہین یہہ بیل چڑہتی جائیگی دیوارِ آہن پر
پریشان ہون ثوابِ سورۂ والیل ملجائے ۔ لٹین جھٹکا کے پڑھئے فاتحہ بھی میرے مدفن پر
اڑادے قمری و بلبل کو چل کر اوسہی قامت ۔ اوتار اہار اپنا پھینکدے شمشاد گلشن پر
لپٹ کر صبح تک روئی جو رحم آیا پسِ مردن ۔ شبِ اندوہ لیلیٰ بنگئی مجنون کے مدفن پر
ضعیفی بھی یونہین اک روز روئیگی جوانی کو ۔ جوانی جیسے اب افسوس کرتی ہے لڑکپن پر
گلون مین آتی جاتی ہے جو زردی خوفِ صرصر سے ۔ کفِ افسوس پتے مل رہے ہین حالِ گلشن پر
پھڑک کر صید ہو جاتا ہے وان مرغِ نظر اپنا ۔ قفس کی تیلیان باندھی ہین کس نے تیری چلمن پر
جبین پر جنکے افشان بام پر آئے جو وہ شبکو ۔ فلک تارے اوتارے آکے میرے ماہِ روشن پر
جوانی کی اُمنگین دل جو اونکا گدگداتے ہین ۔ پھڑک اوٹھتے ہین خود بجبن ہو کر اپنے جوبن پر
سہی جاتی نہین جب سختئِ فرقت تری ساقی ۔ لگا دیتا ہون پتھر تاک کے شیشہ کی گردن پر
ہرا ہے چاندنی کا کھیت یہ معلوم ہوتا ہے ۔ نقابِ سبز ہے شبکو جو اونکے روئے روشن پر
صبا بھی جسکے پیراہن کی خوشبو پا نہین سکتی ۔ غضب ہے حضرتِ دل آ گئے اوس پاکدامن پر

عجب شوکت سے ہے ملکِ سخن کی سیر اے قیصر ۔ جلوسِ شہسوارِ فکر ہے مضمون کے توسن پر

خضرِ دین زینتِ اورنگِ خلافت حیدر
شیرِ حق نورِ خدا شاہِ ولایت حیدر

جب مہم پڑتی تھی کرجاتے تھے سبقت حیدر
ہارتے تھے نہ کسی جنگ مین ہمت حیدر

ہر گھڑی کرتے تھے قرآن کی تلاوت حیدر
رکھتے تھے نامِ خدا نور کی صورت حیدر

تشنہ لب حشر مین جب ہوگی نبیؐ کی اُمّت
جامِ کوثر کے وہان دینگے بہ شفقت حیدر

بیخطر بسترِ پُر نور پہ سوتے تنہا
رکھتے تھے ساتھ محمدؐ کے یہ اُلفت حیدر

مشکلین حشر مین جو ہونگی وہ آسان ہونگی
آئینگے پھر مددِ روزِ قیامت حیدر

ہونگے امت مین نہ ایمان کے خزانے خالی
دے گئے دینِ محمدؐ کی یہ دولت حیدر

راتدن سجدۂ خالق مین بسر کرتے تھے
صاحبِ زہد تھے تھے اہلِ ریاضت حیدر

خواب مین روئے منور جسے دکھلاتے ہین
اوس کا چمکاتے ہین کیا اخترِ قسمت حیدر

کرتے تھے تیغ سے دو حصے تنِ اعدا کے
جنگ مین بھی یہ دکھاتے تھے عدالت حیدر

سرخرو خانۂ معبود سے اوٹھنا تھا اونھین
پاتے مسجد مین نہ کس طرح شہادت حیدر

مہد مین کلۂ اژدر کو کیا دو ٹکڑے
عہدِ طفلی ہی سے تھے صاحبِ قوت حیدر

آپ کے مصحفِ رخسار کا جو عاشق ہے
اوس کی بخشش کی دکھاتے ہین صورت حیدر

زیر مرحب بھی ہوا اور خیبر بھی ہوا
رکھتے تھے ساعد و بازو مین یہ طاقت حیدر

فتح و نصرت بھی صدا زیرِ قدم رہتی تھی
تھے جو شاہنشہِ اقلیمِ شجاعت حیدر

گلِ رخسارِ محمدؐ کے رہے شیدائی
بنگئے بلبلِ گلزارِ نبوت حیدر

دیکھنا شانِ شہِ کونین سے کی قیصر
جب بلا لینگے تجھے تا درِ دولت حیدر

کرتا ہے مرے قتل کی تدبیر پہ تدبیر
سفاک لیے جاتا ہے شمشیر پہ شمشیر

کرتے ہین وہ غیرون سے جو ابرو کے اشارے
دل پر مرے چل جاتی ہے شمشیر پہ شمشیر

یان دمبدم آتے ہین مجھے موت کے پیغام
آنے مین وہ فرماتے ہین تاخیر پہ تاخیر

سر کاٹنے کی بزم جہان مین ہے ترے فکر
اے شمع چلے آتے ہین گلگیر پہ گلگیر

اک زخم نیا ہوتا ہے ہر زخم جگر مین
غیرونکی وہ کرتے ہین جو توقیر پہ توقیر

تسمہ کوئی رہ جائے نہ بسمل کے گلے مین
لِلّٰہ لگا جائے شمشیر پہ شمشیر

صحرا مین یہ سنتے ہین کہ سرکار جنون سے
دیوانو چلو ملتی ہے جاگیر پہ جاگیر

یون چشم مین ہے اک بت بے پیر کی صورت
جس طرح سے رکھے کوئی تصویر پہ تصویر

عقدہ نہ کھلا منطقیون سے بھی دہن کا
گو آج ہوئی خوب سی تقریر پہ تقریر

وہ ضد سے عداوت پہ کمر باندھے ہوئے ہین
بر آہ کئے جاتی ہے تاثیر پہ تاثیر

سودا جو ازل سے ہے مجھے زلف دوتا کا
وہ ڈالتے ہین پاؤن مین زنجیر پہ زنجیر

اللہ رے تیغ نگہ ناز کی شہرت
صحرا سے چلے آتے ہین نخچیر پہ نخچیر

ہے بعد فنا خاک بھی سب کی تہ و بالا
قبرونکی ہوئی جاتی ہے تعمیر پہ تعمیر

اقرار ازل کچھ بھی نہ غفلت سے نبا ہے
قیصر یہ ہوئی آپ سے تقصیر پہ تقصیر

کوئی جانبر نہ ہوا عاشق شیدا ہو کر
جان لی آپ نے کتنونکی مسیحا ہو کر

جادۂ برق رخ یار کی شیدا ہو کر
روح جائیگی مری طور پہ موسی ہو کر

چاک کر ڈالئے اے دست جنون جامۂ تن
نام کر جائیے دیوانون مین رسوا ہو کر

مفت مین جان سے جائینگے مریض ہجران
آپ پرہیز کرین گے جو مسیحا ہو کر

واہ رے اے تپش آتش دل فیض ترا
آہ جو دل سے نکلتی ہے وہ شعلہ ہو کر

وائے ناکامی قسمت نہ ملی مے نہ ملی
پائے خم پر کبھی جھکے ہم سر مینا ہو کر

فکر یار کے مضمون کی جو رہتی ہے تلاش
طائر فکر اڑا جاتا ہے عنقا ہو کر

خاک مین ملکے بھی ہم منتظر یار رہے
سبزۂ تربت پہ اوگا نرگس شہلا ہو کر

اے اجل کون ترا روکنے والا ہے بھلا
جب وہی بیٹھ رہے گھر مین مسیحا ہو کر

بعد مردن بھی نقاحت نے نہ پیچھا چھوڑا
قبر سے خاک بھی اوٹھی نہ بگولا ہوکر

فتنۂ حشر کو ٹھوکر سے جگا دیتا ہے
شور پازیب کی آواز سے پیدا ہوکر

ہے یہ امید کہ آزاد رہون دوزخ سے
مین چلا ہون ترا پابند تولّا ہوکر

شوق ہے ناوکِ مژگان کا ترے اے صیاد
آنکھین ڈھونڈھینگی تجھے آہوئے صحرا ہوکر

چھوڑئے حضرت دل خالِ سیہ کی اُلفت
آپ نادان ہوئے جاتے ہین دانا ہوکر

جان کر قیس کسی صاحب محمل کا مجھے
ناز کرتی ہے شب ہجر بھی لیلیٰ ہوکر

ضرب شمشیر نے قاتل کی مسیحائی کی
دہنِ زخم دعا دینے لگے وا ہوکر

یا نبیؐ پار مری کشتئ عصیان ہوجائے
آپ جو قطرہ نوازی کرین دریا ہوکر

باغ مین یون قدِ موزون نہ دکھاؤ صاحب
سرو اوڑ جائے گا گلزار سے تپا ہوکر

محو نظارہ ہوئے دیدۂ حیران ایسے
پتلیان رہ گئین خالِ رخ زیبا ہوکر

واہ رے شرم و حیا واہ رے اندازِ حجاب
پاس آئے بھی تو آئے پسِ پردا ہوکر

بے ترے مے جو کبھی پیتے ہین ہم اے ساقی
ساغرِ چشم سے بہہ جاتی ہے دریا ہوکر

اے گُل اندام تری حسرتِ پابالی مین
ہم کئی بار اوگے نخل تمنا ہوکر

ایک بوسے پہ نہ لوگے تو بتو جو کوگے
دل مسلمان کا بکا جاتا ہے سستا ہوکر

راہ پراون کو نہ آنا تھا نہ آئے افسوس
ہم یہان مٹ بھی گئے نقش کفِ پا ہوکر

ہم نے سمجھایا تھا قیصرؔ نہ کرو عشق بتان
خوب بدنام ہوئے خلق مین رسوا ہوکر

ہوگا پامال زمانہ تہ و بالا ہوکر
پیر گردون نہ چلے گا کبھی سیدھا ہوکر

روئے روشن سے اوٹھا زلف کا پردا ہوکر
نور جمکا شب دیجور سے پیدا ہوکر

دیدۂ شوق ہر اک عضو بدن ہو یارب
اونکو دیکھون ہمہ تن چشم تمنا ہوکر

آبلے کرتے ہین طوفان بپا صحرا مین
پھوٹ جاتے ہین حباب لبِ دریا ہوکر

سختیِ نزع کے صدمون سے ہوا چھٹکارا
موت آئی تھی مرے پاس مسیحا ہوکر

سایہ جس نخل پہ قد کا ترے پڑجاتا ہے
سر اوٹھاتا ہے وہ شاخِ سرِطوبیٰ ہوکر

دو قدم چل کے نزاکت سے وہ تھم جاتے ہین
حشر رہ جاتا ہے ہرگام پہ برپا ہوکر

غیرتِ قیس ہون مین آپ بھی اے بندہ نواز
محملِ دل مین چلے آئیے لیلیٰ ہوکر

کھل گئی آنکھ تو وہ یوسفِ ثانی نہ ملا
کیا پریشان مین ہوا خواب زلیخا ہوکر

خون دل جس سے ٹپکتا ہی رہے آنکھ وہ ہے
وہ مژہ ہے جو گل افشان رہے کانٹا ہوکر

سوزِ فرقت سے کبھی حلق مین اوتری نہ شراب
رہگیا قطرۂ مے لب پہ پھپھولا ہوکر

پہلے وہ لطف وکرم اب یہ جفائین ہردم
مجکو حیرت ہے کہ کیا ہوگئے تم کیا ہوکر

پہونچی ملے نخلِ قدِ یار کہان شاخ تری
رہگیا خلد مین سایہ ترا طوبیٰ ہوکر

ترش روئی سے نہ گلشن مین چڑھاؤ تیوری
رنگ پھولون کا اوترجائیگا پھیکا ہوکر

واہ رے ختمِ رسل تیری سواری کا عروج
تابہ قوسین گئی عرشِ معلیٰ ہوکر

قتل ہونے نہین دیتی ہے مجھے قسمت کی کجی
ہاتھ پڑتا بھی ہے قاتل کا تو ترچھا ہوکر

مہربان وہ شبِ وصلت مین ہوئے وقتِ سحر
چمکی تقدیر بھی تو صبح کا تارا ہوکر

عمر بھر مین تپِ فرقت کے بلاؤ نہین رہا
کیا کیا تم نے مرے ساتھ مسیحا ہوکر

جاکے گھر غیر کے پھر آئے وہ بحرِ خوبی
یاخدا آج یہ دریا بھی اولٹا ہوکر

اے اجل ساتھ رہیگی مری فوجِ غمِ ہجر
مین تو مرقد مین بھی جاؤنگا نہ تنہا ہوکر

قہرِ حق روزِ یہہ فرعون کو سمجھاتا تھا
اتنا گستاخ نہ ہو خاک کا پتلا ہوکر

ہند مین خاک اوڑاتے ہو عبث اے قیصر
قبرِ احمد پہ چلو تارکِ دنیا ہوکر

ہوتے ہین شرمندہ کیا کیا برق باران دیکھکر
مسکرادیتے ہین جب وہ مجکو گریان دیکھکر

شیشۂ دل آپ کے کشتون کے نازک ہین بہت
پاؤن رکھیگا سرِ گورِ غریبان دیکھکر

کھل گئین فرطِ طرب سے باغ مین ہنگامِ سیر
جب ہنسا وہ رشکِ گل بھولونگی کلیان دیکھکر

کیون بڑھائے اِن سے اُلفت کیون ہو ننگا پینگے گرے
کیون پھسل جائے پریزادون کو انسان دیکھکر

دھجیان یہ بھی نہ بنجائے گریبان کی طرح
پاؤن پھیلین اے جنون صحرا کا دامان دیکھکر

سُرمگین آنکھین تری صحرا مین یاد آنے لگین
اور وحشت بڑھ گئی چشمِ غزالان دیکھکر

لن ترانی کے سوا آیا نہ پیشِ چشم کچھ
فال کھولی جب پئے دیدار قرآن دیکھکر

جب نہ پایا وان نشانِ جلوۂ حُسنِ بتان
بس خدا یاد آگیا کعبے کو ویران دیکھکر

مغفرت کی دی سند مجکو گناہون نے مرے
جوش پر ہے رحمتِ حق فردِ عصیان دیکھکر

منزلت اوسکی نگاہون سے نہ گرجائے کہین
شیخ کعبہ کو چلا ہے کوئے جانان دیکھکر

سرو غیرت سے گڑا صدقے صنوبر ہو گیا
آپکو صحنِ گلستان مین خرامان دیکھکر

بدمزا ہوتا ہے کیا کیا قاتلِ نازک مزاج
زخمِ تن جب شور کرتے ہین نمکدان دیکھکر

پھر گئی آنکھون مین نیرنگی جہان کے باغ کی
اشکِ شبنم گر پڑے غنچون کو خندان دیکھکر

کرتے ہین سرسام سوداوی کا میرے وہ علاج
نکہتِ گیسو سونگھاتے ہین پریشان دیکھکر

اوس پریرو کی چھپرکھٹ پر ہے غیرون کی جگہ
کیا ہوا پر سو رہین تختِ سلیمان دیکھکر

منزلِ اول کڑی ہے دور ہے میدانِ حشر
اے اجل گھبرا رہا ہون بارِ عصیان دیکھکر

باغ دنیا سے پہونچ جاؤن مین قیصر خلد مین
دم جو نکلے روضۂ شاہِ شہیدان دیکھکر

پھر گیا پاس سے میرے وہ سیمین بر ہو کر
رہ گئی دولتِ دیدار میسر ہو کر

تم اگر اپنی غلامی مین کرو حلقہ بگوش
ساتھ بالے کے رہون کان کا گوہر ہو کر

نامۂ شوق جو لکھا تو پئے نامہ بری
خانۂ تن سے اوڑی روح کبوتر ہو کر

جائے حیرت ہے کہ منہ اوسکا نہ دیکھون یار
آئینہ کا رہون محتاج سکندر ہو کر

اے فلک ہجر مین اوس مہ کے اجل گر آئی
روح بھٹکے گی مری جسم سے باہر ہوکر

مجھسے چوسر کے وہ بازی مین عجب چال چلے
چھکے یہہ چھوٹے کہ مین رہگیا ششدر ہوکر

پھر کہو کسپہ حکومت ہے جو بندے ہوئے خود
کشورِ دل کو لٹاتے ہو جو قیصر ہوکر

اے بتِ کافر رٹا کرتی ہے تیرا نام روز
کیا زبان اپنی دہن مین کر رہی ہے کام روز

جاکے گھر مین غیر کے کرتا ہے وہ بت شام روز
رشک کے صدمے اوٹھاتا ہے دل ناکام روز

تا سرِ منزل پہونچتا ہی نہین اللہ رے طول
کوچۂ گیسو مین ہوجاتی ہے دل کو شام روز

میرے نامہ کو نہ پڑھتے ہین نہ لکھتے ہین جواب
پر رقیب روسیہ کو جاتے ہین پیغام روز

خوش خطون کو خوبیِ تقدیر لائی راہ پر
نامے آتے ہین چلے آتے ہین اب پیغام روز

قمری و بلبل کی نرگس کی نظر ہوجائیگی
سیرِ گلشن کو نہ جایا کر بتِ گلفام روز

دیکھئے تو کیا قضا کی بن پڑی ہے آجکل
ہو رہا ہے کوچۂ قاتل مین قتلِ عام روز

میرے گھر کے پاس سے آآکے پھر جاتے ہین وہ
کیا ہے بن بن کر بگڑ جاتا ہے میرا کام روز

مصحفِ رخ پر وہ گیسو چھوڑتے ہین ہر سحر
بڑھ رہا ہے دیکھئے اس لام سے اسلام روز

موت نے اون کا زمین مین گھر بنایا اے فلک
اپنے محلون مین کیا کرتے تھے جو آرام روز

انتہا کا اب خیال زلف سے اندھیر ہے
مجھکو دکھلانے لگا ہے تیرگیِ شام روز

اونکو ابتو یہہ دمِ رفتار سکھلاتا ہے ناز
آگے آگے فتنۂ محشر رہے دو گام روز

پھر رہا ہون کوچہ مین اک آسمان منزل کیے مین
مجھکو چکر دے رہی ہے گردشِ ایام روز

ضعف ہوتا ہے دمِ رفتار گرچہ سدِّ راہ
شوق منزل پہ چلاتا ہے مجھے دو گام روز

شیشۂ دل کیف سے خالی نہین رہتا کبھی
لطف ساقی سے بھرا رہتا ہے اپنا جام روز

کیون نہ تیرے گرد اے ساقی سبوحے کش پھرین
فیض سے تیرے ہے گردش مین ہر اِک کا جام روز

پان کے لاکھے پہ مسّی کی دھڑی جمواتیے
یہہ تمنّا ہے یہ ہین پھولے شفق مین شام روز

نورِ رُخ پر ہے گمان برقِ تجلّی کا سبے مجھے
طور کا دیتا ہے دھوکا مجھکو تیرا بام روز

بادشاہِ وقت ساقی کی محبت نے کیا
صورتِ جمشید قیصر سامنے ہے جام روز

حشر برپا نہ کرے آپکی رفتار کا ناز
دیکھئے دیکھئے اچھا نہین ہر بار کا ناز

مرحبا کی رگِ شریان سے صدا آتی ہے
مری گردن جو اوٹھا لیتی ہے تلوار کا ناز

دامنِ گُل کی ہوا چاکِ قفس تک لیجا
اے صبا تو ہی اوٹھا مرغ گرفتار کا ناز

غیر کی آمد و شد روز رہا کرتی ہے
ابتو بیجا یہ ہوا کرتا ہے سرکار کا ناز

ہے جو مژگان کا تصوّر دمِ صحرا گردی
آبلے سر پہ اوٹھا لیتے ہین ہر خار کا ناز

چشم گریان پہ وہ کیونکر نظرِ لطف کرین
کوئی بیمار اوٹھاتا نہین بیمار کا ناز

سایۂ زُلف زمین پر نہین پڑنے دیتا
سر پہ لیتا ہون ترے طُرّۂ طرّار کا ناز

اے شفیعِ دو جہان آپ کی رحمت کے سوا
حشر مین کون اوٹھائیگا گنہگار کا ناز

وصف کرتے ہین حسینان جہان بھی جسکا
چشم بد دور ہے ایسا مرے دلدار کا ناز

اُلفتِ سلسلۂ عشقِ بتان خوب نہین
ہم اوٹھائینگے سر دوش نہ زنّار کا ناز

عرش پر احمدؐ خالق سے ہوئین کیا باتین
نہ کُھلا پر نہ کُھلا پردۂ اسرار کا ناز

کام فرہاد نے تیشے سے نکالا اپنا
نہ لیا فرق پہ سنگِ سرِ کہسار کا ناز

تا کمر رہنے لگی زُلف چلیپا تیری
اب تو کچھ حد سے بڑھا نافۂ تاتار کا ناز

سرخرو گلشنِ دُنیا سے گیا تب منصور
جب ریاضت سے اوٹھایا شجرِ دار کا ناز

اے شہِ حُسن نہین ظلِّ ہما کی خواہش
مجھکو کافی ہے ترے سایۂ دیوار کا ناز

جاکے وان صدمہ بیجا نہ اوٹھاؤ قیصر
محفلِ یار مین جانکاہ ہے ہر بار کا ناز

ابتو ہر روز دکھاتے ہو ستم کا انداز
اے بتو تم مین کہان ہے وہ کرم کا انداز

گلِ عارض کو ملی تازگی باغِ جنان
پایا قامت نے ترے سروِ ارم کا انداز

مجمعِ کافر و دیندار وہین رہتا ہے
کوچۂ یار مین ہے دیر و حرم کا انداز

رہتے ہین ساتھ سواری کے ہزارون عاشق
کیا نرالا ہے ترے جاہ و حشم کا انداز

مُنہ لگاتے ہی خدائی نظر آجاتی ہے
صاف ہے جام مین ساقی ترے جم کا انداز

اے مسیحائے زمان جلد خبر لے آکر
آج اولٹا ترے بیمار کے دم کا انداز

بخدا اے بُتِ طنّاز مین سچ کہتا ہون
دلربا ہے تری ہر ایک تبسم کا انداز

ان فقئے کا کلِ پیچان سے بچو حضرتِ دل
دشمنِ جان ہے خمِ زُلفِ صنم کا انداز

دیکھنا نقشۂ ہستی کا نشان مٹتا ہے
آپ کی چال نے سیکھا ہے ستم کا انداز

حلق رندون کے تر و تازہ ہوئے اکدم مین
فیضِ ساقی مین ملا ابرِ کرم کا انداز

لبِ جان بخش مین اعجازِ مسیحائی ہے
آپ کے سبزۂ خط مین ہے جو سم کا انداز

ہجرِ ساقی مین یہہ طوفان کرے گا شاید
نظر آتا ہے یہ کچھ دیدۂ نم کا انداز

کبھی گھوڑے پہ جو وہ طفلِ حسین چڑھتا ہے
ناز خود اوس کو سکھاتا ہے قدم کا انداز

دیکھئے کٹتی ہے اے دل شبِ ہجران کیسے
آج بے ڈھب ہے مرے رنج و الم کا انداز

کوچۂ یار مین کرتے ہین سجدا قیصر
تُم تو پہچانتے ہو نقشِ قدم کا انداز

ردیف س

ہوئیگا مدفن درِ جانان کے پاس
جایئن گے یون گلشنِ رضوان کے پاس

جی مین ہے اب جایئے جانان کے پاس
بیٹھئے اوس غیرتِ غلمان کے پاس

رات کو جز سایۂ زُلفِ صنم
کون ہے اس بے سر و سامان کے پاس

دیکھ کے اے حضرتِ دل بتکدہ
کیجئے گا کعبۂ ایمان کے پاس

رہتی ہے اے آئینہ رو تیری شکل
راتدن اس دیدۂ حیران کے پاس

جامۂ تن کب رہا ثابت یہان
کب رہے دیوانون کو دامان کے پاس

حضرت دل دیکھئے آئی بلا
کیون گئے تھے گیسوئے جانان کے پاس

کعبۂ و بتخانہ کی ہے کیون ہوس
بیٹھئے دل کوچۂ جانان کے پاس

بام پر ہم چین سے سویا کئے
چاندنی مین اک مہ تابان کے پاس

شوق کی ماری ہوئی افلاک سے
آتی ہے شبنم گل خندان کے پاس

بخت جو ہوگا مرا قیصر رسا
جاؤنگا قبر شہ مردان کے پاس

رہتی ہے بس مدام اسے جام کی ہوس
ساقی نکال دے دل ناکام کی ہوس

برباد کر رہی ہے مجھے آرزوئے وصل
جس دن سے ہے ہوائے لب بام کی ہوس

پھر آج رخ پہ گیسوئے شبرنگ چھوڑ دئے
پھر ہے نظارۂ سحر و شام کی ہوس

بے ہر شکار طائر دل زلف کم ہے کیا
صیاد کر رہا ہے عبث دام کی ہوس

لڑکون نے سنگسار کیا آج راہ مین
نکلی جنون سے سختی ایام کی ہوس

دل نے اسیر کاکل پیچان بنا دیا
تقدیر مین لکھی تھی جو اس لام کی ہوس

بھڑکے نہ جسم زار مین کیون آتش حسد
غیرون کے ساتھ ہے اونھین حمام کی ہوس

مجھکو جنون مین پردہ دری کا خیال ہے
زاہد ہے تجھکو جامۂ احرام کی ہوس

آخر مٹینگے صفحۂ ہستی سے سب نشان
اے منعمو عبث ہے تمھین نام کی ہوس

لائی غضب کا بنت عنب رنگ دیکھئے
زاہد کو بھی ہوئی ہے مئے گلفام کی ہوس

لا جا کے جلد اوس بت سیمین بدن کا خط
قاصد جو ہے تجھے زر انعام کی ہوس

اوس بت نے سخت کہکے کیا چاک خط مرا
کیا خوب نکلی نامہ و پیغام کی ہوس

نالہ کنان ہے صورت بلبل ہر ایک دم
جب سے ہے دل کو وصل گل اندام کی ہوس

اے دل جہان کی شکل ہے اک نقش بے ثبات
کیونکر ہو مجھکو مثل نگین نام کی ہوس

رہنے لگا وہ مصحف رخسار یار پر
ہندوئے خال کو ہوئی اسلام کی ہوس

اے دستِ شوق اس کی تمنا سے باز آ
آفت اوٹھائیگی ثمرِ خام کی ہوس

مین جانتا ہون کفر خسفی نزاہد ترا
کعبے کو لیچلی تجھے اصنام کی ہوس

پیسینگے مرے دل کو وہ رفتار ناز سے
نکلے گی خوب گردشِ ایام کی ہوس

قیصر گدا و شاہ پہ موقوف کچھ نہین
کسکو نہین ہے راحت و آرام کی ہوس

ہزار باغ مین دکھلائے شوخیان نرگس
کسیکے دیدۂ فتان کہان کہان نرگس

کہان سے پائیگی یہ چشم دلستان نرگس
نثار ہے تری آنکھون پہ مری جان نرگس

تمھاری چشم سے کیا ہوگی ہم عنان نرگس
یہ نیم باز نگاہین کہان کہان نرگس

چمن مین چل کے اوسے دیکھ اے گلِ رعنا
تپ فراق سے تیری ہے نیمجان نرگس

ہمارے دیدۂ بیدار سے مشابہ ہین
فلک پہ نجم فلک زیر آسمان نرگس

کیا ہے زرد اوسے شوق دید نے تیرے
بہارِ عمر نہ کیونکر کرے خزان نرگس

جگہ سے اپنے کسی طرح ہل نہین سکتی
ہوئی فراق مین تیرے یہ ناتوان نرگس

ہے عشق چشم سیہ کا تجھے بھی میری طرح
مرا خدا ہے ترا بھی نگاہبان نرگس

کبھی چمن مین نہ غیرت سے آنکھ وہ کھولے
جو چشم یار کی سن پائے داستان نرگس

وہ شوخ چشم جو سیرِ چمن کو آ نکلے
کرے نثار زرِ گل کی کشتیان نرگس

جو دیکھی باغ مین اوس چشم فتنہ زا کی ادا
چمن سے آنکھ چرا کر ہوئی روان نرگس

تمھارے دیدہ فتان کے گھر دلون مین ہین
چمن مین اپنا بنائے رہے مکان نرگس

چمن مین جاتا ہے جب سیر کو وہ غیرت گل
گلِ نظارہ سے بھرتی ہے جھولیان نرگس

نگاہ گرم سے اوس شوخ نے جو دیکھا ہے
مثال پارۂ سیماب ہے طپان نرگس

ہر ایک چشم مین باقی جگہ یہ اے قیصر
نگاہ ناز کی رکھتی جو خوبیان نرگس

آہ کس طرح نہو شعلہ فشانِ آتش ‏ — داغ دل جلتے ہین پہلو مین بسانِ آتش
عکس پر لالۂ رخون کے ہے گمانِ آتش ‏ — جل اوٹھا باغ مین ہر پھول بسانِ آتش
لالۂ کوہ نہ سمجھو یہ وہی شعلہ سے ہے ‏ — اب بھی باقی ہے سر طور نشانِ آتش
یونہین بھڑکائیگی غنچون کو اگر بادِ صبا ‏ — اور چمکے گی گلستان مین دوکانِ آتش
عشق رہتا ہے مرے دل مین سمندر بنکر ‏ — خوب پہچان لیا اس نے مکانِ آتش
شعلۂ تیغ دمِ تذبین جو ہوا عکس فگن ‏ — آب آئینہ مین دیکھین گے نشانِ آتش
سرد آہون کا نہو سینۂ سوزان سے ہوا ‏ — ہوگیا خطۂ کشمیر مکانِ آتش
سوزشِ داغ سے آتشکدۂ غم ہون مین ‏ — سینہ گلخن ہے تو دل ہے مرا جانِ آتش
نار نے نور کا موسیٰ کو دکھایا جلوہ ‏ — رہبری بخت نے کی دیکے نشانِ آتش
توسنِ عمر روان برق کی مانند گیا ‏ — تھامنے سے نہ تھمی اپنی عنانِ آتش
سوزشِ دل کو بجھا دے مری اے اشک روان ‏ — آج باقی نہ رہے نام و نشانِ آتش
عشق ہے شعلہ رخون کا دلِ سوزان مین نہان ‏ — کیا تعجب ہے کہ پارا ہے میانِ آتش
قدِ خم گشتہ چراغان ہے مرا داغون سے ‏ — کہکشان دیکھ نئی ہے یہ کمانِ آتش
تا سحر شام سے خاموش جلا کرتی ہے ‏ — شمع کہنے ہی کو رکھتی ہے زبانِ آتش
سرخ لب پر ترے یہ خال نہین اے قاتل ‏ — لوگ کہتے ہین کہ ہے زاغ کمانِ آتش
خاک تربت سے مری نخل چنار اوگتے ہین ‏ — بعد مردن بھی ہویدا ہے نشانِ آتش
شوق سے خوب جلاؤ مجھے اے شمع رخو ‏ — ہون مین پروانہ صفت مرتبہ دانِ آتش
شرق سے غرب کو بھی آہ کے شعلے پہونچے ‏ — کھنچ گئی قاف سے تا قاف کمانِ آتش
لبِ رنگین پہ نہین پان کی سرخی اے گل ‏ — ہے عیان چشمۂ حیوان مین نشانِ آتش
منتظر تھے تری رحمت کے شگوفے کے خلیل ‏ — آگ گل ہوگئی آئی جو خزانِ آتش
زرد ہر پھول کی رنگت ہے خزان آئی ہے ‏ — دیکھے کن آنکھون سے بلبل یرقانِ آتش

گل ہو گیا شمع شبستان سخن اے قیصر
ہے مری شعلہ بیانی میں زبان آتش

شام سے کیوں ہیں تمھارے لب گویا خاموش
وصل کی رات تو رہتے نہ خدارا خاموش

کیا ہمیں شہر خموشاں میں ہیں تنہا خاموش
یاں تہ خاک پڑی سوتی ہے دنیا خاموش

صاف ظاہر ہے کہ ہیں وصل پہ راضی ہمسے
ہو گئے وہ جو دم عرض تمنا خاموش

اے فلک باد مخالف کے نہ یوں جھونکے دے
دیکھ ہوتا ہے چراغ اپنی لحد کا خاموش

رات دن نالۂ جانکاہ کا پابند رہا
دل شوریدہ کبھی تجھکو نہ پایا خاموش

واہ رے جلوۂ دیدار تری حیرانی
بعد غش کے بھی رہے حضرت موسیٰ خاموش

کس سے پوچھوں خبر قافلۂ ملک عدم
ہے تہ خاک محلے کا محلا خاموش

دشت مجنوں میں ہے گر قافلۂ حی شاید
ہو گیا کیوں جرس ناقۂ لیلیٰ خاموش

نور چمکا جو تجلی کا تو کچھ بن نہ پڑی
ارنی بھول گئے ہو گئے موسیٰ خاموش

منطقی دعوئے اثبات دہن کیا کرتے
عمر بھر اسے بت کافر تجھے پایا خاموش

کھل کھلاتے نہیں گلزار میں غنچے شاید
بے سبب یوں تو نہیں بلبل شیدا خاموش

حشر میں نام ترا سب کی زبان پر ہوگا
نہ رہینگے ترے پابند تولّا خاموش

جائے عبرت ہے جہان گذران اے قیصر
کہیں جمشید پڑا ہے کہیں کسرا خاموش

ہو جائے مرا شوق میں ہر موئے تن آغوش
پھیلائے جو ملنے کو وہ غنچہ دہن آغوش

دیتا ہے شب ہجر میں رنج و محن آغوش
خالی ہے مرا او بت پیمان شکن آغوش

اے پرورش خالق عالم ترے صدقے
اطفال جو غنچے ہیں تو برگ سمن آغوش

نکلا نہ مری آنکھ سے اک اشک کا قطرہ
سمجھا صدف چشم کو در عدن آغوش

ہے جامۂ ہستی کے بدلنے کی تمنا
مرقد کی طرح کھولے ہوئے ہے کفن آغوش

لپٹا جو شبِ وصل کوئی کھول کے گیسو
خوشبو سے ہوا غیرتِ مشکِ ختن آغوش

پیوندِ زمین یان مجھے غربت نے بنایا
وان شوق مین کھولے رہی اہلِ وطن آغوش

آباد کرو آکے تو پھر جاتین مرے دن
ویران شبِ فرقت مین ہے ایجان من آغوش

یون کوہِ غمِ ہجر نہ گرتا ترے سر پر
شیرین کا جو ملتا تجھے اے کوہکن آغوش

لپٹی رہی ردیامین تری نقرئی چوٹی
دکھلاتا رہا رات کو کالے کا من آغوش

اے شوقِ شہادت مجھے آرام ملے گا
دکھلائے گا تربت کا جو وہ تیغزن آغوش

اس رنگ سے پہلے نہ کبھی باغ مین خوشبو
پھیلائے نہ اپنا جو عروسِ چمن آغوش

دل کھول کے اے گل تری چوٹی سے لپٹتا
افسوس کہ رکھتا نہین مشکِ ختن آغوش

سنتے جو شبِ وصل کو وہ شرم کے مارے
تا صبح کھلا پھر نہ بسانِ دہن آغوش

اللہ رے لیلیٰ ترے ملنے کی تمنا
مجنون کا بنا شوق مین ہر موئے تن آغوش

پھیلاؤن مین کیا دل کے دھڑکنے کی صدا سے
فرقت مین ہوا جاتا ہے بیت الحزن آغوش

لپٹائین گے اے گل تری خلوت کی ہوا کو
بن جائینگے ہم ہوکے نہالِ چمن آغوش

لختِ دلِ یعقوب کو لے آئی کوئین سے
کیا فرطِ محبت سے بنی تھی رسن آغوش

لعلِ لبِ جانان کے تصور سے لپٹتا
قسمت سے جو پاتا کہین لعل یمن آغوش

معراج کی شب شاہ رسل کے لئے قیصر
پھیلائے رہا شام سے چرخِ کہن آغوش

کیا سبب اب جو نہین آپ کا ویسا اخلاص
آگے تو آپ تھے ایجان سراپا اخلاص

مصحفِ رخ کو دکھاتے رہے ہر صبح و مسا
تمنے ایجان جہان خوب نباہا اخلاص

موردِ فضل و کرم روز رہا کرتا ہے
اپنے معبود سے رکھتا ہے جو بندا اخلاص

موم ہو جائین دلِ سخت الٰہی ان سے
ان بتون مین کہین آجائے خدایا اخلاص

ہو گیا حافظِ قرآن وہی ہر صورت سے
مصحفِ رخ سے ترے جس نے بڑھایا اخلاص

روز مین بعد تلاوت یہ دعا کرتا ہون
مجھسے بڑھتا رہے ہر روز کسیکا اخلاص

صورتین نور کی گو رکہتے ہین معشوق حسین
پر حقیقت مین نہین انمین ذرا سا اخلاص

بہر تسکین وہ دکھاتا ہے حمائل اپنی
اپنے بیمار سے کرتا ہے یہ سچا اخلاص

ڈھونڈھتے پھرتے ہین ملتا نہین پر دنیا مین
اب جہان مین نہ رہا صورت عنقا اخلاص

وہ بہم حسن محبت نہ کرے کم اپنی
یا خدا اوس کا بڑھے صورت دریا اخلاص

چھیڑتا ہون جو شب وصل تو فرماتے ہین
مجکو بھاتا نہین یہ آپ کا بیجا اخلاص

حشر مین ظل حمایت کے تلے وہ ہوگا
جس کو ہے آپ سے یا شاہ مدینا اخلاص

غنچۂ دل یہ اوٹھاتا ہے اوسے داغ خزان
گل سے کرتی ہے عبث بلبل شیدا اخلاص

خون کرتا ہے مرا رنگ تلون تیرا
ایسا کس کام کا پھر اے گل رعنا اخلاص

آئینگے فاتحہ خوانی کو مری قبر پہ وہ
بس مرے دن یہ دکھائے گا نتیجا اخلاص

دم مین بخشائینگے محشر مین گنہگارونکو
دیکھنا حشر مین محبوب خدا کا اخلاص

جب لپٹتا ہون تو کس ناز سے وہ کہتے ہین
واہ وا تم نے نکالا یہ کہان کا اخلاص

یہ تو کیونکر کہون الفت نہین قیصر اون کو
پردہ ظاہر نہین کرتے کبھی اپنا اخلاص

قتل کرتے ہین کس لطف کا ہر بار رقص
بسملونکا دیکھ تو اے قاتل خونخوار رقص

دل ہمارا دیکھیے مثل حنا پس جائیگا
محفل اغیار مین اچھا نہین ہر بار رقص

بے بلائے گھر مرے آیا اگر وہ ماہ رو
فرط شادی سے کریگا ہر در و دیوار رقص

مردم دیدہ کو تیری بزم مین بھاتا جو یار
اے پری پیکر ترا وہ دیکھتی سو بار رقص

دل لگی یان کی نہین کچھ خواب ہے دنیائے دون
کھیل ہے سارا تماشا اور ہے بیکار رقص

وہ بھی آجاتا ہے کوٹھے پر تماشے کے لئے
یا الٰہی پھر کبھی ہو زیر قیصر یار رقص

اک نہ اکدن حشر اے قیصر بپا ہو جائے گا
ہے قیامت اوس بت طرار کا ہر بار رقص

ہجر رہتا ہے وصال بت ترسا کے عوض
موت آتی ہے مرے پاس مسیحا کے عوض

محتسب خون بہا مے کی جگہ مستو نکا
چور کر شیشۂ دل ساغر و مینا کے عوض

نالۂ دل سے کبھی حشر نہ برپا ہوتا
آج آتی وہ اگر وعدۂ فردا کے عوض

اپنے ہمراہ اسے تم تو لئے جاتے ہو
کون پہلو مین رہیگا دل شیدا کے عوض

ہم ازل سے رہے آفت مین دم آخر تک
چین پایا نہ جہان مین کبھی ایذا کے عوض

یا خدا خانۂ آباد نہ ویران ہو جائے
مسکن یاس نہو دل مین تمنا کے عوض

شوق نے حیرتئے حسن بنایا ہے اونھین
آئینہ دیکھتے ہین روئے مصفا کے عوض

اے بتو تمکو خداوند دو عالم کی قسم
کعبۂ دل مین رہو آکے کلیسا کے عوض

مین بھی ہون سوختۂ برق جمال اے موسیٰ
داغ مجکو بھی ملا ہے ید بیضا کے عوض

اُف رے حدت تری اے شعلۂ داغ فرقت
آگ پہلو مین دھری ہے دل شیدا کے عوض

اے شب غم ہے قیامت کی درازی تجھ مین
طول تجھکو بھی ملا زلف چلیپا کے عوض

دل مجنون سے یہ ہر بار صدا آتی ہے
ہائے مین کیون نہوا محمل لیلیٰ کے عوض

اے خداوند جہان ہے یہ دعا قیصر کی
آئے وہ مہ مرے گھر مین شب یلدا کے عوض

مجھسے نہ کام ہے نہ مرے نام سے غرض
ہے آپ کو فقط دل ناکام سے غرض

ہون زلف و رخ کا آپ کے مین دل سے شیفتہ
کچھ صبح سے غرض نہ مجھے شام سے غرض

تشبیہ اوس کو دیتا ہون چشمان یار سے
اتنی ہی مجکو رہتی ہے بادام سے غرض

عشاق آہین کرتے ہین تیرے فراق مین
خواہش نہ چین کی ہے نہ آرام سے غرض

اتنا کہان دماغ کہ کچھ حال دل سنے
اوس تندخو کو رہتی ہے دشنام سے غرض

کیا اوسکو کام نامہ مین لکھا ہوا ہے کیا
قاصد کو رہتی ہے زر انعام سے غرض

لبریز اوس کے دم سے ہین مے کی گلابیان
قیصر مجھے ہے ساقیٔ گلفام سے غرض

ایک ساعت ہی دل آتا میرے قابو مین فقط
بیٹھتے آپ کوئی دم کو جو پہلو مین فقط

حُسنِ رخسار کا جلوہ ہے ہر اک زیور مین
نور مہتاب نہین یار کے جگنو مین فقط

خال و خط بھی بتِ کافر کے بلائے جان ہین
ایک اندھیر نہین کوچۂ گیسو مین فقط

ہین ترے قامتِ موزون مین ہزارون انداز
راستی کی ہے ادا سروِ لبِ جو مین فقط

کس کی دزدیدہ نگہ لیگئی یارب اسکو
جائے دل درد ہے باقی مرے پہلو مین فقط

خُم مے پھر خدا مُنہ سے لگا دے ساقی
ہو گئی سیری نہ مجھے ایک ہی چُلو مین فقط

تیرا سو بات بھی ہے غیرتِ عنبر سارا
بھینی بھینی نہین خوشبو ترے گیسو مین فقط

قتل سے میرے تو آنکھین نہ چرا اے قاتل
کام ہوتا ہے مرا جنبشِ ابرو مین فقط

سحر کرتے ہین ہر انداز مین اعضا اونکے
کیا وہ مشّاق ہین آنکھون ہی کے جادو مین فقط

پھیلی ہے باغِ جہان مین ترے جوڑے کی مہک
مشک رہتا ہے سدا نافۂ آہو مین فقط

ہوش کب راہِ محبت مین بجا رہتے ہین
حضرتِ دل ہے نہین کیا مرے قابو مین فقط

پھر تو کیا بات تھی ہوتی جو وفا بھی قیصر
عیب اتنا ہی ہے اوس کافرِ بدخو مین فقط

لکھتے ہین ہم بھیجتا ہے یار خط
روز آتے جاتے ہین دو چار خط

زخمِ دل کا تا کرے اظہار خط
سرخ کرائے دیدۂ خونبار خط

رُخنہِ زیبندہ ہے کیا اے یار خط
یکقلم ہے تختۂ گلزار خط

شوق ہین کیونکر نہ آنکھون سے ملین
طالبِ دیدار تیرا یار خط

میری قسمت نے بھلایا راستہ
لیگیا گو قاصدِ ہشیار خط

یاد اے جذبِ دلی دلوائیو
طاقِ نسیان پر نہ رکھے یار خط

کیون نہ یان دفترِ شکایت کا کھلے
جب نہ بھیجے وہ بتِ عیّار خط

جان کر وحشی مجھے وہ تند خو
چاک کرتا ہے مرا ہر بار خط

ہے بتون کا یہ نشانِ بندگی
کیون نہ ڈالے دوش پر زنّار خط

جاتا ہے اوس کج کلہ کے پاس تو
باندھ لے قاصد سر و دستار خط

ہے عنایت اندنون اوس ماہ کی
ایک ہفتہ مین جو آئے چار خط

حالِ دل جب اوس پریرو کو لکھا
ہوگیا اوڑنے کو خود طیّار خط

ماجرا ہے میرے رونے کا رقم
کیون نہ ہولے ابرِ دریا بار خط

اے شہِ خوبان تجھے پہونچا نہ ہائے
گو ہما بھی لیگیا سو بار خط

رازِ دل لکھنا عبث ہے یار کو
پڑھتے ہین قیصر وہان اغیار خط

سختیان مے کے نصیحت کے ہین پتھر واعظ
چوٹ لگتی ہے مرے شیشۂ دل پر واعظ

ذکرِ کوثر سے جو رکھتا ہے زبان تر واعظ
ہے مگر قلزمِ عرفان کا شناور واعظ

قامتِ یار کی فتنہ سے اڑا دیتے ہم
کیا کرین ڈر رہے ہنگامۂ محشر واعظ

طولِ گیسوے بتان سے اوسے کیا نسبت ہے
روزِ محشر نہین اس شب کے برابر واعظ

خلد مین جاکے بسونگا نہ دریار سے مین
مین نے مانا کہ زمین وانکی ہے عنبر واعظ

ہم بھی اس پردے مین ذکرِ قدِ جانانہ سنین
سورۂ حشر کے اوصاف بیان کر واعظ

دیکھنا خلد مین طوبیٰ کے تلے ہم ہونگے
باغِ فردوس مین جم جائیگا بستر واعظ

ذکرِ کعبہ کا نہ کر یادِ بتان آتی ہے
روک لے اپنی زبان بہرِ پیمبر واعظ

پاؤن رندون کے ڈگے جب نہ کسی صورت سے
واعظ سے بیٹھ رہا ہاتھ اوٹھا کر واعظ

تاکتا رہتا ہے محروم ہے اس نعمت سے
جانے کیا رتبۂ جامِ مئے احمر واعظ

بیٹھ رندون مین شریکِ مئے عشرت ہوجا
ہے مزا جبّہ و دستار یہین دھر واعظ

مے کہان خلد کہان خیر تو ہے ہوش مین آ
مین تری باتون کو کرتا نہین باور واعظ

ذکر سے طوفِ حرم کے مجھے بیچین نہ کر
یاد آتا ہے کسی کوچے کا چکر واعظ

جرم مینخواری پہ ہوئی جو مرے قتل کا حکم
آب انگور سے لکھوائیو محضر واعظ

چھوڑ محراب حرم عاشق ابرو ہوجا
سجدۂ شکر کیا کر تہ خنجر واعظ

بلبل دل ہے مرا باغ رسالت پہ نثار
آشیان خلد سے میرا نہین باہر واعظ

مغبچے دیکھ پری بنکے اوڑے پھرتے ہین
پھر نہ کہیو کہ بط مے کے نہین پر واعظ

اسکی موجون سے بپا ہوتا ہے طوفان کرم
مے کو قطرہ نہ سمجھ ہے یہ سمندر واعظ

قصر جنت سے نہ کچھ کام نہ کعبے سے غرض
ہے در شاہ رسل پر مرا بستر واعظ

حشر مین حلۂ فردوس کی کیا حاجت ہے
ہاتھ مین ہے مرے دامان پیمبر واعظ

مے احمر کا گلا نوک زبان پر لاکر
دل پرخون مین ڈبو دیتا ہے نشتر واعظ

رازتب قلقل مینا کا کھلے گا تجھکو
ہونگے مینخوار طلب جب لب کوثر واعظ

کہہ چکا حسرت مے موقع تکرار نہین
سخن تلخ نہین قند مکرر واعظ

اللہ اللہ رے تاثیر شراب عرفان
وجد مین جھوم رہا ہے سر منبر واعظ

آپ مین کشتۂ رفتار قیامت زا ہون
کیا کرے گا مرا ہنگامۂ محشر واعظ

کل کا ہے ذکر پڑے رہتے تھے بتخانے مین
آج کیا ہوگئے ہین حضرت قیصر واعظ

زلف ہے اک بلا خدا حافظ
پھنس گیا دل مرا خدا حافظ

مجکو دیکھا تو بول اوٹھا وہ مسیح
ایسے بیمار کا خدا حافظ

حضرت دل کسی ستمگر پر
پھر ہوئے مبتلا خدا حافظ

اونکا شہباز ناوک غمزہ
دل کے جانب اوڑا خدا حافظ

کوچۂ زلف مین بلائین ہین
جاتا ہے جا دلا خدا حافظ

اشک آنکھون مین میرے بھر آئے
جب کہا اوس نے جا خدا حافظ

پھر بتون سے لگایا دل تو نے
اب ہے قیصر ترا خدا حافظ

داغِ دل و جگر ہین مقرر چراغ و شمع
جلتے ہین مرے سینہ کے اندر چراغ و شمع

آکر بجھا بجھا گئی صرصر چراغ و شمع
تقدیر سے ہوتے جو میسّر چراغ و شمع

ہوتے نثار تجھ پہ مقرر چراغ و شمع
پروانہ وار رکھتے اگر پر چراغ و شمع

اوس بت کا نور گھر کو جو روشن کرے مرے
جا کر جلاؤن کعبے کے اندر چراغ و شمع

بعدِ فنا مزار پہ صرصر کے جور سے
افسوس گل ہوئے ہین برابر چراغ و شمع

دیوانے ہین تجلیِ رخسارِ یار کے
ہو ہو گئے ہین جامے سے باہر چراغ و شمع

کشتہ جو تھا مین ساق بلورین یار کا
آئے مری لحد پہ گلِ تر چراغ و شمع

بعدِ فنا فروغ ہوا میری خاک کو
وہ قبر پر جلا گئے آکر چراغ و شمع

بزمِ جہان بھی ہجر مین مقتل سے کم نہین
میرے لئے ہین تیغ دو پیکر چراغ و شمع

تاثیر دیکھنا مرے بختِ سیاہ کی
بجھ بجھ کے آئے قبر کے اوپر چراغ و شمع

نورِ رخ و جبین کا نہین عکس پاؤن پر
جلتے ہین زیرِ نخلِ صنوبر چراغ و شمع

نسبت ہے کیا بھلا ترے برقِ جمال سے
رکھتے ہین فیضِ شعلۂ اخگر چراغ و شمع

دلسوز کوئی مجھ سا نہ پائینگے تا بہ حشر
روئینگے میری قبر پہ ملکر چراغ و شمع

ایسا ہی فرق ماہ سے ہے روئے یار کا
جیسے نہین ہین نور مین ہمسر چراغ و شمع

کرتے ہین میرے داغِ جگر کا مقابلہ
پروانون کا لئے ہوئے لشکر چراغ و شمع

جلوہ فگن ہو دل مین جو ایمان کی روشنی
کعبے مین لائے گبر بداختر چراغ و شمع

اوستاد پائیے کا نہ آتش کی شان کا
ڈھونڈھینگے آپ لیکے جو قیصر چراغ و شمع

جلوہ تمھارے رخ کا اگر دیکھ پائے شمع
بزمِ جہان مین پھر نہ کبھی منہ دکھائے شمع

حاجت ہے کیا چراغ کی میرے مزار پر
روشن ہے داغِ دل پسِ مردن بجائے شمع

ہو جلوہ گر جو بزم مین نورِ رخِ حبیب
مطلق رہے نہ نام کو باقی ضیائے شمع

کشتہ ہون مین بھی جلوۂ رخسار یار کا | کیونکر نہ میری قبر پہ آنسو بہائے شمع
اللہ رے شدت تپ فرقت ہر استخوان | سوز الم سے جلتا ہے ہر دم بجائے شمع
یارب تو اوس کا روئے منور دکھائیو | بزم جہان مین رہتی ہے یہ التجائے شمع
دیکھے بہار عارض پر نور کی اگر | پروانہ خود نثار کو اوس گل کے لائے شمع
میری طرح سے روتی ہے تیرے فراق مین | مین کس زبان سے ہائے کہون ماجرائے شمع
سوز تپ فراق کا کیا پوچھتے ہو حال | روشن ہے داغ دل کا ہمارے بجائے شمع

پھولا نہ اپنی قبر مین قیصر سماؤن مین
بعد فنا مزار پہ وہ گل جو لائے شمع

یہہ دل کو لالہ رویون نے دیا داغ | کہ رشک گل ہے سینہ مین مرا داغ
کبھی فرقت کا گاہے عشق کا داغ | فلک دیتا رہا ہر دم نیا داغ
ادب دان کرتے ہین تعظیم مہمان | جو دل پر زخم آبیٹھا اوٹھا داغ
تمھاری گرم جوشی بھی غضب ہے | مین ہین ایسا ہون جو سہتا رہا داغ
ہوا ہے عشق زلف شمع رویان | بلا مین ہو گیا ہے مبتلا داغ
فروغ عشق کی اللہ رے تاثیر | چراغون کی طرح جلتا رہا داغ
ہون شمع عارض جانان کا کشتہ | رہیگا قبر مین روشن مرا داغ
اوٹھین کے عشق نے چمکا دیا ہے | اوٹھین دینگے قیامت تک دعا داغ
یہ اونکے پرتو رخ کا اثر ہے | جو مثل شمع روشن ہے مرا داغ
نشانی آپ کے ہم لیگئے ساتھ | پس مردن بھی سینہ پر رہا داغ
غضب کی ہے شرارت آہ تجھ مین | ترے دم سے جگر کا جل اوٹھا داغ
نہ کام آئی ہماری چشم تر بھی | نہ اشکون سے بھی کچھ دل کا مٹا داغ
نہین مٹنے کی سوزش جس کی مر کر | ہمین وہ دی گئی ہین آشنا داغ

دل قیصر پہ اک مہرو کے غم میں
ستاروں سے ہیں گنتی میں سوا داغ

جز ترے کرتا ہے کون اے داغ دل روشن چراغ
کون لاتا ہے پس مردن سر مدفن چراغ

دنکو ہو جاتا ہے گل ہو کر گل سوسن چراغ
شب کو دکھلاتا ہے لطف لالۂ گلشن چراغ

کیا ہوا باندھی ہے اوسکے عارض پر نور نے
رات کو فانوس کا رکھتا ہے پیراہن چراغ

میری جانبازی پہ کیا پگھلیگا دل اوس شمع کا
کب غم پروانہ میں کرنے لگا شیون چراغ

پھونک دے تو بھی دل پر داغ کو اے سوز غم
آتش گل نے گلستان میں کئے روشن چراغ

جل رہا ہے سینۂ سوزان میں داغ آتشین
ایک مدت سے ہے روشن زیر پیراہن چراغ

عکس نور رخ سے تیرے لے مہ برج شرف
پا گیا ہے روشنئ وادی ایمن چراغ

بے ترے گھر مجکو اے گل شمع بے فانوس ہے
دل بجھا جاتا ہے غم سے دیکھکر روشن چراغ

دامن صرصر سے ہے اندھیرا اوسکا باغ میں
آتش گل نے کئے تھے جس جگہ روشن چراغ

کس طرح یہ سر کٹائے گا غم پروانہ میں
شمع کی صورت کہاں سے لائیگا گردن چراغ

لا یہاں لے جذب آہ آتشین اوس شمع کو
ایک شب تو ہو مرے ویرانے میں روشن چراغ

آتش غم نے مجھے سر و چراغان کر دیا
ہو گیا ہے داغ تن کا میرے ہر روزن چراغ

ہے سیہ بختی سے یکسان رات دن دونون مجھے
طاق نسیان پر کرے گھر میں مرے مسکن چراغ

آتش غم سے نسیم صبح سے ہے التجا
وہ چڑھائے قبر پہ گل یہ کرے روشن چراغ

گر قدم رنجہ کرے گا شب کو وہ مہرو یہان
خانۂ ویران کا اپنے ہوگا ہر روزن چراغ

اب نہیں دھڑکا اندھیری گور کا قیصر ہمین
داغ دل نے کر دیا ہے قبر میں روشن چراغ

بن گئے مرقد میں جاکر اپنے داغ تن چراغ
سوز فرقت سے رہے مرنے پہ بھی روشن چراغ

بلبل نالان اگر دلسوز ہوتا باغبان
روغن گل سے جلا دیتا سر مدفن چراغ

دسترس مجکو اگر ہو طاقِ ابروئے تک ترے
دیر مین گھی کے جلاؤن اے بُتِ پرفن چراغ

پھونکے دیتا ہے اسے داغِ جُدائی دمبدم
ہوگیا ہے خانۂ دل کا مرے دشمن چراغ

بعدِ مُردن ہاتھ آتا سوزِ اُلفت کا صلا
قبر کا میری جو ٹھکراتا ترا توسن چراغ

پھر اندھیرا ہو الٰہی پھر وہ قابو پر چڑھین
آجکی شب گُل کرے پھر جنبشِ دامن چراغ

لوٹتے ہین حُسن دکھلا کر بُتانِ سنگدل
کیا غضب ہے ہاتھ پر رکھتے ہین یہ رہزن چراغ

داغِ دل روشن ہے یون جسمِ مشبک سے مرے
جس طرح سے شبکو جلتا ہے پسِ چلمن چراغ

روشنی جیسی کسی کے عارضِ تابان کی ہے
پا نہین سکتا کبھی یہ نور بے روغن چراغ

کیون ڈراتا ہے شبِ تربت سے ہمکو بار بار
ترا ہدا ہے اپنا یان ہر ایک داغِ تن چراغ

کشتۂ لالِ بُتِ ترسا ہون مین کیا دور ہے
آتشِ یاقوت سے ہو قبر پر روشن چراغ

ہے وہی مرقد مین تنہائی وہی اندھیر ہے
کیجئے تربت پہ میلے کیجئے روشن چراغ

قیصرِ دلگیر ہے تاریک آنکھون مین جہان
ہجر کی شب ہو نہین سکتا کبھی روشن چراغ

مُنہ خُم کا پھیر شوق سے تو جام کی طرف
ساقی نہ دیکھ گردشِ ایام کی طرف

گیسو کے سمت خطِ سیہ فام کی طرف
دل لے چلا ہے مجھے سیہ شام کی طرف

بیتاب کر دیا یہ اسیری کے شوق نے
خود مُرغِ روح اُڑ کے گیا دام کی طرف

حرمان نے غم نے درد نے ایذا نے رُخ کیا
یہ فوج اب چلی دلِ ناکام کی طرف

کعبہ مین کر تو دست درازی نہ اے جنون
لِلّٰہ دیکھ جامۂ احرام کی طرف

خواہان نہین ہون روشنیِ شمعِ طور کا
یان لو لگی ہے روئے دلآرام کی طرف

خورشید و ماہتاب بھی محوِ جمال ہین
دن رات دیکھتے ہین ترے بام کی طرف

جمشید اپنے عہد کا اے محتسب ہون مین
عینک لگا کے دیکھ خطِ جام کی طرف

دُنیائے بے ثبات پہ تکیہ نہ کر کبھی
اے دل خیال چاہئے انجام کی طرف

مدت ہوئی کہ وصل کی امید چل بسی
اب یاس ہے فقط دلِ ناکام کی طرف

اچھا نہیں مآلِ محبت کسی طرح
قیصر خیال چاہیے انجام کی طرف

ریاضِ خلد سے رضوان مجھے بہارِ نجف
ترے بہشت سے سرسبز ہے دیارِ نجف

زمینِ سینۂ حیدر بھی کتنی دلکش ہے
بنا ہے شیرِ فلک آ کے خود شکارِ نجف

میں اپنے سر پہ دھروں پاؤں تیرے اے قسمت
مجھے جو لیکے چلے تو سوئے دیارِ نجف

بچھا ہے خاک پہ فرشِ زمردین ہر سو
بہارِ خلد دکھاتا ہے سبزہ زارِ نجف

مجھے بھی عشقِ گلِ گلشنِ ولایت ہے
بہ نامِ بلبلِ سدرہ ہوں دلفگارِ نجف

بہارِ باغ نہ کیوں ہو حقیر آنکھوں میں
چبھا ہے غنچۂ خاطر میں سب کے خارِ نجف

ہے شش جہت میں اوسیکے نصیب کا شہرہ
کیا ہے بخت رسائی جسے دو چارِ نجف

خضر کو چشمۂ آبِ بقا مبارک ہو
رہے نصیب مجھے آبِ خوشگوارِ نجف

ریاضِ خلد میں یاد آئے بار بار مجھے
الٰہی واں بھی نہ بھولے مجھے بہارِ نجف

کھلا رہی ہے ہر اک کا جو غنچۂ خاطر
ہوائے گلشنِ فردوس ہے بہارِ نجف

خدا کرے کہیں مٹی مری عزیز کرے
زمینِ روضۂ شاہِ فلک وقارِ نجف

شگفتہ کس طرح گل شاداب پردہ قیصر کرے
خدا کے شکر سے تر ہے زبانِ خارِ نجف

[illegible] سے گھبرائیو نہ اے قیصر
مدد کرینگے تری شاہِ تاجدارِ نجف

کیونکر نہ کہیں حور تجھے اہلِ جہاں صاف
فردوسِ بریں کا ہے ترے گھر پہ گمان صاف

رفتار پہ اون کی ہے قیامت کا گمان صاف
ٹھوکر جو لگائی تو ہوئے کون و مکان صاف

ٹکڑے ہوا جاتا ہے اوسے دیکھ کے ہر دم
مہتاب وہ رخ ہے تو مرا دل ہے کتان صاف

سینہ میں ٹھہرتا نہیں دم بھر دلِ بیتاب
ظاہر ہے کہ ہے معدنِ سیماب نہاں صاف

جان تیر کی مانند نکل جائیگی تن سے
جھک جھک ہوا ہے بدنِ زار کمان صاف

ہے شام سے صبحِ شبِ وصلت کا جو دھڑکا
آتی ہے مرے کان مین آوازِ اذان صاف

وہ گل جو نہین ہے تو کہین جی نہین لگتا
کانٹا مری آنکھون مین ہے گلزارِ جہان صاف

نالے جو کرون مین تو ابھی حشر بپا ہو
آثارِ قیامت ہین مرے آہ و فغان صاف

کیونکر نہون زندہ تری رفتار سے مُردے
اعجاز تری چال ہے اے سروِ روان صاف

کچھ راز کھلا اون کے دہن کا نہ کمر کا
باریک تھا مضمون نہوا دل سے عیان صاف

واعظ سے جو تعریف سُنی قصرِ جنان کی
سمجھا مین کہ ہے کوچۂ جانان کا بیان صاف

یارب مرضِ عشق نہ دینا کسی دل کو
ہے موت کا آثار یہی دردِ نہان صاف

پُر آب نہون قیصرِ بیتاب کی آنکھین
ورنہ ابھی سیلاب سے ہوتا ہے جہان صاف

سر خم کئے ہون ابروئے جلاد کی طرف
دم کھینچ رہا ہے خنجرِ فولاد کی طرف

کیا جانتے تھے باغِ جہان خار زار ہے
بیجا نئے آکے گلشنِ ایجاد کی طرف

زنجیر کیا پہنتے ہین دیوانے آپ سے
کیون غل بپا ہے خانۂ حدّاد کی طرف

کوچے مین تیرے اشک کے مانند ہم گرے
تو بھی تو آکے دیکھ اِس اُفتاد کی طرف

اُڑ جائیگی بہارِ جوانی یوہین بتو
دیکھو مآلِ گلشنِ شدّاد کی طرف

مقتل مین میرے قتل پہ بلوائے عام ہے
اک خلق ہو گئے ستم ایجاد کی طرف

ہو مرغِ نامہ بر کی مرے خیر اے کریم
پر اُڑ رہے ہے خانۂ صیاد کی طرف

دیوانگانِ عشق عجب کشمکش مین ہین
دل کاکلون مین پاؤن ہین حدّاد کی طرف

صدمے اوٹھینگے تجھسے نہ آشوبِ حشر کے
نرگس نہ دیکھ قامتِ جلّاد کی طرف

ہاتھ آگیا ہے دل کو قیامت کا مشغلہ
جب دیکھتا ہون آہ ہے فریاد کی طرف

قیصر یہی جو خنجرِ ابرو کا عشق ہے
جاؤنگا دوڑتا ہوا جلّاد کی طرف

خون رُلواتا ہے سامانِ فراق
رنگ لاتا ہے گُلستانِ فراق

اے بُتِ آئینہ رو دکھلا جمال
ششدر و مضطر ہین حیرانِ فراق

مہر طالع ہو شبِ فرقت سے کٹے
چاک یارب ہو گریبانِ فراق

ہجر مین گلزارِ دُنیا ہے خزان
بے ثمر ہے سرو بستانِ فراق

بے کفن پہنائے رُکتی کی نہین
کیا غضب ہے تیغِ عریانِ فراق

وصل کی شب خوب ہوتی ہے بسر
صبح دکھلاتی ہے سامانِ فراق

سوزِ فرقت سے جلا جاتا ہے دل
داغ ہے کیا مہرِ تابانِ فراق

ہین اشارے گردشِ تقدیر کے
عمر بھر چھوٹے نہ دامانِ فراق

خون دل پیتے ہین غم کھاتے ہین روز
یون بسر کرتے ہین مہمانِ فراق

اُلفتِ زُلفِ مسلسل مین ترے
سر پٹکتے ہین پریشانِ فراق

زندگی گذرے گی قیصر ہجر مین
ہے خطِ تقدیر فرمانِ فراق

آبلون کے ہین یو ہین خارِ مغیلان مشتاق
جیسے ہے پنجۂ وحشت کا گریبان مشتاق

اِک فقط مین ہی نہین اے مہِ تابان مشتاق
تری صورت کے ہین خود حافظِ قرآن مشتاق

مثلِ پروانہ ترے گرد ہے ساری محفل
اِک جہان ہے ترا اے شمعِ شبستان مشتاق

آنکھین کھولے ہوئے انجم کی طرح سے اپنی
شبکو رہتا ہے ترا ماہِ درخشان مشتاق

کیا بندھی ہے تری لے غیرتِ بلقیس ہوا
کیون نہو جائے ترا تختِ سلیمان مشتاق

حرم و دیر مین کرتے ہین تجسس تیری
تیرے جلوے کے ہین سب گبر و مسلمان مشتاق

بیدھڑک کھولتے ہو کیون سرِ محفل جوڑا
کہین ہو جائین نہ ایجان پریشان مشتاق

محوِ نظارہ رہا کرتا ہے دن کو خورشید
شبکو رہتا ہے ترا ماہِ درخشان مشتاق

رُخ ہے گل چشم ہے نرگس قدِ دلجو ہے سرو
کیون نہو جائے گلستان کا گلستان مشتاق

دل دیا ہوش دیا صبر دیا جان بھی دی
ہوگئے آج ترے بے سر و سامان مشتاق

تیرِ مژگان کا اسے آج نشانہ کردے
طائرِ روح ہے اے قاتلِ وران مشتاق

وہ خوش آواز ہے تو ایگلِ باغِ خوبی
رہتے ہین تیرے سدا مرغِ خوش الحان مشتاق

گوشۂ دل مین مرے آتے ہی ڈوبے قاتل
تھے بہت آج ترے تیر کے پیکان مشتاق

فصلِ باران ہے دکھادو مجھے روئے تابان
برقِ خاطف کے ہین یہ دیدۂ گریان مشتاق

اِک غزل اور کوئی تازہ پڑھوا سے قیصر
بزم مین بیٹھے ہین سب آج سخندان مشتاق

دیکھین اوٹھتا ہے حجابِ رُخِ تابان کبتک
نظر آتا ہے چراغِ تہِ دامان کبتک

رُخ پہ رہتی ہے تری زلف پریشان کبتک
صبح ہوتی نہین دیکھون شبِ ہجران کبتک

میرے آغوش سے کہکر یہ چلے صبح کو وہ
آخرش روح رہے جسم مین مہمان کبتک

ایک دن کر اسے وقفِ سمِ توسنِ قاتل
مُفت برباد رہے خاکِ شہیدان کبتک

تا بکے دیکھئے دامانِ تجسس پُر ہو
خاک چھنوائے غبارِ رہِ جانان کبتک

ایک مدت سے لئے ہون دُرِ جان بہرِ نثار
اس امانت کا رہون یار نگہبان کبتک

اے جنون چل کے بٹھا دے کسی دروازہ پہ
تا بکے سیرِ چمن گشتِ بیابان کبتک

کشتیٔ عمرِ گریزان کو مری اشکون سے
دیکھئے رہتا ہے اندیشۂ طوفان کبتک

دیکھئے ملتی ہے کب کاوشِ مژگان سے نجات
بل کی لیتے ہین ترے گیسوئے پیچان کبتک

دیکھتا ہے اثرِ جذبۂ دل بعدِ فنا
وہ نہ آئینگے سوئے گورِ غریبان کبتک

دیکھئے آپ کے پابندِ بلا کی قسمت
بند رکھتی ہے درِ خانۂ زندان کبتک

گفتگو چاک قبا مین ہے عبث بخیہ گرو
خارِ صحرا سے نہ بچتا مرا دامان کبتک

دل کو اب بندِ علایق سے چھوڑا لو قیصر
آخرش ہستیِ موہوم کے سامان کبتک

گو نقاہت سے نہیں اب طاقتِ رفتار تک
لڑکھڑاتے جائینگے لیکن درِ خمار تک

لیگئی منصور کو تقدیرِ نخلِ دار تک
مجکو لیجائے مقدر قامتِ دلدار تک

آئیے آنا اگر ہو مجھ نحیف و زار تک
ورنہ شکوے کا گذر ہوگا لبِ اظہار تک

جذبۂ عشقِ زلیخا یوسفِ صدیق کو
کھینچ لایا تھا کوئیں سے مصر کے بازار تک

بھیجئے اپنے تصور کو تماشے کے لئے
کشتئ دل آگئی ہے چشمِ دریا بار تک

دیکھنا قسمت ہماری حسرتِ دیدار کی
بند کرلیتا ہے آنکھیں روزنِ دیوار تک

کیا عجب گر بیگناہ پر مرے وہ بول اوٹھی
خونِ ناحق کی شہادت دی لبِ سوفار تک

آبلہ پائی نے ایسا سر اوٹھایا اے جنون
نوک کی لینے لگے خارِ سرِ دیوار تک

یون نہ میری خاک کو بہرِ خدا برباد کر
اے صبا لیجا اوڑا کر کوچۂ دلدار تک

داغِ ہجران کا ترے اے ماہ اللہ رے فروغ
شمع کیا گل ہوگیا ہے لالۂ کہسار تک

جاتی ہے باغِ جنان تک تیرے کوچے کی ہوا
ہے گذر بادِ بہاری کا فقط گلزار تک

بڑھ گئی ہے جب ہوائے وحشتِ دل اے جنون
مثلِ گل ٹکڑے ہوا ہے زخمِ دامن دار تک

یہہ تمنا ہے بپا ہون جب خیامِ بعث و نشر
خضرِ قسمت مجھکو لیجائے تری سرکار تک

تو ازل سے ساتھ ہے اے بیکسی تیرے سوا
کون دیگا ساتھ میرا منزلِ دشوار تک

ہے دلِ بلبل مین ایسا سوزِ فرقت شعلہ زن
آگ ہے داغِ جگر سے غنچۂ منقار تک

وصل کی خواہش نہ آخر ضبط اے قیصر ہوئی
قصۂ رازِ دہن پہونچا لبِ اظہار تک

لیگئی منصور کو تقدیرِ نخلِ دار تک
مجکو پہونچائے مقدر قامتِ دلدار تک

وحشتِ دل نے رلایا ہے جو فرقت مین مجھے
اسے تو تر ہوگیا ہے دامنِ کہسار تک

آبلہ پائی نہ دکھلائیگی گر دریا دلی
سوکھ کر ہوجائینگی کانٹا زبانِ خار تک

اے جنون سنتے ہین ہم فرہاد سے بہرِ کفن
چشم پوشی کر گیا تھا دامنِ کہسار تک

کلمۃ الحق سے ملی معراج کیا منصور کو
ثمرۂ وحدت نے پہونچایا تھا نخلِ دار تک

واہ رے اے حسرتِ دیدار تیری شوخیاں
بنگیا چشمِ تمنّا روزنِ دیوار تک

کس بلا کا طول ہے اے گیسوئے مشکیں ترا
بچھگیا ہے دام تیرا ہند سے تاتار تک

جذبۂ شوقِ شہادت خود کرے گا سرخرو
کھنچ کے جائینگی رگِ جان آپکی تلوار تک

شوق سے قربان ہوا اے دل زہے قسمت تری
لیس ہے اب تو کمانِ ابروئے خمدار تک

واہ رے اے حسرتِ دیدار تیرا ولولہ
چشمِ بینا بنگیا ہر داغِ جسمِ زار تک

کر دیا برباد دم میں چرخِ کج رفتار نے
خاکساری لیگئی تھی نقشِ پائے یار تک

سر اوٹھاتی پھر دوبارہ روشنئ شمعِ طور
بے نقاب آتے اگر وہ روزنِ دیوار تک

جائیگا گلگشت کو وہ رشکِ گل تو بلبلیں
فرش پھولونکا بچھائینگی درِ گلزار تک

جلد پہونچا قیصرِ عاصی کو یارب ہند سے
روضۂ پاکِ جنابِ احمدِ مختار تک

گیسو ہیں اون کے سبزۂ رخسار سے الگ
خطِ شکست ہے خطِ گلزار سے الگ

سرگرمِ جلوہ ہیں وہ سیہ کار سے الگ
رحمت کھڑی ہے اپنے گنہگار سے الگ

آنکھیں یوہیں ہیں روزنِ دیوار سے الگ
صحبت ہے جیسے نرگسِ بیمار سے الگ

دل میں خیالِ جسمِ سیہ مستِ یار ہے
یہ مے گدا ہے خانۂ خمّار سے الگ

کیا رنگ لائی حسرتِ دیدار دیکھئے
ہوتی نہیں یہ دیدۂ خونبار سے الگ

سنتے ہیں اوس نے پھونک دیا کوہِ طور کو
شعلہ ہوا جو آتشِ رخسار سے الگ

مہجور دور دور نہیں مجھ سا دوسرا
در سے الگ ہوں روزنِ دیوار سے الگ

گھونگھٹ ہٹا کے ابروئے پرخم دکھائیے
اکدم غلاف کیجئے تلوار سے الگ

روزِ ازل سے تاکہ دوئی کا گمان نہ ہو
سایہ کیا گیا قدِ دلدار سے الگ

کچھ غم نہیں ہے جان کے جانے کا غم یہ ہے
سر کٹ کے ہوگیا تری تلوار سے الگ

جاٹینگے اونکے گھر او ٹھیں دیدین گے ایکدن
ہم جنس دل کو بیچینگے بازار سے الگ

اے چشم دیکھ موئی مژہ کا خیال رکھ
پائے نگاہ بھی نہ پڑین خار سے الگ

یہ خوف پائمالی نے آفت اوٹھائی ہے
رہتا ہے حشر بھی تری رفتار سے الگ

محشر مین اونکو آتش دوزخ جلائیگی
جو جو ہین تیرے سایۂ دیوار سے الگ

اے مردمان چشم بصارت بھی دُور رہو
قسمت کرے جو روزن دیوار سے الگ

فرقت کی رات ہے کہ قیامت کی رات ہے
خواب اجل ہے دیدۂ بیدار سے الگ

یارب جگہ ملے اوسے لوح مراد پر
حرف دعا جو ہو لب اظہار سے الگ

ہے دل مین بوسے یون لب نازک کے لیجیے
رنگ مسی نہو دہن یار سے الگ

تشبیہہ کس سے دون خط رخسار یار کو
اس خط کی شان ہے خط گلزار سے الگ

قیصر ہے کیا روش ترے نظم کلام کی
رہتی ہے فکر بندش بیکار سے الگ

لگائے داغ جگر شیشۂ شراب مین آگ
جلے چراغ سے قندیل آفتاب مین آگ

بدلتی رہتی ہے تاثیر آب وتاب مین آگ
مزاج سرد ہے پیری مین ہے شباب مین آگ

رہیگی داغ جگر سے مرے عذاب مین آگ
جلیگی تا دم محشر اس آفتاب مین آگ

جلا رہی ہے تپ ہجر مجھکو ساون مین
برس رہی ہے فلک سے مرے حساب مین آگ

جگر کباب ہوا پیتے ہی مرا ساقی
بھری ہوئی تھی ترے شیشۂ شراب مین آگ

ہوا نہ سوز درون کم بہائے گئے آنسو
تمام عمر بجھا نا رہا مین آب مین آگ

دل برشتہ مین ہے دہیان آتش رخ کا
کباب آگ مین ہے اور ہے کباب مین آگ

بھڑک رہی ہے تپ ہجر خشک ہین آنسو
بجھیگی خاک مری دل کی قحط آب مین آگ

خدانخواستہ گر تیرے دل جلے پہونچے
پڑے گی قعر جہنم کی بھی عذاب مین آگ

بڑھی شرارت بنت عنب یہ اے ساقی
لگی شراب کی بھٹی سے آفتاب مین آگ

بدن مین بادہ کشون کے جو اوٹھتا ہے لہو
کہان سے آگئی ساقی تری شراب مین آگ

کمندِ زلف کے جانب اوٹھا کے سر اپنا
تمھارے شعلۂ رخ کی پہنچی عذاب مین آگ

جلایا حضرتِ موسیٰ کو لن ترانی نے
یہ کیا خبر تھی کہ ہے مشتعل حجاب مین آگ

خیال لاؤن ترے رخ کا چشمِ گریان مین
لگاؤن چشمۂ خورشید سے حباب مین آگ

ہمارا شعلۂ دل ہجر یار مین قیصر
لپک لپک کے لگاتا رہا شراب مین آگ

رہیگی داغِ جگر سے مرے عذاب مین آگ
جلیگی تا دمِ محشر اِس آفتاب مین آگ

شبِ فراق مین بھڑکے جو آہ کے شعلے
جلے چراغ لگی برجِ ماہتاب مین آگ

نہ تاک کیئے مئے گلنار کو غضب سے حضور
لگا دیئے نہ شرارت سے آفتاب مین آگ

وہ مستِ ناز نہین ہے تو دو تو کیا ہونگے
شراب پھینکدے ساقی لگا کباب مین آگ

جلاؤن آبِ روان مین اوسے کنول کیطرح
جو آہِ گرم کرون پھونکدون حباب مین آگ

نہ رخشِ ناز کو گرمایئے خدا کے لیئے
بھڑک اوٹھے نہ کہین حلقۂ رکاب مین آگ

جلا دیا دلِ بریان کو اشکِ سوزان نے
تری ہی کی راہ سے آنے لگی کباب مین آگ

سُنا ہے حضرتِ موسیٰ جلے بھی غش بھی ہوئے
سوالِ دید پہ ہاتھ آگئی جواب مین آگ

جلا دیئے نہ مرے دل کو آتشِ رخ سے
لگا دیئے نہ اِسی خانۂ خراب مین آگ

ہمارا داغِ جگر روشنی مین کامل ہے
مثالِ طور ہے اس مہرِ لاجواب مین آگ

جلایا داغِ جگر میری سرد آہون نے
نسیمِ صبح سے بھڑکی اِس آفتاب مین آگ

حرارتِ تپِ ہجران سے جسم پھنکتا ہے
لگی ہوئی ہے دلِ خانمان خراب مین آگ

گئی فلک پہ شرابِ دو آتشہ کی لپک
اس آفتاب کی پہونچی اوس آفتاب مین آگ

بہ فیضِ آتشِ مرحوم سب ہے اے قیصر
چمک رہی ہے جو ہر شعرِ لاجواب مین آگ

گلشن مین بے نقاب جو دلبر ہے آجکل
ہر غنچہ اپنے جامے سے باہر ہے آجکل

پھرنے سے اونکے ایک جہان ہمسے پھر گیا
برگشتہ ہر طرف سے مقدر ہے آجکل

پھر بال سا ہے شیشۂ دل مین پڑا ہوا
پھر اسکو یادِ زلفِ معنبر ہے آجکل

کرتے ہین وصف ہم قدِ بالا بلند کے
اپنا دماغ عرش کے اوپر ہے آجکل

جی چاہتا ہے خاک مین ملنے کو بار بار
ہم سے جو طبعِ یار مکدر ہے آجکل

یہہ عطر بیزیان تو نہ آگے صبا مین تھین
شاید کہ بوئے زلف ہوا پر ہے آجکل

آتے ہین شب کو فاتحہ خوانی کو مہ لقا
کیا روشنی مزار کے اوپر ہے آجکل

آئینہ روئے یار مین ہوتا ہے منعکس
حیرانِ کار روحِ سکندر ہے آجکل

سب ذکر بھول جاتا ہے تیرے خیال مین
واعظ کا حال یہ سرِ منبر ہے آجکل

کرتا ہون شش جہت مین تری روز جستجو
خورشید کی طرح مجھے چکر ہے آجکل

تیغِ حسد سے یا شہِ مردان بچائیو
محسودِ خلق آپ کا قیصر ہے آجکل

بلبل چمن مین کہتی تھی یہ ماجرائے گل
ٹکڑے ہوئے ہزار جگہ سے قبائے گل

شاخِ شجر سے خاکِ مذلت پہ آئے گل
وہ ابتدائے گل تھی یہہ ہے انتہائے گل

ناحق ہے عندلیب کے سر مین ہوائے گل
دو روز کی چمن مین فقط ہے بقائے گل

آئے وہ سروِ ناز اگر سیر کے لئے
آئینہ آبجو کا چمن مین دکھائے گل

پامال ہو رہا ہے دلِ عندلیب زار
کیا کر رہی ہے آج قیامت ہوائے گل

دورِ خزان نے باغ کو ماتم سرا کیا
آتی ہے ہر طرف سے صدا ہائے ہائے گل

پھولے نہین سماتی ہے جامے مین عندلیب
ہے ہر طرف جو باغ مین رنگِ قبائے گل

بلبل مین مجھ مین فرق بہار و خزان کا ہے
مین مبتلا ہون آپ کا وہ مبتلائے گل

اوس رشکِ گل نے بعدِ فنا بھی ہزار حیف
تیوری مری لحد پہ چڑھائی بجائے گل

یارب بُرا ہو صرصرِ خانہ خراب کا | دو دن چمن مین چین سے رہنے نہ پائے گُل
کیا کھِل رہا ہے غنچۂ دلِ عندلیب کا | کیا چل رہی ہے باغِ جہان مین ہوائے گُل
دکھلائے رنگ لے پنے جو تیغِ نسیم نے | مثلِ دہانِ زخم جب کہ مسکرائے گُل
حسرت کے خار دل مین چُبھے عندلیب کے | کانٹے جو باغ مین نظر آئے بجائے گُل
لائی صبا جو نکہتِ گیسوئے مشک بار | پھولی نہ پیرہن مین سمائے ہوائے گُل

ہے بادشاہ وقت وہ قیصر بہار مین
بلبل کے سر پہ سایہ فگن ہے ہمائے گُل

کسقدر فرقت مین تڑپاتا ہے دل | پارۂ سیماب بنجاتا ہے دل
اولٹی ہی ہر وقت سمجھاتا ہے دل | کیا غضب کرتا ہے جب آتا ہے دل
جب جگہ خالی تری پاتا ہے دل | چیر کر پہلو نکل آتا ہے دل
ہوگیا ہے عاشقِ رنگِ حنا | دیکھئے اب ہاتھ سے جاتا ہے دل
لوٹتا ہے مثلِ طفلانِ سرشک | اونکے کوچے مین مچل جاتا ہے دل
سوزِ فرقت مین ترے اے شمع رو | موم کی صورت پگھل جاتا ہے دل
جب سے یہ وارفتۂ رفتار ہے | پائمالی کی سزا پاتا ہے دل
اے پریزاد و سلیمان کی قسم | تم پہ آندھی کیطرح آتا ہے دل
کیا سخن سازی کے فن مین طاق ہے | اون کو باتون مین لگا لاتا ہے دل
دیکھکر پائے حنائی کی روش | خون ہوجاتا ہے پچھتاتا ہے دل
اے کمان ابرو ترا تیرِ نظر | تاکتا ہے جب تو چِلّاتا ہے دل
راہ وہ چلتا ہے جس مین سر کٹے | کوچۂ جلاد مین جاتا ہے دل
تنگ ہون مین بھی اب اسکے ہاتھ سے | خود بہلتا ہے نہ بہلاتا ہے دل
کہہ رہا ہے کوئی قاتل کو چلو | راستہ کیا خوب بتلاتا ہے دل

ہو نہ جائے بڑھ کے مارِ آستین
آپ کی چوٹی پہ لہراتا ہے دل

دخل کعبہ مین بتون کا ہے ضرور
وان بھی کچھ انکی خبر پاتا ہے دل

اے مسیحا بے خبر دونو کی اب
دم خفا ہے اور گھبراتا ہے دل

واہ رے اے آتشِ داغِ جگر
جسم پھنکتا ہے جلا جاتا ہے دل

چلتے چلتے جب وہ کرتے ہین کلام
اونکی باتون پہ پھسل جاتا ہے دل

مومنو کا قلب اے کافر نہ توڑ
عرش ان لوگون کا کہلاتا ہے دل

بسملِ تیغِ نگہ جو ہین ترے
زندگی بھر اون کو تڑپاتا ہے دل

تشنہ او تر جاتا ہے قیصر ہجر مین
لشکرِ غم جب چڑھا لاتا ہے دل

فرقت مین تیری اے صنم دن رات رہتا ہے الم گریان ہون مین ہے چشم نم للہ کر مجھپر کرم
کبتک اوٹھاؤن بارِ غم کبتک سہون دردِ الم بیحد ہوئے جور و ستم دیکھ آگیا آنکھون مین دم

چشمون مین ہے طوفان یم ہے جوش گریہ کا الم اب ڈوبتے ہین دم مین ہم آجلد اے بحرِ کرم
مثلِ حباب بحرِ غم ہے روح تن مین کوئی دم ہے تو تو دریائے ہمم ہو جوشِ اُلفت سے بہم

بھولے ہین کوکو کی صدا ہین قمریان دلسے فدا ہوتی ہین کیا نغمہ سرا کہتی ہین ہر دم مرحبا
لکھتا ہون وصفِ قد ترا اے سروِ باغِ دلکشا رتبہ ہے بالا تر ترا ہے شاخِ طوبیٰ کا قلم

ڈھونڈھا بھی ہم نے چارسو عنقا بھی آیا روبرو سونگھی بھی برگِ گُل کی بو دوڑے بھی اکثر کوبکو
شک ہی رہا پر مو بمو ہم جانتے ہین تندخو تیری کمر کی جستجو لیجائے گی سوئے عدم

دل سے فدائے ناز ہون مین کشتہ انداز ہون مین عاشقِ جانباز ہون کلفت سے مین دمساز ہون
بے پر ہون بے پرواز ہون دیوانون مین ممتاز ہون مین قیس کا ہمراز ہون اے دلبرِ لیلیٰ شیم

زندان مین لیجانے لگا دم غم سے گھبرانے لگا سنبل مین اولجھانے لگا اندھیر دکھلانے لگا
دل پیچ مین آنے لگا زنجیر پہنانے لگا سر پر بلا لانے لگا اوس کاکلِ پیچان کا خم

دوری میں تیری زار ہون باغِ جہان مین خار ہون مدت ہوئی بیمار ہون بے مونس و غمخوار ہون

آنکھون سے دریا بار ہون مجبور ہون لاچار ہون اب زیست سے بیزار ہون سینہ مین گھبراتا ہے دم

تو شعبدہ پرداز ہے فتنہ ترا اعجاز ہے دلکش تری آواز ہے تیری نظر شہباز ہے

دشمن ترا انداز ہے غیرون سے تجھکو ساز ہے قتال تیرا ناز ہے اے بانئ جور و ستم

ہر لالۂ کہسار مین ہر سُنبلِ گلزار مین ہر خانۂ عطار مین ہر طُرّۂ طرّار مین

ہر گیسوئے خمدار مین ہر زُلفِ عنبر بار مین ہر نافۂ تاتار مین ہے نکہتِ زُلفِ صنم

تو یارِ خوش اسلوب ہے تجھ سا کہان محبوب ہے ہر دل کو تو مرغوب ہے تجھسے قمر محجوب ہے

ہر اِک کا تو مطلوب ہے گر گُل کہون معیوب ہے ہر رنگ مین تو خوب ہے اے غیرتِ باغِ ارم

ہر دم یہی تدبیر ہے ہر لفظ کی تسخیر ہے ہر حرف گویا تیر ہے حیران چرخِ پیر ہے

مضمون کی دار و گیر ہے ہر سطر بھی زنجیر ہے دامِ بلا تحریر ہے شیر نیستان ہے قلم

سر خیلِ پیغمبر ہے تو اور ساقئ کوثر ہے تو کونین کا رہبر ہے تو مختارِ بحر و بر ہے تو

سردار ہے سرور ہے تو طاہر ہے تو اطہر ہے تو ادنٰے مین سب برتر ہے تو اے محتشم اے محترم

شوقِ صفائے یار مین شوقِ لقائے یار مین شوق جفائے یار مین شوقِ وفائے یار مین

شوقِ ادائے یار مین شوقِ قبائے یار مین شوقِ ہوائے یار مین کیسے ہوئے برباد ہم

مدت سے ہے دردِ جگر مدت سے ہے شوقِ سفر اب روضۂ خیر البشر آجائیگا تجھکو نظر

کچھ دل مین اندیشہ نہ کر تقدیر آئی راہ پر اے قیصرِ خستہ جگر اگلی برس چلتے ہین ہم

صبا نہ جائینگے اس سال لالہ زار مین ہم
کہ اپنے داغون سے گلشن ہوئے بہار مین ہم

ازل کے دن سے جو سُنتے تھے دستِ موسٰی مین
وہ نور دیکھتے ہین نقشِ پائے یار مین ہم

فلک پہ دیدۂ انجم چمن مین نرگس ہین
سما گئے ہین ہر اِک چشمِ انتظار مین ہم

صبا کی طرح پتنگون کی شکل بُو کی روش
ہر ایک رنگ سے جاتے ہین بزمِ یار مین ہم

خیال ہمکو جو آیا سیاہ کاری کا
سفید ہو گئے مثلِ کفن مزار مین ہم

عدو کو فیض ہے جس سے وہ ابرِ رحمت ہین
برستے پھرتے ہین صحرائے خار خار ہین ہم

یقین ہے تا قدِ آدم نہ ضعف سے اوٹھتا
کسی طریق سے ملتے اگر غبار مین ہم

ہوا ہے شوق جو صید افگنی کا قاتل کو
تو روح بنکے گئے ہین تنِ شکار مین ہم

جلا جلا کے جسے لوگ خاک کرتے ہین
وہ نخلِ خشک ہین اس باغِ روزگار مین ہم

جو یاد مانگ کی آئی تصورِ رخ مین
حلب کی راہ سے سیدھے گئے تتار مین ہم

جفا کی خو ہے اونھین ہم وفا پہ مرتے ہین
نہ اختیار مین وہ ہین نہ اختیار مین ہم

بلا کا طول کھنچا قصۂ گرفتاری
اسیر ہوگئے زلفِ درازِ یار مین ہم

چڑھا ہے نشۂ یکتائے ذاتِ ختمِ رسل
پیئے ہین بادۂ وحدت نہین خمار مین ہم

فنا کے بعد عزیز و قریب دور ہوئے
ہزار حیف کہ تنہا رہے مزار مین ہم

ہماری خاک بھی مرنے پہ رائگان نہوئی
ملے غبارِ رہِ طفلِ نیسوار مین ہم

برا ہو شورِ قیامت جگا دیا تو نے
پڑے تھے چین سے کیا گوشۂ مزار مین ہم

ہوا شباب مین برباد گلشنِ ہستی
برنگِ بوئے چمن اوڑ گئے بہار مین ہم

کھلے ہین زخمِ جگر خون سے کفن تر ہے
عجیب رنگ سے قیصر چلے مزار مین ہم

بڑے عذاب سے ہین گور کے کنار مین ہم
پلے تھے ناز سے آغوشِ روزگار مین ہم

مثالِ سروِ چراغان جلا گئے ہمدم
نہال ہوگئے کیا باغِ روزگار مین ہم

وہ مے پرست ہین بعدِ فنا بھی تاک رہی
سرور ہوگئے چشمِ بادہ خوار مین ہم

یہ ہم سے مردمِ دیدہ ہمارے کہتے ہین
سپید ہوگئے ہین کس کے انتظار مین ہم

بشکلِ گردشِ پرکار دورِ ہستی مین
ہر ایک سمت پھرے ہین تلاشِ یار مین ہم

جگہ دین آنکھون مین کیونکر نہ آہوئے مضمون
بہت خراب رہے ہین ترے شکار مین ہم

برنگِ بادِ سحر ہین کبھی چمن آرا
کبھی ہین گل کی طرح سے ہجومِ خار مین ہم

غضب کی تیزی تیغِ نگاہ دیکھی ہے
نثار ہو گئے قاتل پہ ایک وار مین ہم

بسے جو بو کی طرح تم گلون کے پردہ مین
صدائے نالہ ہوئے بلبلِ ہزار مین ہم

وہ کہہ رہے ہین کہ رنگِ دوئی نہین ہم مین
چمن مین ہم ہین گلو مین ہین ہم بہار مین ہم

عدم کو جاتی ہے اک دم مین روح کی کشتی
وہ گھاٹ دیکھتے ہین تیغِ آبدار مین ہم

پسِ فنا بھی نہ جائینگے باغِ جنت کو
رہینگے سایۂ دیوارِ قصرِ یار مین ہم

نشانِ قبر بھی معدوم ہو گیا اپنا
ہوئے جو خاک تلاشِ میانِ یار مین ہم

وہ حیرتی ہین کہ محوِ جمالِ جانان ہین
وہ آئینہ ہین کہ رہتے ہین دستِ یار مین ہم

تحملِ رنج نہین تیرِ فکر گر نہ گیا
کمندِ آہ سے جائینگے قصرِ یار مین ہم

گنہ کا بار تھا الیاس پسِ فنا پہ بھی
وفورِ شرم سے گڑ گڑ گئے مزار مین ہم

جس دن سے پھر گئی ہے ذرا رخ ادھر نہین
تقدیر ہے مری تری ترچھی نظر نہین

اے شاخِ نخلِ باغ تواضع ترے نثار
کیون بار بار تو نہ جھکی بے ثمر نہین

چل پھر کے اسکو دیکھ تو اک دن بتِ حسین
آنکھین بچھی ہوئی ہین تری رہ گذر نہین

اللہ رے عروجِ شہنشاہِ انبیا
پہونچے وہان جہان کہ مقامِ بشر نہین

پھر پھر کے ایک شب وہ مری گھر بھی آئینگے
گردش مین آسمان نہین یا قمر نہین

کیا چاندنی کی سیر کرون جا کے باغ مین
ساغر نہین شراب نہین وہ قمر نہین

کیا گھاٹ آبدار ہے قاتل کے تیغ کا
بے سر دئے کسی کا یہان سے گذر نہین

مہدی کا نخلِ دل پہ نہ قاتل گمان کر
اسکو نہ کر قلم یہ حنا کا شجر نہین

دلمین خیالِ قامتِ موزون جما رہے
کیا لطف خانہ باغ صنوبر اگر نہین

داغِ جگر سے عرصۂ محشر بنا ہے دل
کس دن یہ آفتاب یہان جلوہ گر نہین

دل ہے کہان جگر ہے کہان ہوش ہے کہان
مدت گذر گئی کہ کسیکی خبر نہین

خاموشی از ثنائے تو حدِّ ثنائے تست | وصفِ دہانِ تنگ ترا مختصر نہین
ہم ڈھونڈھ لینگے کوچۂ گیسو مین اپنا دل | ملجائیگا پتہ یہ تمھاری کمر نہین
کرینگے دردِ سر کا ہم اپنے علاج بھی | دیوار آپکی نہین یا سنگِ در نہین

قیصر مدد کو آئینگے محبوبِ کبریا
مرقد کا ہمکو خوف قیامت کا ڈر نہین

نظر اون کی مژگان پہ ڈالے ہوئے ہین | یہ تیر سے مرے دیکھے بھالے ہوئے ہین
حیا سے دوپٹہ سنبھالے ہوئے ہین | مگر کچھ نہ کچھ وہ نکالے ہوئے ہین
نہ کیون رشتہ برپا رہے بلبلِ دل | وہ ڈورے نگاہون کے ڈالے ہوئے ہین
اونھین کی ہے حلقہ بگوشی کی خواہش | وہ کانون مین بالے جو ڈالے ہوئے ہین
جو سرسبز ہین نخلِ باغِ وفا کے | محبت کی شاخین نکالے ہوئے ہین
اشارون سے آنکھون کے دم دیکے مجھکو | نگاہون سے دل لینے والے ہوئے ہین
اونھین کی ہے رفتار سے حشر برپا | جو سرخوش قدون مین نکالے ہوئے ہین
نگہبان تو ہے حضرتِ دل کا یارب | یہ فوجِ مژہ کے حوالے ہوئے ہین
تعجب ہے ملتین نہین اون کی آنکھین | یہ آہوئے شہری تو پالے ہوئے ہین
جمے ہین جو میخانے مین پائے رندان | یہ دستِ سبو ہی سنبھالے ہوئے ہین
کسو جلد موباف مین گیسوؤن کو | یہ کالے سرون کو نکالے ہوئے ہین
نیا حشر رہتا ہے اون کے مکان تک | قیامت کے پُرشور تالے ہوئے ہین
کسی روز تڑپائیگا دردِ فرقت | ابھی تک تو دل ہم سنبھالے ہوئے ہین
نہ میخانے سے شیخ کورے پھرینگے | اِن ایسے بہت وان کھنگالے ہوئے ہین
خوشی سے اوچھلتا ہے ہاتھون کلیجہ | گلے مین جو باہین وہ ڈالے ہوئے ہین
بنی ظرفِ مے دم مین رندون کی مٹی | کہ کاسے سرونکے پیالے ہوئے ہین

کنشت و حرم مین اونھین کا ہے جلوہ | وہ دونو گھرون کے اوجالے ہوئے ہین
بنے شیخ و زاہد بھی اوس بُت کے بندے | کہان رام اللہ والے ہوئے ہین

تصور ہے خون ریز مژگان کا قیصر
ستمگر یہ تُرکی رسالے ہوئے ہین

غم ہجر کو وہ بھی ٹالے ہوئے ہین | ادھر ہم بھی دل کو سنبھالے ہوئے ہین
وہ سینہ سے کچھ کچھ لگائے ہوئے ہین | مرادون کے دن آنے والے ہوئے ہین
نہین طوقِ منّت کے جلوے گلے مین | کئی چاند اوس مہ کے ہالے ہوئے ہین
چلین تیر مژگان کے ترکِ ستمگر | سنبہل کر دل ہم بھی سنبھالے ہوئے ہین
بڑی مشق ہے جھوٹی قسمون کی اون کو | کئی بار وعدون کو ٹالے ہوئے ہین
بتون کے ہے جلوے مین شانِ الٰہی | برہمن بھی اللہ والے ہوئے ہین
نہ رندون سے ٹوٹین کہین مے کے شیشے | کئی بوتلین آج ڈھالے ہوئے ہین
ترے کوچہ زُلفِ پُر خم کے رستے | سراسر ہمارے لگائے ہوئے ہین
ہمین نے کیا ہے انھین صاف پہلے | خم مے ہمارے کھنگالے ہوئے ہین
نہین مہر و مہ مصحفِ رُخ سے تیرے | یہ دو نون ورق دیکھے بھالے ہوئے ہین
یہ کہکر اوٹھاتے ہین وہ اپنے گھر سے | بڑے آپ یان رہنے والے ہوئے ہین

گناہون کی قیصر ندامت ہے ہمکو
گریبان مین سر اپنا ڈالے ہوئے ہین

اثر رکھتا اگر کچھ بھی وہ اپنے جذبِ کامل مین | تو پاتا محمل لیلیٰ کو مجنون پردۂ دل مین
نگھ نے کی جگہ اِک مصحفِ رخسار کے تل مین | عجب نکتہ نظر آیا مجھے قرآن کی منزل مین
وہ سنتے کیا عجب کمبخت افسانہ ہمارا ہے | زبان پر آگیا تھوڑا سا باقی رہگیا دل مین
جگہ سونے کی دے اے قیس یان مر مرکے پہونچا ہون | تھکا ماندا ہون کچھ تو نیند آئے تیری منزل مین

نظر جا کر وہان زنجیر کی پابند ہوتی ہے ہے کالا ہیل خانہ کوچۂ گیسوئے قاتل مین
وہ بحر حُسن کہتا ہے کنار اکش ہو وصلت سے کوئی دریا کبھی سوتا نہین آغوش ساحل مین
نگاہِ شوخ اونکی جب نکل آتی ہے پردے سے حیا اوسکو چھپا لیتی ہے اپنے آنکھ کے تل مین
یہہ کھل کر حشر کے دن اور ہی کچھ رنگ لائیگی رہی گر ٹوٹ کر دلکی کلی دامانِ قاتل مین
پئے فریاد محشر مین نہ خالی ہاتھ جائینگے رگِ جان کا لہو بھر لینگے اپنے شیشۂ دل مین
ہرار دون داغ تن پر آتشِ اُلفت سے روشن ہین چلا ہون صورت سروِ چراغان اونکی محفل مین
ہماری حسرتین بیکار گر نکلین تو کیا نکلین جو مرتی تھین نکلنے کو وہی سب رہگئین دل مین
جو ہے منظور ہو یہ مشعلِ خورشید لے گردون ہمارا داغِ دل رکھ لے چراغِ ماہِ کامل مین
گلے پر مردمِ دیدہ کے کیون خنجر نہ پھر جائے پڑا ہے سایۂ ابروئے قاتل آنکھ کے تل مین
مرے آنکھون کے پردے دیکھئے کیا کام آئے ہین چلے آتے ہین وہ ان کھڑکیون سے خانۂ دل مین
جو عاقل غور سے دیکھے عجب دیوانہ مجنون تھا انا لیلیٰ بتا تھا جب تو کیا رکھا تھا محمل مین
حیا کا رنگ کہتے ہین اسے اللہ رے پردا سمٹ کر بو تری آتی ہے الگل غنچۂ دل مین

مری مٹی نہ ہوتی پھر کبھی برباد اے قیصر
جگہ ملتی جو مرقد کی زمینِ کوئے قاتل مین

دبا کر غیر کا پہلو نہ بیٹھو اپنی محفل مین کہا مانو مری جان درد اوٹھتا ہے مرے دل مین
اوڑا کرتی ہے کیا خوشبو شرابِ ارغوانی کی صبا بھی مست ہو جاتی ہے آکر تیری محفل مین
ذرا سی ٹھیس مین یہ سو جگہ سے ٹوٹ جاتا ہے کہان سے آگئی اونکی نزاکت شیشۂ دل مین
الٰہی آرزو بوسون کی دل سے کیسے نکلے گی ہے قصۂ طول حسرت کا جگہ ہے مختصر تل مین
جو تڑپانا اسے منظور ہوتا حشر اے قاتل تو ٹپکا آبِ شمشیرِ تغافل حلقِ بسمل مین
نہ دیتا تھا زبردستی وہ آکر لیگئے مجھسے جو ہتھے چڑھ گیا تو چٹکیان لینے لگے دل مین
اوسے بتلا دیا ہے ذبح کرنا طائرِ دل کا چھری پہلے سے دے رکھی ہے مین نے دستِ قاتل مین

خدا کی یاد کے پردے مین اک بت کی پرستش ہے
چھپا رکھا ہے بتخانہ بھی مین نے کعبۂ دل مین

مین اے جلاد وہ دیوانۂ زلفِ مسلسل ہون
جو ٹوٹے ہتکڑی تو پاؤن پھیلاؤن سلاسل مین

چلے آؤ مری آنکھین زیارت کو ترستی ہین
بتو چارو طرف پردے پڑے ہین کعبۂ دل مین

عجب کیا ہے جلے پھر طور پھر موسیٰ کو غش آئے
دبا رکھی ہے ایسی آگ مین نے خانۂ دل مین

چلی جسدم کھلا غنچہ ہر اک باغِ شہادت کا
نسیمِ صبحگاہی کا اثر ہے تیغِ قاتل مین

تعجب ہے لبِ دریا بھی یہ لب تر نہین رکھتا
پڑے رہتے ہین کیون کانٹے زبانِ خشکِ ساحل مین

تعلی دیکھ اے گردون ذرا خونِ شہیدان کی
شفق پھولی ہوئی ہے کیا زمینِ کوئے قاتل مین

بڑے خاطر شکن ہین جب اشارون سے بلاتا ہون
تو کہتے ہین نہ آئینگے ترے ٹوٹے ہوئے دل مین

کرون شکرِ خدا ہر دم فشارِ قبر سے چھوٹون
جنا جاؤن جو مین اے زندگی دیوارِ قاتل مین

نہین کچھ فرق قیصر اک گلستان کے یہ سب گل ہین
علیم و افضل و فیض اللہ یحییٰ ئے کامل مین

نقوشِ بوریا ہین نقشِ باطل ہین
ہم اپنی خاکساری سے مٹا دینے کے قابل ہین

ادھر ہے ضعف مانع وہ بھی وان مہدی کے شاغل ہین
نہ ہم جانے کے لائق ہین نہ وہ آنیکے قابل ہین

مرقعے سے جہان کے دم مین مٹکر بے نشان ہونگے
یہی حق ہے کہ پتلے خاک کے نقشِ باطل ہین

تعلق ہے اونھین کو اے جنون زلفِ مسلسل سے
وہی اس سلسلے مین ہین جو پابندِ سلاسل ہین

طریقے مجکو کیا آکر بتائینگے محبت کے
جنابِ خضر خود اس راہ مین گم کردہ منزل ہین

حسینون سے ملے رہتے ہین سمجھاتے ہین مجکو بھی
بڑے حضرت بڑے مرشد ہمارے حضرتِ دل ہین

حنا کا اپنے قاتل کسکو کسکو خون بہا دیگا
لہو ہو کر ہزارون بہہ گئے ہین ایک دو دل ہین

وہان اک چاند بھی اے چرخ تیرے پاس ناقص ہے
یہان سب اون کے افشان کے ستارے ماہِ کامل ہین

بسر ہوتی ہے اپنی ماہیٔ بے آب کی صورت
لبِ دریا کنارہ کش ہے جس سے ہم وہ ساحل ہین

کہین یہ منزلین طے ہونیوالی ہین رقیبون سے
دکھاتے ہو اونھین کیون مصحفِ رخ سب یہ جاہل ہین

عبث غرّہ ہے تجھکو رفعتِ مہرِ درخشان پر ۔۔۔ درِ جانان کے ذرّے ایفلک خورشید منزل ہین
کبھی تا منزلِ مقصود سالک بھی نہین پہونچے ۔۔۔ حقیقت مین خدا دانی کی راہین سخت مشکل ہین
تمھاری مانگ مثلِ کہکشان روشن ہے ظلمت مین ۔۔۔ شبِ گیسو کے دو حصے نہین ہین حدِّ فاصل ہین
فروغ اپنا نظر کو حاسدونکی خیرہ کرتا ہے ۔۔۔ نگاہون مین ہم اونکے اس سے ناقص ہین کہ کامل ہین
تری محفل مین اے مہرو نہین ہے کچھ فروغ اونکو ۔۔۔ رقیبِ روسیہ بھی ہین پہ دُودِ شمعِ محفل ہین
ہراک کے جسم مین آدھی ہے جان بھی کم نگاہی سے ۔۔۔ تمھارے زخمئی تیغِ نگہ سب نیم بسمل ہین
نگاہِ قیس مین جز جلوۂ جانان نہین کوئی ۔۔۔ تصور ہے انا لیلیٰ کا آنکھین عینِ محمل ہین
گرفتارانِ گیسو جب سرِ محشر طلب ہونگے ۔۔۔ کھینگے غل مچاکر ہم بھی پابندِ سلاسل ہین
نگاہون کو جماکر دیکھئے تو صاف کھل جائے ۔۔۔ نہین ہین خالِ روئے یار آنکھونکی مردمک ہین
ہوئے ہین محوِ حیرت بھول کر دعوائے یکتائی ۔۔۔ وہ ہرا ہے سامنے آئینہ وہ جبین پہ مائل ہین

جناب اشک قیصر پر نہ کیون چشمِ کرم رکھین
شریفونکو جگہہ دیتے ہین آنکھون مین جو عاقل ہین

لہو روئین نہ کیونکر طالبِ دیدار کی آنکھین ۔۔۔ مقدر کی طرح سے پھر گئین ہین یار کی آنکھین
رہینگی وا یونہین کنجِ لحد مین بعدِ مردن بھی ۔۔۔ چلی ہین لیکے حسرت جلوۂ دیدار کی آنکھین
مسیحائی کا دعویٰ ہو تو اچھا کیجئے آکر ۔۔۔ سُنا ہے پھر گئین ہین آپکے بیمار کی آنکھین
نہین بچنے کا شہبازِ نظر سے مرغِ دل اپنا ۔۔۔ شکاری ہو گئی ہین اوس بُتِ عیار کی آنکھین
جو دیکھین چشمِ بد سے باغ مین اوس غیرتِ گل کو ۔۔۔ الٰہی پھوٹ جائین نرگسِ بیمار کی آنکھین
ترے کوچہ مین جانا چھپ کے بھی اے بُت نہین ممکن ۔۔۔ کھلی رہتی ہین ہر دم روزنِ دیوار کی آنکھین
نہ دیکھو حضرتِ دل دیکھو دیوانے نہ ہو جاؤ ۔۔۔ بلا ہین سحر ہین جادو ہین اوس عیار کی آنکھین
نظر کے سامنے ہر دم بلائے ناگہانی ہے ۔۔۔ ہوئین مشتاق کس کے طرّۂ طرّار کی آنکھین
چبھینگے دل مین پھر خارِ الم کہتے ہین اے قیصر ۔۔۔ نہ ڈالا کیجئے ہر ایک پر یون پیار کی آنکھین

روئے روشن سے ہٹے گیسوئے دلبر کس دن
سُنبلہ سے نکل آیا شہِ خاور کس دن

آپ سے آتے ہین اے دل وہ مرے گھر کس دن
دیکھیے راہ پہ آتا ہے مقدر کس دن

کب نہ آئی ترے گیسو کی ہوا گلشن مین
بوئے گل ہو گئی جامے سے نہ باہر کس دن

ناز کی چال نہ کس روز وہ گلشن مین چلے
آفت آئی نہین بالائے صنوبر کس دن

خانۂ دل مین صدا رنج و الم رہتے ہین
خالی مہمانون سے رہتا ہے مرا گھر کس دن

پُرزے اوڑتے ہین خطِ شوق کے اوس کوچے مین
توڑے جاتے نہین بازوئے کبوتر کس دن

مُجھپہ ہے پیرِ مغان تہمتِ مستی ناحق
ہونٹھ پہونچے ہین مرے تا لبِ ساغر کس دن

صاف کب ہوتا ہے دیکھین صنمِ بے پروا
جلیِ آئینہ ہوتا ہے یہ بہتر کس دن

قید مین بھی نہ چھٹا سلسلۂ خاموشی
غل ہوا خانۂ زنجیر سے باہر کس دن

عمر بھر خاک مین ہمکو تو ملاتے ہی رہے
صاف یہ ہے کہ نہ تھے آپ مکدر کس دن

حسرتِ دید مین اکثر یہ تڑپ کر نکلے
حضرتِ دل رہے پہلو مین برابر کس دن

آپ فرمائیے کب تھے نہ بتون کے بندے
کشورِ دل پہ حکومت رہی قیصرؔ کس دن

عاشقِ سلسلۂ گیسوئے پیچان ہون مین
میری قسمت مین لکھا تھا کہ پریشان ہون مین

اے جنون دستِ درازی کا تری خوف نہین
نہ تو دامن ہون کسیکا نہ گریبان ہون مین

وعدۂ روزِ ازل نبھ نہ سکا غفلت سے
شرمِ عصیان سے نہ کیون سر بہ گریبان ہون مین

گُل ہوا چاہتا ہے غم سے چراغِ ہستی
دم کا مہمان ترا اے شبِ ہجران ہون مین

مجھکو برباد کرے خوب ہوائے گیسو
خانہ برباد ہون مین بے سر و سامان ہون مین

آئینہ صاف نہین ماہ مین یہ نور نہین
کس سے تشبیہ دون رُخ کو ترے حیران ہون مین

دھیان آتا ہے اگر تیرگیٔ مرقد کا
داغِ دل کہتا ہے چل شمعِ فروزان ہون مین

حشر ہے گورِ غریبان مین مرے نالون سے
جرسِ قافلۂ شہرِ خموشان ہون مین

دل ہی ابروئے قاتل سے مرا کہتا ہے
تو جو ہے خنجرِ بُرّان تو رگِ جان ہوں مین

گوشۂ چشم مین غیرون کی جگہ ہو قاتل
بیٹھتا یون ہدفِ ناوکِ مژگان ہوں مین

ہم صفیرانِ چمن باغ مین ہین نغمہ سرا
کیا غضب ہے پسِ دیوارِ گلستان ہوں مین

رات دن تجھسے ہے یارب یہ دعائے قیصر
ذرّۂ خاکِ درِ شاہِ رسولان ہوں مین

وقفہ نہین ہے دم کا بقائے حباب مین
کیا بے ثباتیان ہین جہانِ خراب مین

پرتو فگن نہین رُخِ پُر نور آب مین
تحویلِ آفتاب ہے بُرجِ حباب مین

روزِ ازل سے گوہرِ مقصود کے لئے
ہم خاک چھانتے ہین جہانِ خراب مین

اصرار مجکو وصل سے انکار ہے اونھین
کیا لطف ہو رہے ہین سوال و جواب مین

مسجد سے سوئے دیر بتان لیگیا مجھے
بیٹھے بٹھائے شوق نے ڈالا عذاب مین

غیرون کے ساتھ کرتے ہین وہ چاندنی کی سیر
اندھیر ہو رہا ہے شبِ ماہتاب مین

برسون ہوا کے ساتھ اوڑا ہے مرا غبار
پائی ہے جب جگہ تری چشمِ رکاب مین

ساقی ہے سبزہ زار ہے لُطفِ بہار ہے
ہے دورِ آفتاب شبِ ماہتاب مین

آئے نہ فاتحہ کو مری قبر پہ کبھی
رکھے قدم نہ آپ نے راہِ ثواب مین

ہے ضبطِ گریہ یاد مین اک بحرِ حُسن کی
دریا کو ہم نے بند کیا ہے حباب مین

جیسی شمیم ہے عرقِ روئے یار کی
یہ عطر بیزیان تو نہین ہین گلاب مین

جنت سے کوئے یار مین آئی گھڑی گھڑی
بعدِ فنا بھی روح رہی اضطراب مین

پیرِ مغان سے دیکھئے مستی مین کیا بنے
بنت العنب کی تاک ہے عہدِ شباب مین

قیصر پڑا ہے درِ دولت پہ آپ کے
ارشاد ہے حضور کا کیا اسکے باب مین

پروانون کا یہ اُترا ہے لشکر چراغ مین
باقی نہین جگہ کہین تل بھر چراغ مین

اے داغ دل فروغ ہو کیونکر چراغ مین
کچھ تجھسے روشنی نہین بڑھکر چراغ مین

اندھیر کس سے گورِ غریبان کا پوچھیے
عالم ہے خاموشی کا یہان ہر چراغ مین

سایہ نہ اوس پری کا مرے سر سے جائیگا
عامل کسے دکھاتے ہین لشکر چراغ مین

زاہد نے مے کشون کے جلانے کیواسطے
جلوائی رات بھرکے مئے احمر چراغ مین

دلسوز مری قبر پہ کرتے ہین روشنی
صرصر لگائے جاتی ہے ٹھوکر چراغ مین

یون قتلگہ مین کرتا ہے سفاک روشنی
بھرتا ہے خونِ کشتۂ خنجر چراغ مین

شمعِ جمالِ یار کا جلوہ کہان نہین
تارون مین ماہتاب مین گُل پر چراغ مین

غش ہوگئے ہین حضرتِ موسیٰ بھی دیکھکر
کیا ضو ہے تیرے بام کی اوپر چراغ مین

پروانون کو جو سوزِ مُحبت یوہین رہا
سب جلتے رہینگے تا دمِ محشر چراغ مین

آئینگے بزمِ یار مین جلنے کے واسطے
پروانے سینکے طور کے پتھر چراغ مین

بجلی جو کوندتی ہے بناگوشِ یار کی
تھرا رہی ہے خوف سے لو ہر چراغ مین

اوس گُل کی بزم غیرتِ باغِ خلیل ہے
لالے کے گُل کھلے ہین برابر چراغ مین

پروانون کا ہجوم نہ بلبل کا شور ہے
کیا بیکسی ہے قبر کے اوپر چراغ مین

وہ تیرہ بخت ہون نہ مرے گھر ہو روشنی
آئے جو نورِ ماہِ منور چراغ مین

مارِ سیاہِ زُلف کا کیا اسکو ڈر نہین
شعلہ اوٹھا رہا ہے جو یون سر چراغ مین

شاید کہ لو اسے بھی اوسی شعلہ رو کی ہے
جو نور اس طرح کا ہے قیصر چراغ مین

سرِ بستر تڑپتا ہون فراقِ وصل جانان مین
کسی کروٹ کسی پہلو نہین آرام ہجران مین

یہین مدفن بنیگا خاک ہونگے کوئے جانان مین
نجائینگے نجائینگے کبھی ہم باغِ رضوان مین

یقین ہے بعدِ مردن بھی ہوائے کوئے جانان مین
نسیم صبح ہوکر روح جائیگی گلستان مین

خدا کیواسطے ساقی مئے گلنار جلدی دے
بہار آئی ہے سبزہ لہلہاتا ہے گلستان مین

نہ دیکھو حضرتِ دل چین گیسو کے تسلسل کو
بلا کے پیچ پڑتے ہین بہارِ سنبلستان مین

تعجب ہے گری بجلی نہ اسیرِ آہِ بلبل کی
نہ بھڑکی آتشِ گل بھی کبھی گلچین کے دامان مین

تصور آگیا ہے جب لبِ گلرنگِ جانان کا
ہماری آہ نے بجلی گرائی ہے بدخشان مین

الٰہی دامنِ سفاکؔ تک اسکی رسائی ہو
مری مٹی نہ یون برباد کر گنجِ شہیدان مین

بُرا ہو ضعف کا جب درمیان آیا چاک کا اسکے
تصور بھی اولجھکر رہ گیا تارِ گریبان مین

خلیلِ کعبۂ دل کا الٰہی تو نگہبان ہے
غضب کی آگ بھر دی ہے بتون نے جسمِ سوزان مین

اوٹھینگے حشر مین جب کشتۂ رفتار اے قاتل
خیالِ جلوۂ قامت پھرے گا چشمِ حیران مین

پڑے سوتے ہین سب احوالِ سوزِ دل نہین کہتے
چراغِ زندگی خاموش ہے گورِ غریبان مین

سراپا چشمِ حیرت کر دیا ہے تیری آمد نے
ہر اک گل ہو گیا ہے نرگسِ شہلا گلستان مین

تصور جب کہ مضمونِ لبِ جان بخش کا آیا
ہماری فکر نے غوطے لگائے آبِ حیوان مین

تری فرقت مین شبنم کی طرح اے غیرتِ گلشن
رولاتی ہے صدائے خندۂ گل باغِ امکان مین

نہ پڑتے تشنگی سے پھر زبانِ خار مین کانٹے
جو کرتے کارِ ساقی آبلے اپنے بیابان مین

خیالِ قامتِ قاتل جب آیا سرو قد اوٹھے
ہماری زندگی تو کٹ گئی تعظیمِ مہمان مین

نگاہِ شوق کی کثرت نے ایسے گل کھلائے ہین
حنا کا رنگ بھی پس پس گیا ہے دستِ جانان مین

عبث دیر و حرم کی فکر مین برباد ہوتے ہو
چلو قیصرؔ رہو تم خاک بنکر کوے جانان مین

ترے فراق مین اے مہ نڈھال ہم بھی ہین
خمیدہ ضعف سے شکلِ ہلال ہم بھی ہین

صدا یہ آتی ہے ہر برگِ نخلِ طوبیٰ سے
کسیکے سایۂ قد مین نہال ہم بھی ہین

صبا نہ پوچھ رہِ عشق کی خرابی کو
اسی طریق کے گردِ ملال ہم بھی ہین

سُنائین کیا اوسے ہم قصّۂ پریشانی
کسیکی زُلف کہ آشفتہ حال ہم بھی ہین

کہان چلا ہے دلِ زار آج پہلو سے
ٹھہر کہ مستعدِ انتقال ہم بھی ہین

تکین نہ کیون تجھے اے ماہ آئینہ کیطرح
جو تو جمیل ہے محوِ جمال ہم بھی ہین

جوارِ روضۂ ختمِ رسل مین قبر بنے
اِسی امید مین اے ذوالجلال ہم بھی ہین

وہ اپنے حُسن پہ نازان ہم عشق مین کامل
جو بے نظیر ہین وہ بے مثال ہم بھی ہین

بنے ہین صنعتِ پرودگارِ عالم سے
غرض نتیجۂ کارِ محال ہم بھی ہین

چمک کے کہتے ہین تجلی سے اپنے داغِ جگر
تری طرح سے عدیم المثال ہم بھی ہین

جو اے فلک تو کسی کے لئے ہے سرگردان
تو مثلِ نقشِ قدم پائمال ہم بھی ہین

کسیکا ہم سے یہ اوجِ شباب کہتا ہے
سپہرِ حُسن کے مہرِ کمال ہم بھی ہین

ہزار فکر سے مضمون کمر کا باندھین گے
جہان مین شاعرِ نازک خیال ہم بھی ہین

زبان یہ کہتی ہے اعجازِ عیسوی کی قسم
صفت لبون کی نہوگی کہ لال ہم بھی ہین

گِنے گئے ہین جو وابستگانِ گیسو مین
گناہگار مگر بال بال ہم بھی ہین

ہمین وسیلۂ شاہِ رسل ہے اے قیصرؔ
یہ فخر ہے کہ غلامِ بلال ہم بھی ہین

آئے ہمارے گھر وہ بُتِ بیوفا کہین
پہونچے درِ قبول پہ یارب دعا کہین

کرحشر اپنی چال سے اے بُت بپا کہین
خوابیدگانِ کنجِ لحد کو جگا کہین

کیا کاروانِ ملکِ عدم کا نشان ملے
ہے نقشِ پا کہین نہ صدائے درا کہین

موسیٰ کو کوہِ طور پہ جلوے نے آپ کے
بیہوش کر دیا کہین تڑپا دیا کہین

رندانِ مست کا ہے خرابات مین ہجوم
جامِ شراب بھر کے پلا ساقیا کہین

یہ حال ضعفِ دل سے ترے ناتوان کا ہے
بیٹھا کہین تو دردکی صورت اوٹھا کہین

تیری طرح تلاش مین اِک گُل کی صبح سے
مین بھی تھا آج خاک بسرا ے صبا کہین

ممکن یہ ہے کہ رحم نہ آئے کسیطرح
وہ بیخبر سُنے تو مرا ماجرا کہین

مدّت سے انتظار نزولِ بلا کا ہے
آجائے تا کمر تری زُلفِ رسا کہین

مسکن ہے تب سے دلمین مجھے تیرے تیر کا
دنیا مین نام دیر و حرم جب نہ تھا کہین

بیوجہ بیخودی نہین قیصر یہ رات دن
پہلو سے کوئی آپ کا دل لیگیا کہین

ترا دیوانہ جب سے اے بت زہرہ شمائل ہون
فرشتون کی طرح مین بھی اسیر چاہ بابل ہون

ذقن کا عشق ہے شمع رخ جانان پہ مائل ہون
ڈبو دینے کے لائق ہون جلا دینے کے قابل ہون

غضب مین ہون اسیر جوہر شمشیر قاتل ہون
تڑپنے کی سبب جسے مہلت نہین وہ مرغ بسمل ہون

ذرا دیکھے تو تیرے جلوہ روئے کتابی کو
کہیگا ماہ خود غیرت سے مین اک نقش باطل ہون

تو ہی لایا ہے یان تک کھینچکر اوس ماہ طلعت کو
بہر صورت ترا ممنون مین اے جذب کامل ہون

صدا زلف سیہ کو خانہ دل سے یہ آتی ہے
اگر تو رشک لیلی ہے تو مین بھی رشک محمل ہون

بھرا ہے سر بسر درد محبت ہر رگ و پے مین
جو دیکھے غور سے کوئی سراپا صورت دل ہون

پہنا کر بیڑیان احباب مجکو دفن کرتے ہین
وہ دیوانہ ہون مرنے پر بھی پابند سلاسل ہون

پریشانی و خاموشی ازل سے ہے مقدر مین
چراغ خانہ مفلس ہون دود شمع محفل ہون

نہ دے تکلیف اے جوش جنون صحرا نوردی کی
کہان مین مثل نبض ناتوان چلنے کے قابل ہون

وہ دریا ہون گہر مقصد نہین ہے جسکی دامن مین
کنارہ جس سے ہے اوس بحر خوبی کو وہ ساحل ہون

نکالون کس کو کس کو زندگی چند روزہ مین
ہزارون حسرتین جسمین سمائی ہین مین وہ دل ہون

الہی کعبہ مقصود تک کس طرح پہونچون گا
شکستہ پا ہون دور افتادہ ہون گم کردہ منزل ہون

خدا کیواسطے قاتل تصدق زور بازو کا
لگا اک ہاتھ پورا اور بھی مین نیم بسمل ہون

الہی رہبری کو بھیج خضر راہ مقصد کو
غریب بے سر و سامان ہون مین گم کردہ منزل ہون

ذرا بھی دھیان رکھیو گر بتون سے عشق کرتا ہے
بہت نازک طبیعت دیکھ مین اے شیشہ دل ہون

وہ گھائل ہون کہ جسکو اضطراب دل نے مارا ہے
زمین پر جس نے برسون ایڑیان رگڑین وہ بسمل ہون

الہی دیکھئے سنگ جدائی کیا دکھاتا ہے
بغل مین شیشہ دل ہے بتون کے سمت مائل ہون

ہوئے دیوانے آخر حضرت دل خال ہندو کے
خجل ہو کر یہ اوس خورشید روسے ماہ کہتا ہے
الٰہی حلق پر تیغ نگاہ ناز چل جائے
وہ مجنون ہون کہ جسکو عمر بھر فرقت ستایا کی
عبث ہے فکر کنگھی کی تجھے اے گیسوؤن والے
وہ آوارہ ہون جسکو ڈھونڈھتی ہے جستجو ہر سو

عبث تھا دعوی باطل کہ مین دانا ہون عاقل ہون
چراغ صبح کی صورت بجھا دینے کے قابل ہون
طلبگار شہادت مین میان کوئے قاتل ہون
نہ آئی لیلئ امید جسمین مین وہ محمل ہون
دل صد چاک کہتا ہے کہ مین شانے کے قابل ہون
تلاش خضر بھی حیران ہے وہ گم کردہ منزل ہون

چھوڑا دو قیصر رنجور کو قید تعلق سے
خبر لو یا علی جلدی اسیر دام مشکل ہون

شہادت کی ہوس ہے صورت بسمل تڑپتے ہین
نکل جاتی ہے دم مین اپنی جان زار گھبرا کر
چبھے ہین سر بستر تلوؤن مین اپنے خار ناکامی
غضب کا ہے ترا تیر نگہ اے ترک صید افگن
نہ پوچھ اے بیقراری ماجرا کچھ ہمسے فرقت کا
کتان کی شکل زخم دل کا دامن چاک ہوتا ہے
نہ دے الزام ہمکو لوٹنے کا خار صحرا پر
کوئی ٹانکا نہ ٹوٹے دیکھ چاک دامن دل کا
خبر لے اے اجل اب ضعف سے یہ حال پہونچا ہے
یہہ سفاکی ہے بازار منا کوچہ ہے قاتل کا
جلا کرتا ہے سینہ عاشقان شعلۂ رخ کا

ازل سے ہم میان کوچۂ قاتل تڑپتے ہین
جو دم بھر اور ہم اے اضطراب دل تڑپتے ہین
تمنا مین تری اے حسرت منزل تڑپتے ہین
شکار زخم خوردہ کی طرح بسمل تڑپتے ہین
جہانتک ہمکو تڑپاتا ہے درد دل تڑپتے ہین
جو تیری یاد مین ہم اے مہ کامل تڑپتے ہین
جو تو بیچین کرتا ہے تو ہم اے دل تڑپتے ہین
سنبھل اے بخیۂ زخم جگر گھائل تڑپتے ہین
بدقت سانس لیتے ہین بصد مشکل تڑپتے ہین
ہزارون نیمجان ہین سیکڑون بسمل تڑپتے ہین
سپند آتش افتادہ کی صورت دل تڑپتے ہین

نہ آئیگا کبھی وہ برق وش پہلو مین اے قیصر
یہ بیتابی عبث ہے آپ لاحاصل تڑپتے ہین

رہا مین دردِ سر کے عارضے مین مبتلا برسون — بلا مین تو نے رکھا اے خمِ زلفِ دوتا برسون

بتانِ سنگدل سے ہو نہ صورت آشنا کوئی — شکستِ شیشۂ دل سے یہی آئی صدا برسون

تمنائے ہوائے جامۂ گلرنگِ جانان مین — بھرا پھولون سے مینے دامنِ بادِ صبا برسون

نہ پہونچی گردِ گلگون تک کبھی اوس غیرتِ گل کے — چمن مین سر کو ٹکراتی رہی بادِ صبا برسون

سراسر ہے نشانِ خاکساری میرے جامہ مین — مٹا میرے سراپا سے نہ نقشِ بوریا برسون

رہا شاکر زبانِ شوق سے مین دستِ قاتل کا — دہانِ زخم سے آتی صدائے مرحبا برسون

تمنائے قدمبوسی نے کیا کیا لطف دکھلائے — رہی آنکھون مین خاکِ نقشِ پائے دلربا برسون

اوڑی ہے خاک سوئے کوچۂ قاتل اگر اپنی — چلی ہے گردشِ تقدیر سے اُلٹی ہوا برسون

وہان بیٹھے بغل مین غیر کی وہ ایک دم قیصر
یہان پہلو مین دردِ دل مرے اوٹھا رہا برسون

نہین کچھ ہیچ اس مضمون کو سیدھا سمجھتے ہین — تمھاری مانگ کو تارِ رگِ کاربستا سمجھتے ہین

کسی کو دخل کیون دینے لگے ہم خانۂ دل مین — محل اسکو ترا او کافر ترسا سمجھتے ہین

تمھارے خالِ رخ کو چرخ کے تارون سے کیا نسبت — یہ اون پر خوب ثابت ہے جو یہ نکتہ سمجھتے ہین

کسی خوش چشم کی شاید چمن مین آمد آمد ہے — اشارے ہم ترے اے نرگسِ شہلا سمجھتے ہین

جو وہ خورشید طلعت جلوہ گر پہلو مین ہوتا ہے — تجھے صبحِ وطن ہم اے شبِ یلدا سمجھتے ہین

تری رحمت سے اے غفار یہ آرام پایا ہے — پڑے ہین چین سے مرقد کو گہوارہ سمجھتے ہین

اولجھ پڑتے ہین ہر دم گیسوئے خمدارِ جانان سے — یہ کیا سودا ہوا ہے حضرتِ دل کیا سمجھتے ہین

صنوبر شاخِ گل شمشاد سروِ بوستان طوبی — تجھے اے قامتِ دلدار ہم کیا کیا سمجھتے ہین

تو ہی خوشبو اوڑا لائی ہے اونکے باسی ہار کی — صبا ہم تیرے ہی سر آج یہ سہرا سمجھتے ہین

توسل ہے ہمین موسی و فیض اللہ سے قیصر
علیمِ علم جو ہین وہ ہمین اعلے سمجھتے ہین

مطرب و مینا ہو ساقی ہو گھٹا ہو میں نہ ہون
وائے ناکامی چمن میں یہ مزا ہو میں نہ ہون

بے نشانی سے فقط میرا پتا ہو میں نہ ہون
جستجو میری زمانہ کر رہا ہو میں نہ ہون

اس طرح معدوم کر اے کاہش یاد کمر
وہم کا سب کو گمان زیر قبا ہو میں نہ ہون

وصل کے دن جانے والے ہوں تو آجائے قضا
یہ زمانہ جب قریب الانقضا ہو میں نہ ہون

بے ترے ساقی سر مینا کی کھاتا ہوں قسم
گر مرے منہ سے لب ساغر ملا ہو میں نہ ہون

نزع میں میرے لئے یہ آہ کرتی ہے دعا
لب پہ اسکے یا محمد یا خدا ہو میں نہ ہون

بیخودی اول سے آخر تک نہ لانا ہوش میں
حشر کی جب ابتدا و انتہا ہو میں نہ ہون

یہہ خرابی اے فلک مجھ سے نہ دیکھی جائیگی
خاک بر سر جب گلستان کی ہوا ہو میں نہ ہون

ق
بعد مردن اس طرح معدوم کر اے لاغری
تذکرہ میرا عدم میں جابجا ہو میں نہ ہون

عقل گم ہو قبر میں ڈھونڈھیں فرشتے چارسو
کیا تکلف ہو کفن خالی پڑا ہو میں نہ ہون

رشک کی طاقت نہیں محروم نظارہ رہون
حشر میں جب دید تیری برملا ہو میں نہ ہون

چھو سکوں گیسو نہ اونکے رخ کا نظارہ کرون
یون بسر جب اے فلک صبح و مسا ہو میں نہ ہون

وہ مشوش ہون یہی دن رات ہے میری دعا
مبتلا وہم دوئی کا دوسرا ہو میں نہ ہون

کشور تن سے سفر ہو کاروان روح کا
اے شب غم جب ترا خیمہ بپا ہو میں نہ ہون

رفتگان تک مجھکو پہونچائے نہ قسمت حیف ہے
اے تصور تو میان قافلہ ہو میں نہ ہون

جان جائے ساتھ تیرے اے شب وصل صنم
صبح جب اللہ اکبر کی صدا ہو میں نہ ہون

غش کرے فہیم تصور جلوۂ دیدار کا
لن ترانی کی ادھر سے جب صدا ہو میں نہ ہون

بہار آئی دہن غنچوں کے خندان ہوتے جاتے ہین
چمن میں آتش افروزی کے سامان ہوتے جاتے ہین

مریض غم ادھر ہر روز بے جان ہوتے جاتے ہین
تغافل پر ادھر اپنی وہ نازان ہوتے جاتے ہین

وہ اپنی ناوک اندازی پہ نازان ہوتے جاتے ہین
جو ہم آماج گاہ تیر مژگان ہوتے جاتے ہین

برنگِ گُل دہانِ زخم خندان ہوتے جاتے ہین
تری تلوار سے کارِ نمایان ہوتے جاتے ہین

چھپیگی نکہتِ مشکِ ختن غیرت سے نافہ مین
پریشان اونکے موئے عنبر افشان ہوتے جاتے ہین

مری تربت پہ ہر شب آکے تو آنسو بہاتی ہے
ترے احسان پہلے شمعِ گریان ہوتے جاتے ہین

ہر اک داغِ جگر رہ رہ کے سوزِ دل سے جلتا ہے
یہان روشن چراغِ زیرِ دامان ہوتے جاتے ہین

اوبھین گیسو کے سُلجھانے کی دہن ہتی ہی جاتی ہے
وہ خود وابستۂ زلفِ پریشان ہوتے جاتے ہین

خطا مین چین مین تاتار مین تبت مین ہین چرچے
یہ قصّے اونکے گیسو کے پریشان ہوتے جاتے ہین

قیامت ڈھائینگے اک خلق پامالِ ستم ہوگی
یہ خوش قد رفتہ رفتہ آفتِ جان ہوتے جاتے ہین

دمِ شکوہ بگڑتے ہین بناتے ہین وہ گو باتین
مگر وعدہ خلافی سے پشیمان ہوتے جاتے ہین

کمالِ آفتابِ حُسن ہے جوشِ جوانی ہے
وہ دن دن غیرتِ خورشیدِ تابان ہوتے جاتے ہین

مزاجِ قاتلِ عالم ہے سفّاکی پہ ان روزون
ہزارون حلق زیرِ تیغِ بُرّان ہوتے جاتے ہین

کفن سے منہ چھپائے کرتے ہین طے منزلِ قبر
گناہون کی ندامت سے پشیمان ہوتے جاتے ہین

مرے ہاتھون پہ کھلتے جاتے ہین گُل اونکے چھلّونکے
یہ گلدستے بہارِ باغِ رضوان ہوتے جاتے ہین

تصوّر رُخ کا یان بھی کر رہا ہے آئینہ بندی
ہم اپنے گنبدِ مدفن مین حیران ہوتے جاتے ہین

نہین منظور جو اظہار اون کو اپنے جلوے کا
دلون مین وہ بشکلِ رازِ پنہان ہوتے جاتے ہین

ترے یاد دہن مین بھولتا جاتا ہون دنیا کو
ہواس و ہوش زیبِ طاقِ نسیان ہوتے جاتے ہین

وہ آتش خو بہت دن بعد آیا ہے جو پہلو مین
سپندِ مجمرِ دل داغِ ہجران ہوتے جاتے ہین

وہان گیسو بناتے ہین وہ خاطر جمع سے گھر مین
یہان ہم بدگمانی سے پریشان ہوتے جاتے ہین

تمھارے خانۂ دل کی طرح دنیا مین اے قیصر
ہزارون گھر یون ہین آباد و ویران ہوتے جاتے ہین

سر اوٹھائیگا دمِ وحشت جو چھالا پاؤن مین
عمر بھر کھٹکا کرینگے خارِ صحرا پاؤن مین

مین سمجھتا ہون کہ وہ ہے شیشۂ مے ساقیا
میکدہ کی رہ مین پڑتا ہے جو چھالا پاؤن مین

آجکل ہے بانکپن زور و نپہ اوس سفاک کا
ابرُوؤن پر بل نگہہ مین قہر توڑا پاؤن مین

اے جنون بیجا ہے مجھے پھر وادیِ پرخار کو
آجکل پھر آبلون نے سر اوٹھایا پاؤن مین

تو وہ یوسف ہے کہ تیری پائے بوسی کیلئے
کفش بنکر رہ گئی روحِ زلیخا پاؤن مین

لے چلی ایکی اگر وحشت بیابان کیطرف
باندھ دونگا پھاڑ کر دامانِ صحرا پاؤن مین

ہند سے قیصر مدینہ مین پہونچ جائے کہین
اتنی طاقت اب عنایت ہو خدایا پاؤن مین

زہے اعجاز شاخِ گُل بنا ہے تیر چٹکی مین
ہوائے گلشنِ جنت کی ہے تاثیر چٹکی مین

بھری ہے یک قلم کیا ابروئے شمشیر چٹکی مین
قلم ہوتا ہے جب لیتا ہے قاتل تیر چٹکی مین

رقم کرتا ہون وصفِ چشمِ جانان کیا تعجب ہے
جو خامہ شاخِ آہو ہو دمِ تحریر چٹکی مین

وہ قیدی ہون جو وا کرتا ہون عقدے پابندی کے
لپٹ جاتی ہے افعی کیطرح زنجیر چٹکی مین

دوپٹہ مین چمک سلمکے کی رشکِ ماہِ کامل ہے
شعاعِ نیرِ اعظم کی ہے تنویر چٹکی مین

مین چُنتا ہون دوپٹہ زعفرانی اک سہی قد کا
سمٹ کر آگیا ہے خطۂ کشمیر چٹکی مین

سُنا مین حالِ دل اپنا اوٹھین ہم کس توقع پر
اوڑا دیتے ہین وہ عشاق کی تقریر چٹکی مین

بنا کر سبحہ میری خاک کو جگر مین ڈالا ہے
پسِ مُردن بھی گردش دیتی ہے تقدیر چٹکی مین

ہمارا ہاتھ ہوگا حشر مین دامن ترا ہوگا
سمجھکر پیسیو دل اے بُتِ بے پیر چٹکی مین

نہین ہے پنجۂ موذی سے کھٹکا پھر کبھی قیصر
جو اک ذرہ بھی ہو خاکِ درِ شبیر چٹکی مین

ہزار حیف نہین گوش غنچہ و گل مین
پڑے ہین نالون سے کانٹے زبانِ بلبل مین

دماغ ہے جو پریشان ہوائے کاکل مین
اولجھ گئی ہے صبا موجِ نکہتِ گل مین

یہ داغ ہجر مین اک لالہ رو کی کھائے ہین
کہ رشکِ گل نظر آتا ہون چشمِ بلبل مین

ہم اپنی جان سے گذرے تو یہ کھلا عقدہ
چھپی ہوئی تھی اجل یار کے تغافل مین

نہ اوس نے زلف مین موباف سرخ پھر ڈالا
نہ پھر کھلا کبھی لالے کا پھول سنبل مین

اسیر گیسوئے پرخم مین طائر جان ہے
بلا کے پیچ پڑے ہین ہوائے کاکل مین

خزان کے آتے ہی گلشن کا رنگ اور ہوا
نہ عندلیب چمن مین نہ رنگ ہے گل مین

اسیر زلف کو شاید بلا مین ڈالینگے
بنا رہے ہین جو پھندے وہ اپنی کاکل مین

نسیم گیسوئے عنبر فشان مرے گل کی
بسی سب ہے بو کی طرح سے دماغ بلبل مین

پس فنا تو نہ مٹی خراب ہو یا رب
مرا غبار سے ملے خاک پائے دلدل مین

بلا مین پھنس گئے آخر کو آپ لے قیصر
کہا تھا ہم نے نہ رہیے خیال کاکل مین

کون سے دن وہ مرے گھر مین گذر کرتے ہین
دیکھین کب نالہ شبگیر اثر کرتے ہین

آپ سے آپ وہ بت پاس مرے آتا ہے
اب تو نالے مرے پتھر مین اثر کرتے ہین

قمریان سرو سے پھر جاتی ہین بلبل گل سے
جب یہ سیر وہ گلشن مین گذر کرتے ہین

تجھکو بے فائدہ امید مسیحائی ہے
کب دوا تیری وہ لے درد جگر کرتے ہین

جستجوئے کمر یار مین ہم گم ہو کر
خلق سے سوئے عدم آج سفر کرتے ہین

ہے یقین قبر سے اس غم مین ہم آغوشی ہو
وہ یونہی وصل سے انکار اگر کرتے ہین

تشنۂ شربت دیدار ہین جو قاتل کے
آب شمشیر سے ٹھنڈا وہ جگر کرتے ہین

کوئی تڑپا کرے یا جان سے جائے کوئی
کب یہ بیدرد بھلا مڑکے نظر کرتے ہین

دیکھئے ناوک غم دل مین چبھینگے قیصر
آپ مژگان کی طرف روز نظر کرتے ہین

ہے روح منتشر ترے گیسو کے دھیان مین
کیا کیا الجھ رہی ہے طبیعت مکان مین

سکتہ ہوا ہے کس رخ صافی کے دھیان مین
حیرتکدے کا لطف ہے اپنے مکان مین

اے بحر حسن وصف نہوگا کبھی ترا
کیونکر سما سکیگا یہ دریا زبان مین

کھلتا نہین ہے وہ کیسے حیران بنائینگے
آئینہ بندی کرتے ہین اپنے مکان مین

ہاتھون سے ڈھونڈھتے ہین پلتا نہین پتہ
عاجز ہین خود وہ اپنی کمر کے نشان مین

اے غیرتِ مسیح عیادت ضرور ہے
باقی نہین ہے جان ترے میہمان مین

یا بوتراب جلد نجف مین بلائیے
قیصر نہ خاک ہو کہین ہندوستان مین

وہ روز خانۂ دل کو بساتے جاتے ہین
میر امکانِ شکستہ بناتے جاتے ہین

وہ اپنی چال کی آفت دکھاتے جاتے ہین
قدم قدم پہ قیامت اوٹھاتے جاتے ہین

گھڑی گھڑی جو اونھین ہم بلاتے جاتے ہین
تو اور ضد سے وہ مہدی لگاتے جاتے ہین

ہماری قبر پہ لاتے ہین ساتھ غیرون کو
وہ اور خاک مین ہمکو ملاتے جاتے ہین

شبِ وصال جو کھٹکا ہے ٹوٹ جانے کا
تو اس لحاظ سے زیور بڑھاتے جاتے ہین

کبھی جو بھول کے آتے بھی ہین سرِ مدفن
تو میری خاک سے دامن بچاتے جاتے ہین

کھلا رہے ہین وہ نقشِ قدم سے گل کیا کیا
بہارِ باغ کا عالم دکھاتے جاتے ہین

بتون کے قبضۂ قدرت مین کیا خدائی ہے
تمام خلق کو بندہ بناتے جاتے ہین

مسافرانِ عدم اپنے دم سے اے گردون
زمین مین بھی نئی بستی بساتے جاتے ہین

ہمارے گھر کا پتہ پوچھتے ہین لوگون سے
کچھ اب تو راہ پہ اے دل وہ آتے جاتے ہین

ڈبو رہے ہین سیاہی مین میری قسمت کو
وہ میرے نام کو لکھ کر مٹاتے جاتے ہین

کشاکشی مین ہے ان روزون رشتۂ الفت
بڑھاتے جاتے ہین ہم وہ گھٹاتے جاتے ہین

کھڑا ہے حشر مین نیچی نظر کیے قاتل
نگاہِ ناز کے کشتے جو آتے جاتے ہین

مآل دیکھیے کیا ہوئے حضرتِ دل کا
کسی سے روز محبت بڑھاتے جاتے ہین

ہوئے ہین تنگ بہت سرکشی سے شانے کی
بگڑ بگڑ کے وہ زلفین بناتے جاتے ہین

ہمین تو اونکی مقدر پہ رشک آتا ہے
جو اپنے طالعِ خفتہ جگاتے جاتے ہین

دعائین دیتے ہین غنچے بھی اونکو کھل کھل کے
کبھی جو سوئے چمن مُسکراتے جاتے ہین

تمھارے کشورِ دل پر شتاب ہے اے قیصر
وہ روز اپنی حکومت بڑھاتے جاتے ہین

سحر کو آئینہ رُخ کا دکھاکے جاتے ہین
وہ اپنے گھر مجھے ششدر بناکے جاتے ہین

اوٹھائین ہجر کے صدمے کہانتک اب دلبر
ہم اب تو سامنے اے بت خدا کے جاتے ہین

زمین مین ہے کوئی کیا عیدگاہ اے قاتل
مسافرانِ عدم کیون نہاکے جاتے ہین

پری رُخو میری آہون سے دور ہی رہیو
یہ تیر وہ ہین جو رُخ پر ہوا کے جاتے ہین

بُتون نے اب تو قیامت کی چال سیکھی ہے
جدہر یہ آتے ہین محشر اوٹھاکے جاتے ہین

لحد مین چین سے سوئین نہ کیون ترے کُشتے
مصیبتین بھی تو کیا کیا اوٹھاکے جاتے ہین

کبھی گھرون مین جو آتے ہین خاکسارون کے
تو مثلِ نقشِ قدم وہ مٹاکے جاتے ہین

کچھ ایسے شوخ ہین دُزدِ حنا ترے اے بُت
کہ تیرے ہاتھون کی مہندی چُراکے جاتے ہین

وہ سوئے شہرِ خموشان کبھی جو آ نکلے
تو چُپکے چُپکے قیامت اوٹھاکے جاتے ہین

گلو نکو اپنے پرون مین چھپالے اے بلبل
وہ دیکھ باغ مین جھونکے ہوا کے جاتے ہین

خیالِ زُلف پریشانیون کا مجمع ہے
کبھی بھی سر سے یہ صدمے بلا کے جاتے ہین

نئی ہین صبحِ شبِ وصل گرمیان اونکی
وہ ٹھنڈے ٹھنڈے مرا دل جلاکے جاتے ہین

وہ پھر تو بھول کے بھی رُخ ادھر نہین کرتے
جب اپنا تیرِ تغافل لگاکے جاتے ہین

خدا کے واسطے اے جذبِ دل اونھین ٹھہرا
غضب ہوا کہ وہ قابو مین آکے جاتے ہین

جو آتے ہین تو بُجھاتے ہین شمعِ مرقد کو
نیا وہ گُل سرِ مدفن چڑھاکے جاتے ہین

پسِ فنا بھی یہ شرم سیاہ کاری ہے
کفن سے منہ کو ہم اپنے چھپاکے جاتے ہین

خدا کو علم ہے اس کا نہ پیتے ہون زاہد
مگر نماز کو تو لڑکھڑاکے جاتے ہین

سمجھتے ہی نہین قاتل یہ مرتے ہین قیصر
یہ آپ شوق سے مُنہ مین قضا کے جاتے ہین

انداز نرالے ہین حسینون کی ادا مین
شوخی ہے تبسم مین شرارت ہے حیا مین

بجلی کی چمک ہجر مین گردون پہ نہین ہے
آہون نے مری آگ لگا دی ہے گھٹا مین

لو یوسفِ دل مُفت مین جاتا ہے حسینو
ہم بیچ رہے ہین اسے بازارِ وفا مین

کیون ذبح مجھے بیٹھ کے کرتا ہے ستمگر
دھبّہ نہ لگے خون کا دامانِ قبا مین

اے ختمِ رسل عرش پہ خالق نے جگہ دی
جب تو سمایا نہ ترا ارض وسما مین

کیا صبحِ شبِ وصل قیامت ہوئی برپا
تھی صور کی آواز موذن کی صدا مین

گھونگھٹ سے نکلتا نہین اونکا رخِ روشن
یہہ شمع جلا کرتی ہے فانوسِ حیا مین

ہے حسن کی دولت تو عطا کیجئے بوسہ
صدقہ بھی دیا کیجئے کچھ راہِ خدا مین

ہے ہستیِ موہوم حبابِ لبِ دریا
دم بھر کے لئے سر نہ اوٹھا بحرِ فنا مین

عبرت کا محل عالمِ ارواح ہے قیصر
رہتا نہین کچھ فرق وہان شاہ و گدا مین

حشر وہ گورِ غریبان مین اوٹھائین آئین
سو رہے ہین شہدا اونکے جگائین آئین

اونسے کہدے یہ کوئی اب نہ جلائین آئین
شعلۂ آتشِ دلسوز بجھائین آئین

خونِ عاشق ہو دیا ہو شبِ وعدہ محشر
ہے یہ مشکل کہ وہ مہندی نہ لگائین آئین

یاس و امید پہ ہر وقت نظر رکھے اپنی
کیا ٹھکانا ہے دلا اون کا نہ آئین آئین

مین شبِ قدر مین اںکی یہ دعا مانگون گا
بختِ خفتہ کو الٰہی وہ جگائین آئین

مجھسے دعوی سے مرا جذبۂ دلی کہتا ہے
تو سہی آپ سے وہ گھر ترے آئین آئین

بعدِ مردن یہ مرا شوقِ ہم آغوشی ہے
قبر کہتی ہے کہین جلد نہائین آئین

پانون پڑتا ہون یہ سمجھا دے اونھین اے قاصد
جھوٹی قسمین نہ مرے سر کی وہ کھائین آئین

مئے وحدت کے جو خواہان ہو ترے بادہ پرست
مُنہ سے شیشونکے بھی حق حق کی صدائین آئین

کل تو مہدی کا بہانہ تھا اونھین اے قاصد
آج کہیو کہ نیا رنگ نہ لائین آئین

خانۂ چشم مین کیون تنگ ہین طفلانِ سرشک
خوب دامن پہ مرے دھوم مچائین آئین

اون سے کہدے یہ کوئی دم ہے مرا آنکھو نمین
نزع مین آکے مجھے دیکھ تو جائین آئین

درگذر کا متحمل ہو جو دربان کا مزاج
بے دھڑک خانۂ دلدار مین جائین آئین

شوق اوس غنچہ دہن کو ہو اگر اے بلبل
اڑکے گلذار سے پھولون کی قبائین آئین

کوچۂ گیسوئے پُرخم مین پھنسے حضرتِ دل
ہم نہ کہتے تھے کہ وان آپ نہ جائین آئین

اے بتو ہاتھ اوٹھاؤن جو سوئے ربِّ غنی
نقدِ تاثیر لئے دم مین دعائین آئین

آپ روٹھے نہین تقدیر پھری ہے میری
حکم گر آپ کا پائین تو منائین آئین

قاصدا کہیو فقط طالبِ دیدار ہون مین
بدگمانی کا وہ کچھ دھیان نہ لائین آئین

زلف چھوتا ہون تو یہ کوس کے فرماتے ہین
رات کو گھر مین ترے میری بلائین آئین

آئے جو فاتحہ خوانی کو وہ عیسیٰ زمان
دہنِ گور سے قُم قُم کی صدائین آئین

پھر مرے دستِ حنائی سے وہ آنسو پوچھین
آگ پھر شوق سے پانی مین لگائین آئین

آتے ہین حضرتِ ناصح تو نہین جائے سخن
پر وہ بک بک کے مرا سر نہ پھرائین آئین

فیضِ مقدم سے محمدؐ کے یہ کچھ دور نہین
میرے مرقد مین بہشتون کی ہوائین آئین

تیرے اشعار نہین مدح کے قابل قیصر
قدر دانی ہے جو تحسین کی صدائین آئین

ماتھے پہ وقتِ غیظ شکن اے حسین نہین
ہو جبین ہین بحرِ حُسن کی چین جبین نہین

سُن لیجیو پتہ بھی ہمارا کہین نہین
عشقِ کمر یہی ہے تو اک دن ہمین نہین

کہتے ہین وہ نہ اسپہ مرا نام کھو دئے
دل آپ کا عقیق مین کا نگین نہین

پہونچین جو ہاتھ گیسوئے خمدار یار تک
یہ سہر نوشت مین مری اے شانہ ہین نہین

دل کا سُراغ کوچۂ گیسو مین کیا ملے
دُنیا مین اس طرح کا اندھیرا کہین نہین

اے کوچۂ حبیب مجھے دے نہ گردشین
چکر مین مثلِ چرخ تری سرزمین نہین

دنیائے دون کا رنگ نہین ایک طور پر
اس باغ مین بہار کہین ہے کہین نہین

بیٹھے وہ آکے اپنے تصور کو بھیجئے
دل ہے بہت اوداس کوئی ہمنشین نہین

انسان کا ذکر کیا ہے فرشتے بھی محو ہین
تم سا جہان مین دلبر زہرہ جبین نہین

اوٹھے گا تا بہ حشر نہ سجدے سے سر مرا
سنگِ درِ حضور نہین یا جبین نہین

انکارِ صاف ذبح سے قاتل خدا کو ڈر
دھبّہ مرے لہو کا سرِ آستین نہین

کس کام کی یہ بات بدلئے نہ اب زبان
ہان آپ کر چکے ہین تو کیسی نہین نہین

سب سیکدے مین بادۂ انگور سے ہین مست
ساقی وہ کون ہے جو ترا خوشہ چین نہین

ہر دم رواں ہے عمرِ گریزان کا قافلہ
لیکن نشانِ نقشِ کفِ پا کہین نہین

رہتی ہے رُخ پہ پردۂ مو باف چھوڑ کے
لیلائے زلف آپ کی محمل نشین نہین

برقِ جمالِ یار کی تاثیر ہے یہی
موسیٰ کو بھی غش آیا تھا بیخود ہمین نہین

کیا مجھکو فکر ہو ترے آنیکی اے اجل
دو گز کفن نہین ہے کہ دو گز زمین نہین

آنسو ہین خشک آتشِ فرقت ہے شعلہ زن
دل مین لگی ہے آگ تو پانی کہین نہین

دوشِ صبا پہ بعدِ فنا ہے مرا غبار
وہ خاکِ ناتوان ہون کہ بارِ زمین نہین

تمکو خیالِ شیشۂ نازک ضرور ہے
دل ٹوٹ جائیگا جو کروگے نہین نہین

کیون ملکِ دل پہ اونکے حکومت ہے غیر کی
یہ روسیاہ قابلِ تاج و نگین نہین

اقرارِ وصل خط مین لکھا لائیو ضرور
قاصد نہ مانیو جو کرین وہ نہین نہین

اک خواب ہو گیا ہے مجھے عالمِ شباب
اب ڈھونڈھتا ہون مین وہ زمانہ کہین نہین

بارِ گنہ ہے دوش پہ وقتِ اخیر ہے
دن ڈوبتا ہے اور ٹھکانا کہین نہین

مرقد مین خاک چین ہے قیصرؔ پسِ فنا
تاریک اک مکان ہے وہان شہ نشین نہین

نوکِ مژگان پہ مرا لختِ جگر ہے کہ نہین
دیکھئے خار بھی رشکِ گُلِ تر ہے کہ نہین

جنبشِ ابروئے قاتل پہ نظر ہے کہ نہین — حلق میرا تہِ شمشیرِ دو سر ہے کہ نہین
لے گلِ باغِ رسالت بخدا کہتا ہون — نہ ملے خلدِ برین آپ کا در ہے کہ نہین
تیری دیوار تلے حشر بپا رہتا ہے — میرے نالون مین قیامت کا اثر ہے کہ نہین
شیشۂ دل کو جگہ دو مرے اپنے دل مین — آئینہ کے لئے آخر کوئی گھر ہے کہ نہین
شوق سے وار کرے تیغِ نگہ کے قاتل — روک لونگا دلِ نالان کی سپر ہے کہ نہین
کیا کریگی مرا آئے شبِ تارِ فرقت — پاس داغِ جگر اے رشکِ قمر ہے کہ نہین
اِنپہ بیجا نہین کچھ ساحل و دریا کا گمان — لب کبھی ہین خشک مری چشم بھی تر ہے کہ نہین
دل پہ تجھسے بتِ بیرحم کے سہتا ہون ستم — تو ہی کہدے مرا پتھر کا جگر ہے کہ نہین
کوچۂ یار مین جاؤنگا نہ فرق آئے گا — شل ہوئے ہین جو مرے پاؤن تو سر ہے کہ نہین
فکر اے دل ہے بتون کو تری پامالی کی — تجھکو اس تازہ قیامت کی خبر ہے کہ نہین
دیکھ تو روضۂ محبوبِ خدا کو اے دل — بڑھ کے کعبے سے بھی آباد یہ گھر ہے کہ نہین
حضرتِ دل شبِ فرقت مین جو گھبراتے ہین — مجھسے کہتے ہین کچھ امیدِ سحر ہے کہ نہین
بام پر آمد و شد سے ہے تمھاری محشر — اے بتو خلقِ خدا زیر و زبر ہے کہ نہین
ہو دو بالا قدِ موزون سے جو اونکے رضوان — کوئی ایسا ترے گلشن مین شجر ہے کہ نہین
کج ادائی سے اوڑے گا نہ مرا طائرِ دل — اے کماندار نشانے پہ نظر ہے کہ نہین
رکھ کے سینہ پہ مرے ہاتھ وہ فرماتے ہین — آج بھی کل کی طرح دردِ جگر ہے کہ نہین

اے شہنشاہِ امم غم نہین کچھ قیصر کو
نہ ملے قصرِ جنان آپ کا در ہے کہ کفین

ادھر تو دیکھئے کیون حجاب ہین آنکھین — کہین نظر نہ لگے لاجواب ہین آنکھین
دکھاتی ہین چمنِ حسن کی بہار مجھے — کھلا ہوا ہے گلستان کا باب ہین آنکھین
کیسکے جلوۂ رخ کا تو ایک ذرہ ہے — ہمارے پاس بھی لے آفتاب ہین آنکھین

دکھادے شکل اِنھین اے شباب پھر اپنی / تری تلاش مین کیا کیا خراب ہین آنکھین
سمند ناز پہ رکھئے قدم سنبھل کے ذرا / ہماری حلقۂ چشمِ رکاب ہین آنکھین
جھڑی لگائین ہین اشکون کی ابرِ تر کی طرح / نظر جو بدلی ہے اونکی سحاب ہین آنکھین
دکھا رہی ہین مرے دل کو جلوۂ کونین / ازل سے خاکِ درِ بوتراب ہین آنکھین
قیام چشم زدن بھی یہان نہین غافل / جہان بحرِ فنا ہے حباب ہین آنکھین

بچھین ہین راہِ شہِ انبیا مین اے قیصر
خدا کا شکر کرو کامیاب ہین آنکھین

ہوائے وصل ہے لے آسمان منزل قمر کے سر مین / کمندِ آہ سے میری اوتر آؤ مرے گھر مین
بڑا سرکش ہے قاتل فرد ہے تو اپنے جوہر مین / ہلالِ عیدِ قربان کی چمک ہے تیرے خنجر مین
نظر آنے لگے روزن ہزارون قلبِ مضطر مین / تصور کس کے مژگان کا بھرا کرتا ہے اس گھر مین
نہ کعبے مین وہ ملتے ہین نہ بتخانے مین ملتے ہین / تجسس بھی مری گردش مین ہے مین بھی ہون چکر مین
وہان بھی جاکے وہ رفتار سے فتنے اوٹھائینگے / نزاکت نے نہ روکا تو قیامت ہوگی محشر مین
نہ اس مین فرق آئیگا نہ یہ صندل سے جائیگا / دوا ہے جسکی زانو آپ کا وہ درد ہے سر مین
دہانِ زخم جب دینگے صدا اللہ اکبر کی / کرینگے سجدۂ شکرانہ ہم محرابِ خنجر مین
نہ ہوگا صاف دھبّہ نامۂ اعمال کا اپنے / سیاہی گیسوئے جانان کی ہے عصیان کے دفتر مین
بنا گلدستۂ باغِ ارم بنکر داغ اپنا / نکھر کر وہ جو اتراتے ہوئے آئے مرے گھر مین
چڑھاتا ہے وہ گل تربت پہ میری ساتھ عنبر کے / لگا دے آگ اے داغِ جگر پھولون کی چادر مین
پریشانی نجائیگی نہ سلجھے گا قیامت تک / تمھارے گیسوؤن کا پیچ ہے میرے مقدر مین
پسینہ وصل کی شب اونکے گیسو سے جو ٹپکا ہے / بسی ہے نکہتِ عنبر شکن آلودہ بستر مین
وہ کیا تیرِ نگہ کا توڑ اپنے آج دیکھین گے / صف آرائی نظر آتی ہے کیون مژگان کے لشکر مین
حرم مین شیخ بتخانے مین سرگردان برہمن ہے / تمھاری جستجو لائی ہے کیا دونو کو چکر مین

اندھیرا ہے رقیبِ روسیہ کی بزم خالی ہے
گلے وہ مل رہے ہین عید کا دن ہے مرے گھر مین

اِسے کس طرح سمجھون سہو یہ قسمت کا لکھا ہے
گیا ہے ہاتھ خالی نامہ بر خط ہے مرے گھر مین

سرِ محشر اوڑاوُن گا مین خاکا اس کدورت کا
مجھے برباد کر کے صاف وہ بیٹھے رہے گھر مین

بہ فیضِ آتش و اعظم کا سب جلوہ ہے اے قیصر
بڑہی ہے لو جو شمعِ فکر کی بزمِ سخنور مین

بری ہین آپ کی مستِ شراب ہین آنکھین
چڑھی ہین دن کی طرح آفتاب ہین آنکھین

خیال کچھ نہین غافل پڑے وہ سوتے ہین
شبِ وصال بھی کیا مستِ خواب ہین آنکھین

نظر نہ آئے گا لطفِ شباب پیری مین
عبث کو مائلِ رنگِ خضاب ہین آنکھین

شکار کرتی ہین پردے مین آہوئے دلکا
اسی لئے تری زیرِ نقاب ہین آنکھین

ستم تو دیکھیے سُرمہ لگا کے کہتے ہین
کسی کے بخت سیہ کی جواب ہین آنکھین

غرورِ حُسن ہے اٹکھیلیون سے چلتے ہین
وہ مستِ ناز ہین جامِ شراب ہین آنکھین

بتون کو دیکھون نہ کیونکر مین حضرتِ زاہد
خدا کی بخشی ہوئی اے جناب ہین آنکھین

کسی کے ساتھ گلستان مین شب کو کیا جاگے
بنی ہین لالۂ گلشن گلاب ہین آنکھین

غضب کی آگ لگاتی ہین کعبۂ دل مین
شریر اور بتِ خانہ خراب ہین آنکھین

کبھی نہ دیکھنا آشوبِ حشر دیکھین گی
فدا ئے مالکِ روزِ حساب ہین آنکھین

سوالِ وصل پہ کرتین نہین اشارے تک
حیا مین آپکی کیا لاجواب ہین آنکھین

جو بڑھ رہا ہے مرا قلزمِ سیہ کاری
حباب وار مری آب آب ہین آنکھین

کسی کا مصحفِ رخ دیکھتی ہین اے قیصر
ہماری حافظِ ام الکتاب ہین آنکھین

جو پایا ساتھ اِسکا اور آفت ہوگئین آنکھین
ترے قامت کی صحبت سے قیامت ہوگئین آنکھین

چڑھین ہین فوجِ مژگان لیکے آفت ہوگئین آنکھین
بہت اب اے ستمگر بیمروت ہوگئین آنکھین

جلے اغیار جب اوس حور پیکر نے ادھر دیکھا
اونھیں دوزخ ہمیں گلزار جنت ہوگئیں آنکھیں

نہ آگے کی سی اُلفت ہے نہ کچھ چشم عنایت ہے
وہ اگلی کیا تری اب بیمروت ہوگئیں آنکھیں

پھرا کرتی ہیں ہر پل گرد تیرے کعبۂ رخ کے
کچھ ایسی اب تو مشتاق زیارت ہوگئیں آنکھیں

ہر اک غنچہ بنا ہے چشم نرگس باغ عالم میں
نظارے کو ترے اے گل بکثرت ہوگئیں آنکھیں

نظر کے ڈالتے ہی صورت تقدیر پھرتی ہیں
تری اے بیوفا کیا بیمروت ہوگئیں آنکھیں

تری کاکل کے حلقوں کا تصور انمیں پھرتا ہے
بلا میں پڑ گئے ہم وجہ شامت ہوگئیں آنکھیں

نظاروں کے اوٹھاتے ہیں مزے دیدار کے پیاسے
تری کیا اے شکر لب جام شربت ہوگئیں آنکھیں

پھنسایا طایر دل کو یہ کیا طرفہ تماشا ہے
کسی صیاد کی دام محبت ہوگئیں آنکھیں

بت آئینہ رو جب کعبۂ دل میں نظر آیا
ہوا سکتے کا عالم محو حیرت ہوگئیں آنکھیں

گلوں میں طوق الفت شکل قمری ڈالتی ہیں
شکاری تیری اے شمشاد قامت ہوگئیں آنکھیں

نظر آیا طلاطم جب انھیں دریائے عصیاں کا
غریق لجۂ بحر ندامت ہوگئیں آنکھیں

نہیں اے بیوفا شکوہ تری ترچھی نگاہوں کا
نہ برگشتہ رہیں کیوں میری قسمت ہوگئیں آنکھیں

جو دیکھا مسکرا کر آپ نے چشم محبت سے
ہماری اور ممنون عنایت ہوگئیں آنکھیں

جدھر دیکھا ادھر ہنگامۂ محشر ہوا برپا
ستمگاروں کی آشوب قیامت ہوگئیں آنکھیں

ملیگا چشمۂ کوثر جو حضرت کے اشاروں سے
کھلینگی تشنہ لب دریائے رحمت ہوگئیں آنکھیں

نشاں سارے ہیں قیصر خاک کی خفتہ نشینوں کے
عبث محو تماشائی عمارت ہوگئیں آنکھیں

مستعد ہیں وہ جنازے پہ اگر آنے کو
زندگی پھر تو سمجھتا ہوں میں مرجانے کو

سر چڑھا گیسوئے خمدار کے سلجھانے کو
ملک تاتار میں جاگیر ملی شانے کو

ساقیا توڑ نہ شیشے کو نہ پیمانے کو
باب توبہ کی طرح کھولدے میخانے کو

دیکھئے پیچ میں پڑیگا نہ اے حضرت دل
زلف سلجھاتے ہیں وہ آپکے الجھانے کو

اے صنم تو نے کیا دل مین ہمارے مسکن
تو نے بتخانہ بنایا ہے خدا خانے کو

دیکھنا طایرِ جان تن سے نکل جائے گا
کھیل سمجھا ہے جو قاتل مرے تڑپانے کو

لے لیا مانگ نے دل رُخ نے کیا دیوانہ
زُلف موجود ہوئی بیڑیان پہنانے کو

خط بھی قاصد کو دیا دل بھی نمانا میرا
آپ مین ساتھ گیا گھر ترا بتلانے کو

چھائی پھر دل پہ گھٹا غم کی خبر لے ساقی
ابر پھر باغ مین آیا مرے ترسانے کو

اے صبا لا کے کسی غنچہ دہن کی خوشبو
رشکِ گلزار بنا دے مرے کاشانے کو

قصرِ تن چھوڑ کے اے روح کہان جاتی ہے
کون آباد کرے گا مرے ویرانے کو

سوتے ہین سب ترے مقتول جہان اے قاتل
کہتے ہین گنجِ شہیدان اوسی ویرانے کو

حال دل رو کے جو کہتا ہون تو ہنس دیتے ہین
وہ سمجھتے ہین کہانی مرے افسانے کو

سختیٔ عشقِ بتان اب نہین اوٹھتی یا رب
آتے ہین سوئے حرم چھوڑ کے بتخانے کو

جی مین آتا ہے کہ میخانہ مین بے ساقی کے
آج شیشے سے لڑا دیجیے پیمانے کو

اُلفتِ شمع کا ہے حال جہان پر روشن
خود بھی جلتی ہے جلاتی ہے جو پروانے کو

ایکدن بنتِ عنب گھات پہ چڑھ جائے گی
روز جاتے ہین اسی تاک مین میخانے کو

خونِ ناحق کا عبث شمع پہ ہوتا ہے گمان
آتشِ عشق جلا دیتی ہے پروانے کو

تا بکے یادِ بتان کیجیے تو بہ قیصر
چلیے کعبہ کی طرف چھوڑیے بتخانے کو

دکھلاتے نہین اب وہ رُخِ رشکِ قمر کو
اِک داغ نیا دیتے ہین ہر وقت جگر کو

چھوتا ہون خطا سے بھی اگر زُلفِ دو سر کو
بل کھا کے وہ کہتے ہین مرے پاس سے سرکو

اسواسطے اشکون سے انھین پاک کیا ہے
آنکھون مین جگہ دین گے بہارِ گُلِ تر کو

ق

صیاد سے بلبل نے کہا وقت اسیری
رہنے دے یو ہین دام مین مجھ خستہ جگر کو

امید رہے کچھ تو پہونچنے کی چمن تک
للّٰہ قلم کر مرے بازو سے نہ پر کو

تیرا ہی تو ہے کعبہ و بتخانہ مین جلوہ
تو ہی نظر آتا ہے مین جاتا ہون جدھر کو

گلشن کا عجب رنگ کیا بادِ خزان نے
پتا بھی ہوا بار ہر اک شاخِ شجر کو

سو وار اوٹھاتا ہے تری تیغِ نگہہ سے
سفاک ذرا دیکھ مرے زخمِ جگر کو

اے رشکِ پری دشتِ جنون خیز مین اکثر
دیکھا ہے بگولون سے تری خاکِ بسر کو

کھل جائین کہین جوہرِ سفاکیٔ قاتل
یارب تو زبان دے دہنِ زخمِ جگر کو

اللہ رے تاریکیٔ صبحِ شبِ فرقت
زاہد بھی نہ پہچان سکا نورِ سحر کو

جاتی ہے خبر آپ مری اب کوئی دم مین
وہ رشکِ مسیحا نہین آتا جو خبر کو

دل کہتا ہے تارِ نظرِ فکر سے قیصر
ہم لاکھ طرح باندھینگے مضمونِ کمر کو

جوش زن اشکون سے ہین دیدۂ گریان دونو
کہین برپا نہ کرین نوح کا طوفان دونو

دیکھکر یار کے رخسارۂ تابان دونو
متحیر ہین مرے دیدۂ حیران دونو

ماہِ انور کے فلک پر جو ہوئے دو ٹکڑے
رخِ پرنورِ نبی پر ہوئے قربان دونو

آتشِ عشق سے پروانہ و شمعِ محفل
ہمہ تن جل کے بنی سرو چراغان دونو

آخرِ کار یہی عشق کی دیکھی تاثیر
مل گئے خاک مین بلقیس و سلیمان دونو

ایک سو ظلم ترا ایک طرف صبر مرا
تولئے تو نہ اوٹھین پلۂ میزان دونو

داغ اپنے جگر و دل کے شبِ فرقت مین
جل رہے ہین صفتِ شمعِ شبستان دونو

زندگی تک تھے فقط شاہ و گدا کہنے کو
ہوگئے بعدِ فنا قبر مین یکسان دونو

واہ رے حسرتِ دیدار رفاقت تیری
وا رہے قبر مین بھی دیدۂ حیران دونو

انکے سودے مین جو مین نعرہ زنی کرتا ہون
وجد کرتے ہین ترے گیسوئے پیچان دونو

وصل مین نور سے کیا ارض و سما روشن تھے
تجھسے تاریک ہوئے لے شبِ ہجران دونو

دیکھ لین ربط اگر زلف و رخِ جانان کا
ایک ہو جائین ابھی گبر و مسلمان دونو

وصل کے روز بھی کھٹکا ہے شبِ فرقت کا
شادی و غم ہین مرے واسطے یکسان دونو

زیرِ کفِ لالہ و گل قعرِ زمین سے نکلے
خوب لائے خبرِ گنجِ شہیدان دونو

اے جنون دست درازی کا ترے قایل ہون
پرزے ہو ہو کے اوڑے جیب و گریبان دونو

قصۂ عاشق و معشوق رہیگا تا حشر
جا ئینگے پیشِ خدا دست و گریبان دونو

پاس قیصر کے رہو لطف اوٹھاؤ اے جان
دیکھو ہین بلبل و گل زیبِ گلستان دونو

تیغِ نگہِ یار ہے ایسی کہ نہ پوچھو
جوہر مین یہ تلوار ہے ایسی کہ نہ پوچھو

وہ آپ سے آتے مرے گھر شرم کی لیکن
اک بیچ مین دیوار ہے ایسی کہ نہ پوچھو

پروانہ ہے جبریلِ امین کا دلِ شیدا
شمعِ رخِ دلدار ہے ایسی کہ نہ پوچھو

وان چین سے بیٹھا ہے مسیحائے زمانہ
یان حالتِ بیمار ہے ایسی کہ نہ پوچھو

اک آن مین ادنیٰ کو بنا دیتی ہے اعلےٰ
اللہ کی سرکار ہے ایسی کہ نہ پوچھو

بل پڑتے ہین ہر گام پہ گیسو کی طرح سے
نازک کمرِ یار ہے ایسی کہ نہ پوچھو

وان سامنے آنے مین بھی انکار ہے اونکو
یان حسرتِ دیدار ہے ایسی کہ نہ پوچھو

ہر گام پہ کرتی ہے بپا شورِ قیامت
پازیب کی جھنکار ہے ایسی کہ نہ پوچھو

وان آنے مین حجت ہے یہان دم ہے لبون پر
مشکل مری دشوار ہے ایسی کہ نہ پوچھو

ابرو پہ تو بل تھا ہی نظر بھی ہوئی ترچھی
اب کج روئی یار ہے ایسی کہ نہ پوچھو

لاکھون ہی کو برباد کیا شاہِ جنون نے
حضرت کی بھی سرکار ہے ایسی کہ نہ پوچھو

ہکلا کے اولجھتے ہین تمھارے لبِ شیرین
آپس مین یہ تکرار ہے ایسی کہ نہ پوچھو

باتون ہی مین قیصر وہ جلا دیتے ہین مردے
اعجاز کی گفتار ہے ایسی کہ نہ پوچھو

شعلۂ طور ہوا ہے رخِ تابان ہمکو
اوسکے جلوے نے کیا موسئ عمران ہمکو

جلوے دکھلاتی ہے یادِ رخِ تابان ہمکو
شبِ مہتاب ہوئی ہے شبِ ہجران ہمکو

دل گیا ہوش گیا صبر گیا تاب گئی
تیری الفت نے کیا بےسر و سامان ہمکو

آنکھیں غیرون سے لڑاتے ہو غضب کرتے ہو
دیکھتے ہین جو دکھاتے ہو مری جان ہمکو

شمعِ رخ کے ترے شیدا ہین اگر جھوٹ کہین
پھونک دے شعلۂ خورشیدِ درخشان ہمکو

اک پریزاد کے کوٹھے پہ گیا اڑ کے غبار
خاکساری نے دیا اوجِ سلیمان ہمکو

کعبۂ دل مین ہوا جب سے ترا گھر اے بت
گبر کہتا ہے کوئی کوئی مسلمان ہمکو

ہاتھ کس طرح سے چوٹی کے مضامین آئین
کر دیا آپ کی کاکل نے پریشان ہمکو

خالِ ہندو نے جھکایا طرفِ مصحفِ رخ
ایک کافر نے کیا صاحبِ ایمان ہمکو

چاہ وہ شے ہے کہ ہو جاتا ہے پتھر پانی
ابتو رو دیتے ہین وہ دیکھ کے گریان ہمکو

دھجیان دامنِ دل تک کی اوڑا ڈالینگے
اے جنون چاک تو کرنے دے گریبان ہمکو

موم کی طرح پگھل جاتا ہے وہ شمعِ جمال
جلوے دکھلاتی ہے آہِ شرر افشان ہمکو

طاقِ کسرا کو نہ ٹھوکر کبھی مارین قیصر
ہاتھ آئے جو درِ شاہِ شہیدان ہمکو

کمرِ یار سمجھنے لگے ہم ہمکو
کر دیا صورتِ مو اسنے تنِ لاغر ہمکو

ٹھنڈی آہون سے ہوا غنچۂ دل پژمردہ
اب نسیمِ سحری ہوگئی صرصر ہمکو

غش کریگی جو تجلی رخِ نورانی
برق آغوش مین لے لیگی تڑپ کر ہمکو

دیکھین کب ہوتا ہے پانی وہ بتِ سنگین دل
ابتو پتھر سے لڑاتا ہے مقدر ہمکو

ہم بھی تسخیر کرین آہوئے صحرائے ختن
سحر سکھلا دے کوئی چشمِ فسون گر ہمکو

لیگیا نامۂ شوق اوس فلکِ حسن کے پاس
پرِ جبریل ہوا بالِ کبوتر ہمکو

غمِ ہجران سے چھٹے جانِ حزین اے قیصر
دار پر کھینچ دے جو قامتِ دلبر ہمکو

ناز کی چال سے بے حال کئے جاتے ہو
رفتہ رفتہ مجھے پامال کئے جاتے ہو

باغ مین آکے نئی چال کئے جاتے ہو
سرو و شمشاد کو پامال کئے جاتے ہو

بہرِ عزیزین ہے بتو خونِ مسلمان کافی
ہاتھ پھر مہدی سے کیون لال کئے جاتے ہو

اب بھی باز آتے نہین ظلم سے اے فتنہ گرو
حشر برپا ہے مگر چال کئے جاتے ہو

ہوگئی گورِ غریبان مین قیامت برپا
پھر بھی تم جنبشِ خلخال کئے جاتے ہو

دیکھو دیکھو دھرو پاؤنکو سنبھلکر اے جان
دلکو وابستۂ خلخال کئے جاتے ہو

سُنتھو خاک مین اک روز یہ مل جائیگا
جمع دُنیا مین عبث مال کئے جاتے ہو

چاک کر ڈالتے ہو نامۂ شوقیہ مرا
اور خط غیرونکو ارسال کئے جاتے ہو

اے حسینو رُخِ شفاف کے نظارے سے
مجکو آئینہ کی تمثال کئے جاتے ہو

دامِ گیسو کو دکھاتے ہو دمِ مشقِ خرام
اور میرے لئے جنجال کئے جاتے ہو

چھوڑو وہ عشقِ بتان توبہ کرو اے قیصر
کیون سیہ نامۂ اعمال کئے جاتے ہو

کہے فلک بھی کہ ہان آفتاب ایسا ہو
تمھارا جلوۂ حسنِ شباب ایسا ہو

نہ پھر سوال کی کچھ احتیاج رہجائے
جواب اے دہنِ لاجواب ایسا ہو

ہمین کسی کا پسینہ ہے لخلخے سے سوا
ہوا ہو کیون نہ غشی جب گلاب ایسا ہو

دعا یہ ہے کہ پھر آئین وہ اوسکی محفل سے
میانِ بزمِ عدو انقلاب ایسا ہو

نہ جامِ جم کہون کیونکر مین اوسکو اے ساقی
جو تیرے دور مین جامِ شراب ایسا ہو

ترا کمال کھلے جس سے آج پیرِ مغان
طلوع خم سے کوئی آفتاب ایسا ہو

ہلال حلقہ بگوشی مین جس کے ساتھ رہا
بُراق ہو تو نہ تیار رکاب ایسا ہو

الٰہی آئے کوئی آفتاب رویا مین
نصیب جاگ اوٹھے جس سے خواب ایسا ہو

لکھین وہ وصل کا اقرار خطِ توام مین
پیام بر مرے خط کا جواب ایسا ہو

مین ہون وصال کا طالب نہین نہین وہ کرین
مرا سوال تو یہ ہو جواب ایسا ہو

مرے کریم نہو باز پرس روزِ شمار
مرا حساب بروزِ حساب ایسا ہو

ق

وہ جل کے خاک ہو شبنم نہ او سپہ چھینٹے دے
جہان گلاب ہو وان قحطِ آب ایسا ہو

ہزار حیف ہے لے باغبان دلِ بلبل
چمن مین آتشِ گل سے کباب ایسا ہو

حیا سکھاتی ہے اونکو یہ روز پردے مین
کسی کا کام نہ نکلے حجاب ایسا ہو

شباب بال کا باندھا ہوا چلا آئے
رہے نہ نام کو پیری خضاب ایسا ہو

خدا کے سامنے وہ بھی تو ہونگے حشر کے دن
نہ مضطرب دلِ خانہ خراب ایسا ہو

چنون ستارے الٰہی کسی کے افشان کے
مجھے عطا ہنرِ انتخاب ایسا ہو

اُویس جیسے رہے شاہ برقِ دا فیض
تجھے بھی عشقِ رسالت مآب ایسا ہو

گھٹا گھنگور آتی ہے نظر سوئے چمن ہمکو
گلابی بھر کے دے اے ساقی توبہ شکن ہمکو

نظر آتا ہے فرقت مین فراقِ روح و تن ہمکو
اجل گھیرے ہوئے ہے اے مسیحائے زمن ہمکو

خموشی چھا گئی بھولے سب اندازِ سخن ہمکو
سوئے شہرِ خموشان لے چلی یادِ دہن ہمکو

ذبیحِ خنجرِ ابرو بنا اے تیغزن ہمکو
دکھا دے اس طریقے سے شہادت کا چمن ہمکو

ڈوپٹہ سر پہ کج ترچھی نگہہ رفتار مستانہ
دکھاتا ہے نئی صورت سے قاتل بانکپن ہمکو

بہت مشتاق ہین خونِ گلو سے اسکو سینچینگے
اگر تلوار کا قاتل کھلائے گا چمن ہمکو

جلا کرتے ہین پر حالِ تپِ فرقت نہین کہتے
ملی بھی ہے زبان تو مثلِ شمعِ انجمن ہمکو

نہین کچھ غم حواسِ خمسہ زائل ہو نہین سکتے
رہے وردِ زبان مرقد مین نامِ پنجتن ہمکو

الٰہی کشتیِ تن دم مین اپنی پار ہو جائے
اوتارے گھاٹ سے تلوار کے وہ تیغزن ہمکو

ہمارے ساتھ ایسی لاگ ہے ان شمع رویونکو
جلانے کو بلاتے ہین میانِ انجمن ہمکو

کسی کی دیدۂ فتان کا عالم دل مین پھرتا ہے
نظر آتے ہین کعبہ مین غزالانِ ختن ہمکو

دُرِ دندان کا اپنے وصف مجھسے سُنکے کہتے ہین
کسی کا موتیون سے آج بھرتا ہے دہن ہمکو

پرستش نے تمھاری دین و دنیا سے ہمین کھویا
بُتو کہتی ہے اب ساری خدائی برہمن ہمکو

الٰہی دیکھین یہ دیوانہ پن کیا کیا دکھاتا ہے
کنوئین جھکوا رہی ہے اُلفتِ چاہِ ذقن ہمکو

بڑھی جاتی ہے اُلفت رُخ سے گیسوئے مسلسل کی
حلب مین ہے تلاشِ نکہتِ مُشکِ ختن ہمکو

ہوئے حیران سحر کو دیکھکر ہم شامِ غربت مین
بہت رویا کئے یاد آگئی صبحِ وطن ہمکو

کمان ابرو کی خم ہے کیس مین تیرِ مژہ ہر دم
مبارک اے قضا تکتا ہے وہ ناوک فگن ہمکو

نہین ہین ذرۂ خاکِ درِ جانان سے یہ روشن
ستارے اپنے دکھلاتا ہے کیا چرخِ کہن ہمکو

بہت مدت سے قیصر کو زیارت کی تمنا ہے
بلا لو ہند سے یثرب مین یا شاہِ زمن ہمکو

اُڑ رہے ہین قدِ آدم کے برابر گیسو
کیا ہوا باندھتے ہین آپکے کھلکر گیسو

خود نما ہین ترے کیا اے بتِ خود سر گیسو
روز موباف سے ہو جاتے ہین باہر گیسو

مجمعِ حشر پریشان نظر آتا ہے
کھولے کس بُت نے الٰہی سرِ محشر گیسو

لبِ نازک سے نزاکت نے کہا بسم اللہ
آپڑے تا کمرِ یار جو کھُلکر گیسو

عکسِ افشان سے شبِ تار مین کیا جلوے ہین
اے فلک دیکھ حسینون کے پراختر گیسو

جسم سے نزع مین کیا کشمکشِ روح ہوئی
یاد قاتل کے جو آئے تہِ خنجر گیسو

اِنکے سودے کی ہوا جب سے بھری ہے سر مین
ہوش اڑاتے ہین مرے مثلِ کبوتر گیسو

اِنہین موبافِ زری ڈال نہ اے مشاطہ
بجلیان دل پہ گراتے ہین چمک کر گیسو

کی سراسر دمِ تزئین جو خطا شانے نے
بنگئے نافۂ تاتار اُلجھکر گیسو

حشر برحشر قیامت پہ قیامت آئی
رفتہ رفتہ ہوئے قامت کے برابر گیسو

لہرین لیتے ہین ترے رُخ پہ جو موجون کیطرح
مارِ دریائے لطافت ہین مقرر گیسو

یان پریشانی مین دن رات بسر ہوتی ہے
وان سنورتے ہین شب و روز برابر گیسو

شب کو موقع ہے کرین آکے سگار عنقا
دام ڈالین کمر یار کے اوپر گیسو

گھیرے رہتے ہین ترے چاند سے رخسارونکو
بنگئے ہالۂ ماہ رخ انور گیسو

انکے حلقے جو شب وصل مین چھو لیتا ہون
ناگ بنجاتے ہین غیرت سے سمٹ کر گیسو

صاف ہوتا ہے گمان چاندگہن کا مجھکو
شب کو رخ پر ترے آتے ہین جو کھلکر گیسو

سر عشاق جو منظور قلم کرنے ہون
باندھلین ابروے خمدار کی خنجر گیسو

اے صنم رخ پہ نہ یون چھوڑ پریشان نکر
مصحف دل کو مرے کرتے ہین ابتر گیسو

سر پٹکوائینگے دیوانہ بنائینگے مجھے
آفتین لائینگے کیا کیا مرے سر پر گیسو

سورۂ لیل کی تفسیر کو کیا طول دیا
یاد واعظ کو جو آتے سر منبر گیسو

اے ستمگر نہین بالون سے الجھتے تیرے
کیا نکل جاتے ہین اس دام سے بچکر گیسو

روز و شب شانون پہ بل کھاتے ہین اوس کافر کے
مار ضحاک ہوئے جاتے ہین قیصر گیسو

کیا وہ زبان جسپہ تری گفتگو نہ ہو
کس کام کی وہ بات مخاطب جو تو نہو

کعبہ مین یون بتون کی اگر جستجو نہو
سجدہ کبھی درست وہان چارسو نہو

تجھ مین جفا و جور و ستم کی جو خو نہو
اے بت خدا گواہ ہے پھر تو ہی تو نہو

کب چاندنی کی سیر مین لطف بہار ہے
جبتک چمن مین ساتھ کوئی ماہرو نہو

اے داغ عشق خانۂ دل کو فروغ دے
وہ گھر ہے بے چراغ کہ جس گھر مین تو نہو

پاس ادب تو دیکھ ذرا زاہد امرا
چھوتا نہین ہتونکو مین جبتک وضو نہو

دل توڑتی ہین آپ کی مژگان کی کاوشین
اب حکم ہے کہ چاک جگر تک رفو نہو

ساقی کھچے نہ روح سوئے میکدہ کبھی
دلکش اگر شراب مقطر کی بو نہو

چڑھتا ہے روز منہ پہ کسی بحر حسن کے
آئینہ گھر کو چھوڑ کے بے آبرو نہو

اے زاہد و کڑی ہے مئے الفت بتان
رندون ہی کا یہ کام ہے آپ وضو نہو

مرقد مین بھی ہے کعبۂ رُخ کا ترے خیال
ممکن نہین کہ لاش مری قبلہ رو نہو

چھوتا نہین وہ کافرِ بے پیر ہاتھ سے
جب تک حنا مین خون مسلمان کی بو نہو

روندا گیا ہے غنچۂ دل جس طرح مرا
پامال یون کوئی چمنِ آرزو نہو

اوصاف تجھسے گر قدِ بالا کے ہون رقم
اے کلک پھر تو شاخ پہ طوبیٰ کے تو نہو

آمد ہے محتسب کی خبردار مے کشو
ہشیار میکدے مین نشانِ سبو نہو

رفتارِ یار حشر سے کہتی ہے زیرِ پا
کیونکر یہ ہو سکے کہ جہان مین ہون تو نہو

قیصر کرون نہ بیعت پیرِ مغان کبھی
جب تک کہ میرے ہاتھ مین دستِ سبو نہو

برباد وہ بھی باغ ہے جس مین کہ تو نہو
کانٹا ہے وہ بھی پھول اگر تیری بو نہو

پردے مین گفتگو کوئی اے جنگ جو نہو
جو بات جیت ہو وہ ترے روبرو نہو

ساغر مین عکس زلفِ معنبر کا ڈالیے
پانی ہے وہ شراب کہ جو مشکبو نہو

پردے مین بھی طواف کے ہے جستجو تری
میری طرح خراب کوئی چار سو نہو

ہذا فراق بینی و بینک جو وہ کہین
ایسی تجھے نصیب کبھی گفتگو نہو

اے یار چھوڑ اپنی تلون مزاجیان
دشمن کی دوستی سے ہمارا عدو نہو

شمشیرِ آبدارِ ستمگر کی باڑھ سے
کیونکر ہمارے جسم مین پانی لہو نہو

شیرینئ کلام کی وہ چاٹ دیجئے
شکوہ تک آشنائے زبانِ عدو نہو

اے دل سمجھ کے کوچۂ گیسو مین جائیو
وان کشمکش بہت ہے پریشان تو نہو

ہے حکم یہ کہ قیدیِ کاکل نہ غل کرین
ڈھیلا تمام شب کوئی طوقِ گلو نہو

اے مرغ نامہ بر مرا خط اوڑ کے جائیگا
پروا نہین ہے اسکی مجھے ہو کہ تو نہو

آیا ہے بھولکر تو ادب دے نہ ہاتھ سے
زاہد یہ بتکدہ ہے یہان قبلہ رو نہو

بے کیف ہے چمن بھی گھٹا بھی شراب بھی
اسبابِ عیش خاک ہین ساقی جو تو نہو

زاہد یہ میکدہ ہے نہ کرشست شو کی فکر
مسجد نہین ہے یان یہ مقامِ وضو نہو

پروا نہین ہے دشمنیٔ غیر کی مجھے
قیصرؔ جو مہربان نہین ہے عدو نہو

گھیرے رہتی ہین ہر اک سمت سے پریان مجھکو
ہو گیا جذبۂ دل نقشِ سلیمان مجھکو

طول ہے روزِ قیامت سے کہین بڑھکے ترا
کب ہے امیدِ سحر اے شبِ ہجران مجھکو

حلّہ خُلد کے ملنے کی یہ اچھی ہے سبیل
تھام لینا ہے ترا گوشۂ دامان مجھکو

نکل آتا ہے وہ خورشید بھی گھر سے اپنے
دیکھکر مثلِ سحر چاک گریبان مجھکو

اے فلک یہ نہین اوس مہ کی قبا کے قابل
کیون دکھاتا ہے مہِ نو کا گریبان مجھکو

بھیجئے اپنے تصور کو پئے سیرِ چمن
داغِ فرقت نے بنایا ہے گُلستان مجھکو

جی مین ہے اوس سے یہ پوچھون کہ کہان جاتی ہے
کہین ملجائے اگر عمرِ گریزان مجھکو

خلد مین دیکھ کے طوبیٰ کو قیامت ہوگی
یاد آجائیگا نخلِ قدِ جانان مجھکو

وعدۂ وصل کیا آہ نہ ایفا تُم نے
عمر آخر ہوئی کرتے ہوئے سامان مجھکو

دستِ نازک کو ستمگار کے صدمہ پہونچا
سخت جانی نے کیا سخت پشیمان مجھکو

رُخِ گلگون کو دکھاتے ہین وہ اپنے جسدم
بھول جاتی ہے بہارِ چمنستان مجھکو

راتدن اشکونکی چشمون سے فراوانی ہے
اِن حبابون سے ہے اندیشۂ طوفان مجھکو

تشنہ کامانِ وفا خاک نہون گے سیراب
خشک آتا ہے نظر چاہِ زنخدان مجھکو

حافظِ مصحفِ رُخسار ہون تیرا بخدا
یاد ہے شکل تیری صورتِ قرآن مجھکو

خاک پر اشک کے قطرے جو کبھی گرتے ہین
یاد آتے ہین بہت گوہرِ غلطان مجھکو

راتدن دیر و حرم مین ہے تجسُّس تیری
شام ہوتی ہے یہان اور سحر وان مجھکو

شام سے وصل کے پیغام چلے آتے ہین
آج کرتے ہین وہ شرمندۂ احسان مجھکو

ضعف اب حد سے بڑھا ہے مدد اے جوشِ جنون
طوقِ آہن ہے ہر اک تارِ گریبان مجھکو

دیکھوں قیصر مجھے لیجاتی ہے قسمت کب تک
یا دفرماتے ہین کب شاہِ رسولان مجکو

کہین الزام گستاخی نہ دو دونِ شہیدانکو
لہو مقتل مین بہتا ہے سمیٹو اپنے دامانکو

دمِ رفتار لپٹیگی کسی دن اونکے دامن سے
دباتے جائینگے کب تک مری خاکِ پریشانکو

نظارے کے لئے روزن نقابِ رُخ مین کرتا ہے
ترقی اور دے خالق تمھارے تیرِ مژگانکو

مقابل آنہین سکتا جب اونکے طوقِ منت کے
چھپا لیتا ہے بڑھکر ماہِ نو اپنے گریبانکو

ہمارا خونِ ناحق دیکھئے گا رنگ لائیگا
عبث نوکِ مژہ سے آپنے چھیڑا رگِ جانکو

یہی فتنے جگاتی ہے یہی محشر اوٹھاتی ہے
قیامت کے طریقے یاد ہین رفتارِ جانانکو

سبکدوشی مجھے دی بارِ گردن سے گلے ملکر
نہ بھولونگا کبھی مین خنجرِ قاتل کے احسانکو

کسی نے حال گر کچھ کہدیا میرے تڑپنے کا
بجائے رحم غصہ آگیا اوس آفتِ جانکو

نشانہ طائرِ دلکا ہمارے چوک جائیگا
نہ سکھلا بیرُخی او صید افگن تیرِ مژگانکو

بلا کی ہے درازی طول بھی اس کا قیامت ہے
کہانتک اب بڑھاتے جاؤگے گیسوئے پیچانکو

لگی ہے سیج پھولونکی بچھا ہے فرش آنکھونکا
ذرا تُم دیکھہ تو جاتے شبِ وصلت کے سامانکو

نہالِ قامتِ موزون کا صدقہ اِسکے بوسے دو
لگا رکھا ہے کس دن کے لئے سیبِ زنخدانکو

اگر منظور جیتے جی ہو تمکو سیرِ جنت کی
تو دیکھو جاکے قیصر روضۂ شاہِ رسولانکو

بوسون سے میرے تنگ بُتِ ماہ لقا ہو
بڑھجائے شبِ وصل الٰہی تو مزا ہو

ڈرتا ہون کہین محشرِ تازہ نہ بپا ہو
اُٹھائے تو قیامت ہین مرے دیکھئے کیا ہو

تیرے رُخِ رنگین پہ تری زُلفِ دوتا ہو
ہے لُطف جو اس باغ مین گھنگور گھٹا ہو

ہردم دہنِ زخم سے اک شور بپا ہو
قاتل جو نمکدان بھی لئے ہو تو مزا ہو

اس دامِ بلاخیز سے کیونکر وہ رہا ہو
شرمائے کہ جب ترے گیسو مین پھنسا ہو

برباد نہو بو کی روشِ باغ جہان مین
یارب نہ مری خاک سرِ دوشِ صبا ہو

زاہد کو جو ہو سلسلۂ عشقِ بُتان بھی
زنّار ہین لیے یہہ برہمن بخدا ہو

سُنتے نہین کچھ پھیرتے ہین خنجرِ ابرو
دونو کے وہ دشمن ہین گلا ہو کہ گلا ہو

کیون پیتے ہوے باغ مین اغیار کو لیکر
انگور کا خوشہ نہ کوئی تاک رہا ہو

پھر پھول اوٹھی بُلبُلِ دل فرطِ طرب سے
اِن غنچہ و ہانون مین اگر بوے وفا ہو

کہتا ہے تلوّن یہ کسی عہد شکن کا
آجائے قیامت بھی تو وعدہ نہ وفا ہو

جی اوٹھتے ہین مُردے دمِ گفتار لحد سے
کیا بات ہے تعریف لبونکی ترے کیا ہو

ہان اے تنِ خاکی کسی کوچہ کی زمین پر
مٹنا ہو جو منظور تو نقشِ کفِ پا ہو

عاشق رہے بندی رہے دُنیا مین بُتونکے
یان تو یہ ہوا حشر مین وان دیکھیے کیا ہو

دانتون کا ترے عکس پڑے گردمِ گلگشت
ہر قطرۂ شبنم گہرِ بیش بہا ہو

اِس لُطف سے گذرے شبِ وصلت یہ دعا ہے
مین شکر کرون اونکی شکایت مین مزا ہو

کیا کوئی نشانے سے بچے تیرِ اجل کے
جب اوس قدر انداز کے قبضہ مین قضا ہو

اِک دن تو جگہہ دے لیے اے دامنِ قاتل
اوڑکر کہین برباد نہ خاکِ شہدا ہو

قیصر یہ تمنا ہے کہ سرتاج ہماری
خاکِ قدمِ پاکِ رسولِ دوسرا ہو

عشق کاکل مین ملی ہین سبھے تدبیرین دو
اے جنون دیکھ لے ہین پاؤن مین زنجیرین دو

کوہ و صحرا مین پھرا کرتا ہون اے جوشِ جنون
تیری سرکار سے ہاتھ آئین ہین جاگیرین دو

وصل سے ہے کبھی اقرار کبھی ہے انکار
لبِ جانان پہ رہا کرتی ہین تقریرین دو

دو تو ابرو کسی قاتل کے چڑھے رہتے ہین
قتل پر میرے کھنچی رہتی ہین شمشیرین دو

نام تیرا ہی رٹون تجھ مین فنا ہو جاؤن
ہین یہی خوب تری وصل کی تدبیرین دو

ورقِ مہر پہ اک ہے ورقِ ماہ پہ ایک
روے روشن کی تری وان بھی ہین تصویرین دو

رُخ وگیسو کی بلائین شبِ وصلت لے لین
تم سے اے حضرتِ دل ہوگئین تقصیرین دو

ہے خدا حافظ و ناصر ترا اے موئی میان
شوق پہناتا ہے اب یار کو زنجیرین دو

ایک سا حال ہے ہر فرد بشر کا اے دل
کس نے پائین ہین جو ملتین مجھے تقدیرین دو

ایک کو قبر مین لیجاونگا اک محشر مین
اس لئے مین نے اوتارین تری تصویرین دو

نازلے پنے خطِ قسمت پہ نہ کیونکر مین کرون
ایک ہفتہ مین تری آئین ہین تحریرین دو

ابرؤنکے مری گردن پہ چلین جب خنجر
یاالہی ہون زبان پر مرے تکبیرین دو

بیوفا ہین بُتِ کافر بخدا اے قیصر
کشورِ دل کی نہ ہرگز انھین جاگیرین دو

منگوائیے نہ روحِ سکندر سے آئینہ
حاضر ہے دل کا لیجئے قیصر سے آئینہ

ہر سنگ ریزہ راہ کا وقتِ خرام ناز
بنتا ہے اے پری تری ٹھوکر سے آئینہ

اللہ رے اے جمیل تری خود نمائیان
ہوتا نہین جُدا ترے بستر سے آئینہ

آخر کو بال پڑگیا حیران ہوگیا
اوجھے تمہاری زُلف معنبر سے آئینہ

پائی جِلا دُوئی نے یہ عکسِ حُسن سے
توڑا انھون نے دیکھ کے پتھر سے آئینہ

بچتا نہین ہے شیشۂ دل اونکے سامنے
جان بر ہوا ہے اپنے مقدر سے آئینہ

آنکھین چڑھین جو طرف مقابل نظر پڑا
سکتے مین آگیا ترے تیور سے آئینہ

رُخ اونکا صاف حلقۂ گیسو سے ہے عیان
اولجھا ہوا ہے زُلفِ معنبر سے آئینہ

رُخسار کو نقاب سے کرتے نہین جُدا
اب وہ چھپائے رہتے ہین قیصر سے آئینہ

جاؤ نہ مسجدون مین مری جان اونکے ساتھ
زاہد ادائے فرض کرینگے قضا کے ساتھ

اللہ رے نازکی تری وقتِ خرام ناز
پڑتا ہے بل کمر مین بھی زُلفِ دوتا کے ساتھ

مہندی لگائیے تو یہ شوخی بھی سیکھئے
دل عاشقون کے پیسئے برگِ حنا کے ساتھ

گو رند ہین یہ آہ مین رکھتے ہین یہ اثر — کھلتا ہے دم مین بابِ اجابت دعا کے ساتھ
دل پس رہا ہے آپکی رفتارِ ناز سے — ٹھوکر لگاتے جاتے ہو کیون اس جفا کے ساتھ

قیصر کی روز و شب یہ دعا ہے کہ بعدِ مرگ
محشور ہون مین بادشہِ کربلا کے ساتھ

خود خالقِ عالم ہے خریدارِ مدینہ — اللہ رے سرگرمئ بازارِ مدینہ
آنکھونکا ملک فرش بچھاتے ہین زمین پر — ہے عرشِ خدا یا کہ ہے سرکارِ مدینہ
ہنگامۂ محشر کا مجھے خوف نہین ہے — حامی ہے مرا مالک و مختارِ مدینہ
خواہش نہ کرین قصرِ جنان کی کبھی اے دل — ملجائے اگر سایۂ دیوارِ مدینہ
سودا ہے ہمین یوسفِ بطحا کی ولا کا — دل بیچتے ہین ہم سرِ بازارِ مدینہ
ملتا ہے اوسے بخت رسا ہوتا ہے جسکا — ہے ظلِ ہما سایۂ دیوارِ مدینہ
مطلوب دو عالم ہے مکان خلد ہے اوسکا — اللہ کا طالب ہے طلبگارِ مدینہ
ملجائے جو قسمت سے تو آنکھون مین جگہ دون — رشکِ گلِ فردوس ہے ہر خارِ مدینہ

بچنا ہو جو خارِ غمِ عقبیٰ کی خلش سے
چل ہند سے قیصر سوئے گلزارِ مدینہ

مہربان ہین مجھسے ملتے ہین بڑی الفت کے ساتھ — اب تو آتے ہین مرے گھر روز وہ کثرت کے ساتھ
سر کو رکھدونگا تہِ شمشیر مین جرأت کے ساتھ — آج باندھونگا کمر قاتل تری ہمت کے ساتھ
تا دمِ آخر رہے دیدار سے محروم ہم — جان آنکھون سے جو نکلی بھی تو کس حسرت کے ساتھ
صندلین رنگون کے در پر روز گھستا ہون جبین — کیا علاجِ دردِ سر کرتا ہون مین حکمت کے ساتھ
کر رہے ہین ساتھ ہی رفتار کے محشر بپا — یہ قیامت بھی لگی ہے فتنۂ قامت کے ساتھ
منعمو قعرِ زمین دیکھو ہے عبرت کا محل — آجتک قارون دھسا جاتا ہے خود دولت کے ساتھ
اولجھے ہین زلفِ سیہ مین تیری جن لوگونکے دل — زندگی اپنی بسر کرتے ہین وہ شامت کے ساتھ

حشر میں سرکارِ احمد کا یہ ہوگا فیضِ عام
نقدِ آمرزش ملیگا دامنِ دولت کے ساتھ

ہجر میں کیوں اے بُتِ کافر نہیں لیتی خبر
ساز رکھتی ہے قضا بھی کیا تری غفلت کے ساتھ

داغ چیچک کے ہیں کتنے خوش نما رُخسار پر
کیا چمکتے ہیں ستارے چاند سی صورت کے ساتھ

کسقدر شیرینیٔ گفتار دیتی ہے مزے
ہر سخن قندِ مکرر ہے تری لکنت کے ساتھ

کیا بہارِ تازہ آتی ہے نظر کشمیر کی
زعفرانی ہے دوپٹہ چمپئی رنگت کے ساتھ

حشر رہتا ہے بپا دلمیں مرے اے فتنہ گر
یاد آتی ہے قیامت کی ترے قامت کے ساتھ

واہ رسے لے خواہشِ دیدار تیری صورتیں
ٹکٹکی باندھے ہوئے آئی بلا حسرت کے ساتھ

بے سبب دعویٔ خدائی کا نہیں اصنام کو
کچھ نہ کچھ یارب تعلق ہے تری قدرت کے ساتھ

لطف سے خالی نہیں ساقی شکر رنجی تری
تلخ کامی کا مزا رکھتی ہے وہ شربت کے ساتھ

دیکھو اے قیصر نہ دارا ہے نہ ہے کسریٰ کہیں
ہو گیا ہے خاک ہر اک کا نشاں تربت کے ساتھ

آج مہمان مرے گھر یار ہے اللہ اللہ
کیا مرا طالعِ بیدار ہے اللہ اللہ

غنچۂ دل دمِ نظارہ کھلا جاتا ہے
کیا بہارِ گلِ رخسار ہے اللہ اللہ

ہیں ترے حضرتِ یوسف بھی خریداروں میں
کس قدر گرمیٔ بازار ہے اللہ اللہ

سر سے بھی طے نہ ہوئی راہ ترے کوچے کی
کیسی یہ منزلِ دشوار ہے اللہ اللہ

تابشِ مہرِ قیامت کو یہاں دخل نہیں
کس کا وہ سایۂ دیوار ہے اللہ اللہ

دمِ رفتار ہر اک گام پہ بل پڑتے ہیں
کتنی نازک کمرِ یار ہے اللہ اللہ

گوشۂ دل سے نکلتا ہی نہیں اے قاتل
کیا ترا تیر وفادار ہے اللہ اللہ

بزم میں عالمِ حیرت ہے ترے جلوے سے
صف کی صف نقش بہ دیوار ہے اللہ اللہ

کسطرح بختِ ہمسقدر نہ مرا اوج پہ ہو
ذرّہ پرور تری سرکار ہے اللہ اللہ

اندنوں ہے اثرِ جذبِ محبت کامل
آپ مطلوب طلبگار ہے اللہ اللہ

وصل کی شب ہے نہین ہان ہین تمنا ئین ہین
کیا مزے دار یہ تکرار ہے اللہ اللہ

بے نیازی کا ہے دعوی بتِ مغرور کو وان
یان زبان پر مری ہر بار ہے اللہ اللہ

چشم بد دور کھلی ہے گلِ سوسن کی طرح
کیا مسی اونکی دھوان دھار ہے اللہ اللہ

جسکی ہے دل سے رسولون کو تمنا قیصر
مرے آقا کی وہ سرکار ہے اللہ اللہ

پہونچے سزا کو اپنی اونھین ہم لگا کے ہاتھ
کوسا گئے وہ بیٹھ کے ہمکو اوٹھا کے ہاتھ

وہ ہول ہے تو اوسکو دعا دین اوٹھا کے ہاتھ
بیچین ہم اپنا دل کسی یوسف لقا کے ہاتھ

قبضہ کئے ہے دستِ حنائی یہ یار کے
کیا باغ آگیا ہے یہ دُزدِ حنا کے ہاتھ

اے رحمتِ کریم مری دستگیر ہو
اوٹھتے نہین ہین بارگہ سے دعا کے ہاتھ

اولجھا ہوا ہے گیسوئے خمدار یار سے
شانے کو مانگتے ہین کہان سے بلا کے ہاتھ

قاتل نہ چھوڑ عاشقِ مضطر کو نیم جان
قصہ تمام کر کوئی پورا لگا کے ہاتھ

غنچے کھلے چمن مین چلی جب یہ بار بار
بلبل کا لطفِ زیست ہے بادِ صبا کے ہاتھ

فضلِ خدا سے نار اونھین نور ہو گئی
موسیٰ کو ملگیا یدِ بیضا جلا کے ہاتھ

رہتا ہے زیرِ قصر کسی شاہِ حسن کے
کیا آگیا ہے اوجِ سعادت ہما کے ہاتھ

پھیلائے پاؤن ضعف تپ غم نے اس قدر
ہم نبض بھی دکھا نہین سکتے اوٹھا کے ہاتھ

ہو جائے آج ہی سر و گردن کا فیصلہ
دیکھو گھٹے نہ خون لگا دو بڑھا کے ہاتھ

ساقی سے ایک جام بھی پایا نہ بزم مین
ہم پانی پانی ہو گئے اپنے بڑھا کے ہاتھ

ساقی چمن مین آج مزا ہے شراب کا
کالی گھٹا ہے دے کوئی ساغر اوٹھا کے ہاتھ

قیصر چھٹے نہ دامنِ شاہنشہِ نجف
عقدونکو کھول دیتے ہین مشکلکشا کے ہاتھ

لہو رلوائیگی وحشت مین مہندی دستِ جاناں کی
زمین گلزار ہو گی کوچۂ چاکِ گریبان کی

تمنا خاکساروں کی کبھی اے دل نہ نکلے گی
ہمارے اونکے نسبت بھی نہیں مور و سلیمان کی

الٰہی کس طرح محشر میں تجھکو منہ دکھائینگے
ہمیں محجوب کردیگی سیاہی فرد عصیان کی

کشاکش میں ہیں وہ بھی ہیں بھی مقتل میں تڑپتا ہوں
مجھے ہے زخم دل کی فکر اونکو اپنے پیکان کی

لگا کر تیر غمزہ لال ہو جاتے ہیں غصہ سے
بدلتی ہے جو خون دل سے رنگت اونکے پیکان کی

ہزاروں حسرتیں دل میں بھری ہیں گم ہوا ہوگا
تجسس کاروان دل میں کیوں کرتے ہو پیکان کی

پریشان ہے دماغ دل کہیں سودا نہ ہو جائے
سونگھا دو مجکو خوشبو اپنے جعد عنبر افشان کی

مہک اوٹھے ختن بھی چین بھی تاتار و تبت بھی
پریشان جب ہوئی خوشبو تری زلف پریشان کی

نہیں ملتا لب جو ہمکو جس دن باغ میں ساقی
اوڑا دیتی ہے اپنے ہوش سبزی بھی گلستان کی

لبوں پر اونکے کس شوخی سے مسی نے جگہ کی ہے
کہ رنگت آج اودی ہوگئی لعل بدخشان کی

درِ دندان پہ اونکے عکس لب نے کرلیا قبضہ
عدن میں بھی حکومت ہوگئی لعل بدخشان کی

رہیگا حشر تک جاری میں قیصر دامن دریا
جو طغیانی بڑھی کچھ اور گرداب گریبان کی

اونھیں کیا غم بڑھے سوزش ہمارے داغ ہجرانکی
رقیبوں کو لئے وہ سیر کرتے ہیں گلستان کی

جو آئی رات کو اخلاص سے وہ فاتحہ پڑھنے
ہماری آہ دل مشعل بنی گور غریبان کی

ہمیشہ جھاڑتا رہتا ہے قاتل اپنے دامن کو
اوسے کیا فکر ہے بربادی خاک شہیدان کی

جگر کو دلکو دم میں توڑ کر آنکھوں سے نکلا ہے
رسائی دید کے قابل ہے اونکے تیر مژگان کی

سنا ہے تیرے وحشی مرقدوں سے اوٹھنے والے ہیں
خبر لے جلد اے صحرائے محشر اپنے دامان کی

یہ سرگردان رہا یان تک محبت کی بلاؤں میں
دل صدچاک کنگھی بن گیا زلف پریشان کی

اوتر جاتا ہے منہ ہر وقت رنگت زرد رہتی ہے
برا الفت کا ہو صورت بدلجاتی ہے انسان کی

صفائی خاک ہوگی خاک گھر ہم وان بنائینگے
کہ مٹی تک مکدر ہے زمین کوئے جانان کی

وہ طفل گلبدن پڑھنے کو جاتا ہے دبستان میں
خبر لے سعدی شیراز لو اپنی گلستان کی

جو دل مین گھاؤ ہے میرے وہ ظاہر ہوگا مقتل مین
ہوئی دشمن تمہاری تیغِ عریان زخمِ پنہان کی

نہین ہے خالِ ہندو مصحفِ رُخسارِ جانان پر
جگہہ اِک کافرِ ترسا نے چھینی ہے مسلمان کی

ورق کیون مہر و مہ کے آسمانون سے اوترتے ہین
وہ کھچوائینگے کیا تصویر اپنے روئے تابان کی

یہ سُن لینا کہ پھونکا خانۂ دل داغِ فرقت نے
اگر لو بڑھگئی اپنے چراغِ زیرِ دامان کی

نظر کے سامنے اونکے لبِ لعلین ہین اے قیصر
حکومت ہے یمن کی سیر ہے ملکِ بدخشان کی

ہے رنگ مرا نوع دگر دیکھ تو لیتے
در پیش ہے جنت کا سفر دیکھ تو لیتے

دلکو نہ بچاتے وہ جگر دیکھ تو لیتے
اتنا ہی ترے تیرِ نظر دیکھ تو لیتے

بارِ سرِ گیسو نہ اوٹھے گا کہ اوٹھے گا
تم نازکئی موئے کمر دیکھ تو لیتے

اِک روز تو آجاؤ بُتو کعبۂ دِل مین
کیا نور ہے اللہ کا گھر دیکھ تو لیتے

زنجیرِ کمر شوق مین اے جان بنا ہے
لپٹا ہے کہان تارِ نظر دیکھ تو لیتے

مرنا مرا اے جان جو با ور نہ ہوا تھا
مانا کہ یہ جھوٹی تھی خبر دیکھ تو لیتے

اندھیر کیا حضرتِ زاہد نے شبِ وصل
ہنگامِ اذان وقتِ سحر دیکھ تو لیتے

ہمراہِ سواری شہِ دین جو چلے تھے
جبریلِ امین طاقتِ پر دیکھ تو لیتے

کعبہ ہے وہی دیر وہی دل بھی وہی ہے
کیون ٹھوکرین کھاتے ہین بشر دیکھ تو لیتے

خاطر شکنی آئینۂ دل کی نہ ہوتی
اتنا ہی وہ کہتے کہ اِدھر دیکھ تو لیتے

فرقت مین جو آتا تجھے سینہ سے لگاتے
کتنا ہے تو اے دردِ جگر دیکھ تو لیتے

بیمارِ تپِ ہجر کی صورت نہین اچھی
ہونیکی نہین رات بسر دیکھ تو لیتے

حسرت تھی جو ہم پنجۂ صیاد سے چھٹتے
مہمان تھی بہارِ گلِ تر دیکھ تو لیتے

گھیرے ہوے قیصر ہے اوسے لشکرِ مژگان
کچھ کشورِ دل کی ہے خبر دیکھ تو لیتے

شہادت تیرے ہاتھوں گر میسر ہو تو بہتر ہے
ترے قدمونپہ اے قاتل مرا سر ہو تو بہتر ہے

نمازِ عشق سر سے چاہیے ادا کرنی
پئے سجدہ اگر محرابِ خنجر ہو تو بہتر ہے

مجھے سونے نہیں دیتا لحد میں وعدہ فردا
الٰہی آج ہی سامانِ محشر ہو تو بہتر ہے

حرم میں جا کے خالق سے بتوں کا کیجیے شکوہ
یہ ذکرِ خیر ہے کعبے کے اندر ہو تو بہتر ہے

ہمارے ساقیٔ ہوش نے آنکھیں بھر لیں ہمسے
الٰہی زیست کا لبریز ساغر ہو تو بہتر ہے

نہیں اُٹھتی کسی صورت الٰہی سختیٔ ہجران
مرا بھی دل بتوں کی طرح پتھر ہو تو بہتر ہے

جسے دونوں جہان کی حق نے بخشی ہے شہنشاہی
اوسی در کے گدا تم چل کے قیصر ہو تو بہتر ہے

رہی نزدیک راہِ وادیٔ پرخار تھوڑی سی
مدد کر اے جنوں میری دمِ رفتار تھوڑی سی

توجہ اس طرف بھی اے نگاہِ یار تھوڑی سی
نکل جائے مری بھی حسرتِ دیدار تھوڑی سی

فقط چرکا لگایا کیا تنِ جانباز پر تو نے
لہو میں کیوں بھری قاتل تری تلوار تھوڑی سی

ادھر شوقِ شہادت میں بہت تڑپا دلِ مضطر
ادھر قاتل کی جھک کر رہ گئی تلوار تھوڑی سی

یہہ کاہیدہ کیا غم نے کسی ماہِ دو ہفتہ کے
بدن میں رہ گئی گھٹ گھٹ کے جانِ زار تھوڑی سی

نہ جاتے باغِ جنت کو ترے کوچہ میں رہجاتے
جگہ ملتی جو رہنے کو پسِ دیوار تھوڑی سی

نکل جائینگے دم میں بل ترے اے سنبلِ پیچان
چمن میں آگئی گر بوئے زلفِ یار تھوڑی سی

جو ہوتے حضرتِ موسیٰ تو پھر غش میں اونھیں لاتے
دکھاتے روشنیٔ شمعِ روئے یار تھوڑی سی

رہے زاہد کے سر کچھ تو نشانِ محفلِ رندان
مئے گلگوں سے ترکر دیجیے دستار تھوڑی سی

بہت ہے اشتیاقِ جلوۂ دیدار آنکھوں کو
دکھاتا ہے تجلی روزنِ دیوار تھوڑی سی

سمائی ہے مشامِ جان میں میرے نکہتِ گیسو
سوئے تبت ہے تھوڑی سی سوئے تاتار تھوڑی سی

زبانِ غنچۂ نو سے ترا کچھ وصف سنتے ہیں
خبر ملتی ہے تیری اے دہانِ یار تھوڑی سی

جہانتک دیکھنا ہو دیکھ لے اوس ماہِ تابان کو
رہی اب رات بھی اے حسرتِ دیدار تھوڑی سی

روان ہو کشتیٔ عمرِ روان اشکون کے طوفان مین ۔ نہ طغیانی ہو دیکھا اے چشمِ دریا بار تھوڑی سی

نہایت طول افسانہ ہے اوس چوٹی کا اے قیصر
نہ سمجھو بندشِ دشوار کو زنہار تھوڑی سی

مژہ کے کانٹے ہین جیسے مرے جگر مین چبھے ۔ نہ خاریون کوئی یارب دلِ بشر مین چبھے
نزاکتِ کمرِ یار سے مینے دیکھی ہے ۔ کسی کا موی میان کیا مری نظر مین چبھے
جگہ کی آپ کے مژگان نے کعبۂ دل مین ۔ غضب ہوا کہ یہ کانٹے خدا کے گھر مین چبھے
گذر گئے مرے پیکِ خیال کے سر سے ۔ جو خار راہ مین کبھی پائے نامہ بر مین چبھے
ہوا ہے شوق تو زنجیر کے پہننے کا ۔ کہین نہ اے بتِ سیمین بدن کمر مین چبھے
ہوا نہ ولولۂ اشتیاق مین کھٹکا ۔ جو خار گلشنِ امید کے سفر مین چبھے
خدا کے واسطے جلدی خبر لے اے ساقی ۔ زبانِ خشک کے کانٹے مرے جگر مین چبھے
وطن سے کاوشِ اہلِ وطن سے نکلا ہون ۔ نہ رنج ہوگا جو کانٹا کوئی سفر مین چبھے
چلا ہے یار کو لیکر جو غیر کا پیغام ۔ الٰہی خار زبانِ پیامبر مین چبھے
تھکے جو پاؤن تو طے راہِ دشت سر سے کی ۔ ہزار پاؤن مین کانٹے ہزار سر مین چبھے
جو ساتھ سیرِ چمن مین نہ ہو وہ رشکِ چمن ۔ تو خار بنکے رگِ برگِ گل جگر مین چبھے
مین روئے یار کا کشتہ ہون سیدہ و بہر کفن ۔ سوئی جو بخیہ گر و دامنِ سحر مین چبھے

پیامِ سخت سے غربال دل ہوا قیصر
ہزار خارِ الم ہجر کی خبر مین چبھے

ترے قامت سے تھی نسبت سخنور دیکھ تو لیتے ۔ قدِ شمشاد و بالائے صنوبر دیکھ تو لیتے
کٹاتے ہین گلے جانباز کیونکر دیکھ تو لیتے ۔ ذرا تیغِ نگہ کے آب جوہر دیکھ تو لیتے
بتون کے بارِ غم سہلینگے قیصر دیکھ تو لیتے ۔ اوٹھینگے شیشۂ دل سے یہ پتھر دیکھ تو لیتے
بلا سے دم نکل جاتا نکل جاتا تہِ خنجر ۔ مگر جی بھر کے تجھکو اے ستمگر دیکھ تو لیتے

ہزار افسوس جلدی کی عدم کے جانیوالون نے
مرا بھی راستہ دم بھر ٹھہر کر دیکھ تو لیتے

مہ و خورشید دعوی ہمسری کا تجھسے تب کرتے
کہ اپنی شکل یہ آئینہ لیکر دیکھ تو لیتے

نہ لی تمنے خبر کچھ صدمۂ شب ہائے فرقت کی
یہ راتین کس طرح کٹتی ہین ہمپر دیکھ تو لیتے

سنا کرتے ہین ہلچل حشر کی چل آرزو نکلے
قیامت کیسے آتی ہے ستمگر دیکھ تو لیتے

یقین کیون ذبحِ مرغِ نامہ بر پر حضرتِ دل تھا
وہ بے پر کے اوڑی تھی پر ہوا پر دیکھ تو لیتے

عجب کیا تھا کہ ہر پھر کر بدن مین روح دم لیتی
مریضِ غم کی نبضین تم مکرر دیکھ تو لیتے

لبِ جانبخش کو دیتے نہ ایذا حال عیسی کی
مریضِ غم کو لیکن بندہ پرور دیکھ تو لیتے

سنا ہے تمپہ جو مرتا ہے اوسکا دم ہے آنکھون مین
اوسے بہرِ خدا بہرِ پیمبر دیکھ تو لیتے

بلا سے دم اولجھتا حشر ہوتا پر یہ خواہش تھی
تری چوٹی ترے قد کے برابر دیکھ تو لیتے

نکل جاتی یہ حسرت بھی الہی عید آجاتی
گلے ملتے ہین وہ ہنس ہنس کے کیونکر دیکھ تو لیتے

ہوئے کیون غرق قیس و کوہکن دریائے الفت مین
پتہ ساحل کا ملجاتا اوبھر کر دیکھ تو لیتے

اوٹھے گا بار نہ سنبھلے گا کمر سے یار جلا دی
وہ پہلے باندھکر تیغ دو پیکر دیکھ تو لیتے

تمنا تھی تری رفتارِ آفت خیز کی ہمکو
اِن آنکھون سے کبھی آشوبِ محشر دیکھ تو لیتے

کہا یہ جستجو نے یوسفِ دل وان ملے شاید
کسی چاہِ ذقن مین اوس کو جہانکر دیکھ تو لیتے

قدم رکھتے وہ شاید حضرتِ دل عین الفت سے
بچھا کر اپنی آنکھین اونکے در پر دیکھ تو لیتے

غضب تمنے کیا قیصر ہوئے کیون وصل کے طالب
دمِ عرضِ تمنا اونکے تیور دیکھ تو لیتے

دیکھنا تجھسے نگاہِ یار ترچھی ہوگئی
کیا مری تقدیرِ ناہموار ترچھی ہوگئی

اِک نہ اِک آفت رہی میرے دلِ پامال پر
جب وہ کچھ سیدھے ہوئے رفتار ترچھی ہوگئی

پھر ہمارے پاؤنکے چھالونپہ آفت آگئی
ہم سے پھر صحرا مین نوکِ خار ترچھی ہوگئی

موت قسمت مین نہ تھی قاتل کا کچھ شکوہ نہین
ہاتھ تو سیدھا پڑا تلوار ترچھی ہوگئی

پھر بہار آئی ہوئی جامہ دری کی پھر ہوس
پھر کلاہِ لالۂ کہسار ترچھی ہو گئی

جب لگی کھچنے نگاہِ قہر قاتل کی شبیہہ
خامۂ بہزاد کی رفتار ترچھی ہو گئی

پھرتے پھرتے بختِ برگشتہ ہمارا رہگیا
سیدھی ہو ہو کر نگاہِ یار ترچھی ہو گئی

نشہ مین یا تو مرے سیدھے نہین پڑتے قدم
یا زمین خانۂ خمار ترچھی ہو گئی

قاتلِ عالم ہوئے ہین اب تو وہ نامِ خدا
وضع بانکی ہو گئی رفتار ترچھی ہو گئی

رشتۂ اُلفت بڑھایا وان بُتون نے غیر سے
یان رگِ جان صورتِ زُنّار ترچھی ہو گئی

تب سے قیصر پھر گئے ہمسے زمین و آسمان
بے سبب جب سے نگاہِ یار ترچھی ہو گئی

شکل خورشید جلوہ گر نہ ہوئی
شبِ غم مطلعِ سحر نہ ہوئی

پھر عنایت وہ اے قمر نہ ہوئی
پھر تجلّی ہمارے گھر نہ ہوئی

وہ فلک پر گئی یہ مرقد مین
روح قالب کی ہم سفر نہ ہوئی

نہ پھلا نخلِ آرزو نہ پھلا
کوئی شاخ اِسکی بارور نہ ہوئی

لیگیا خطِ شوق طائرِ دل
مجکو پروائے نامہ بر نہ ہوئی

مری تُربت پہ جو برس جاتا
اتنی توفیق ابرِ تر نہ ہوئی

بے چلے جاتے ہین کاروانِ عدم
بند اِک دم رہِ سفر نہ ہوئی

سو جگہ چاک چاک دامن ہے
تیرا وحشی ہوا سحر نہ ہوئی

بادۂ بیخودی پیا جس نے
پھر کسیکی اوسے خبر نہ ہوئی

پیچ پڑتے ہین وقتِ مشقِ خرام
زُلفِ پُرخم ہوئی کمر نہ ہوئی

آگیا موت کا پیام مگر
آمدِ مرغِ نامہ بر نہ ہوئی

جان لی صدمۂ جدائی نے
بے ترے زندگی بسر نہ ہوئی

ہوگئی پل مین پار سینہ کے
تیر ٹھہرا تری نظر نہ ہوئی

تیری قامت کا ذکر گھر گھر ہے
یہ قیامت کدھر کدھر نہ ہوئی

وہ سیہ بخت ہون کہ بعدِ فنا
روشنی تک مزار پر نہ ہوئی

زندگی کٹ گئی شبِ غم مین
نہوئی آخرش سحر نہ ہوئی

بے زبان ہے فقط یہ کہنے کو
شمع خاموش رات بھر نہ ہوئی

نہ اوٹھے کشتۂ تغافل یار
کب ہوا حشر کچھ خبر نہ ہوئی

دھجیان اوڑ گئین گریبان کی
جامہ زیبون کو کچھ خبر نہ ہوئی

بیخودی کیا غضب کیا تو نے
وہ چلے بھی گئے خبر نہ ہوئی

رفتگانِ عدم سے گئے ایسے
کہ ملاقات عمر بھر نہ ہوئی

عشق مین جسکے جان دی قیصر
کچھ تمھاری اوسے خبر نہ ہوئی

زمین سے اوٹھی آسمان بنگئی
مری آہِ سوزان دھوان بنگئی

ترے عشق مین ہم بگڑتے گئے
رقیبون کی تقدیر یان بنگئی

جو لکھی صفت تیری تقریر کی
سراسر قلم کی زبان بنگئی

خدا گردِ غربت کو قایم رکھے
کہ یہ دھوپ مین سائبان بنگئی

ہوئی گاہ دمساز ناقوس کی
کبھی آہ سوزِ اذان بنگئی

تری جستجو مین پسِ مرگ بھی
مری خاک ریگِ روان بنگئی

نظر تیری سیدھی سے ترچھی ہوئی
یہ ناوک تھی پر اب کمان بنگئی

وہان اپنے گھر آپ تڑپے تو کیا
مری جان پر تو یہان بنگئی

ڈبوئی تھی کشتئ تن اشک نے
مگر آہِ دل بادبان بنگئی

گئی روح پھر جسم مین آگئی
تری یاد قالب مین جان بنگئی

لکھے شعر جب وصفِ رخ مین ترے
زمینِ غزل آسمان بنگئی

بڑھی قیصر اب تو یہ مشقِ سخن
کہ دریا یہ طبعِ رواں بن گئی

وقتِ اخیر روح تری آرزو مین تھی
ہچکی لگی ہوئی سے مجھے یادِ گلو مین تھی

بیفائدہ تلاش سے مجھے کو بکو مین تھی
جس مین تھے آپ وہ رگِ جان تو گلو مین تھی

میرے لہو سے تیغ تری برق ہو گئی
قاتل غضب کی شعلہ فشانی لہو مین تھی

جب ہم نہ خاک چھانتے تھے کوئے عشق کی
کیا کیا جلا نہ آئینۂ آبرو مین تھی

آتے ہی لب پہ شیشۂ دل مین اوتر گئی
ساقی شراب تھی کہ پری اس سبو مین تھی

برسون خراب دوشِ نسیمِ امید پر
خاک اپنی بعدِ مرگ تری جستجو مین تھی

افسوس تا بدامنِ قاتل نہ جا سکا
اتنی بھی ضعف سے نہ روانی لہو مین تھی

رندون کے منہ تک آئی ہے ساقی کے فیض سے
ورنہ شراب خم کدۂ آبرو مین تھی

خوشبو تمام چادرِ مہتاب ہو گئی
یہ چاندنی بسی ترے پھولون کے بو مین تھی

قیصر ترا یہ شہرہ ہے اعظم کے فیض سے
کب دھوم واہ واہ کی یون کو بکو مین تھی

دل وحشی کو ہوگا سلسلہ پھر زلفِ پیچان سے
یہی تعبیر ملتی ہے مجھے خوابِ پریشان سے

وہ قیدی ہون کہ جسکا عمر بھر ضعفِ دل و جان سے
تصور بھی نہ نکلا رخنۂ دیوارِ زندان سے

کوئی آتش قدم گذرا ہے لے گردون گریبان سے
بجائے گرد اوٹھتا ہے دھوان صحرا کے دامان سے

نکلتا ہے حجابِ زلف سے جب عارضِ روشن
طلوعِ ماہِ کامل دیکھتے ہین سنبلستان سے

چمن مین آکے جب وہ نالۂ موزون نہین سنتی
خزان محجوب ہو جاتی ہے مرغانِ گلستان سے

یہ سب تکلیف ہے بیکار اے دستِ جنون پھر بھی
ہوئی مدت کیا قطعِ تعلق مین نے دامان سے

ازل سے ہو گیا ابتر مرا مجموعۂ خاطر
مجھے تقدیر نے اولجھا دیا زلفِ پریشان سے

خداوندا عنایت ہو مجھے جمعیتِ خاطر
تو ہی کچھ خوب واقف ہے مرے حالِ پریشان سے

جفائے تازۂ صیاد سے کیا ہوش اُڑتے ہین
پرِ بلبل کتر کر دور پھینکے ہین گلستان سے

یہ باغِ جسم مین ہے عندلیبِ روح کا نالہ
مثالِ بوئے گُل اِکدن اوڑینگے اس گلستان سے

مجھے یہ کہکے وہ حور اپنے کوچہ سے اوٹھاتا ہے
تو آدم زاد ہے کیا کام تجھکو باغِ رضوان سے

خدا کیواسطے چھڑکا نہ دے اے گلبدن اسکو
ہزارون حسرتین لپٹی ہوئی ہین تیرے دامان سے

لہو ہوکر جگر آتا ہے ہر دم ساتھ اشکون کے
شگوفے پھوٹتے ہین اندنون کیا نخلِ مژگان سے

جو پوچھے لاغری کا حال وہ گُل اے صبا تجھسے
کوئی تنکا اوڑا لیجا تو میرے بیابان سے

یہی جو بارشِ آبِ دمِ شمشیرِ قاتل ہے
اوگے گا نخلِ ماتم دیکھنا خاکِ شہیدان سے

خیالِ یار سے کہتا ہے یہ شوقِ ہم آغوشی
لپٹ جا دل سے سینہ سے جگر سے جسم سے جان سے

کوئین مین گر کے ایجان ماہ کنعان تو نکل آئے
نہ نکلا یوسفِ دل پر ترے چاہِ زنخدان سے

وہ گریان ہون جو روئین گُناہون کی ندامت مین
ہوا ہے موج زن دریائے رحمت داغِ عصیان سے

تصورِ قید مین آتا ہے جب صحرا نوردی کا
دلِ وحشی اولجھتا ہے مرا زنجیرِ زندان سے

کوئی ہمجور دُنیا مین نہین زیرِ فلک مُجھسا
غبارِ کوئے جانان بھی نہ لپٹا میرے دامان سے

نہین اوٹھنے کا سر تا حشر وہ مقتولِ منت ہون
دبا جاتا ہون بارِ خنجرِ قاتل کے احسان سے

رہینگے یاد زخمِ خارِ حسرت باغِ دُنیا کے
ہزارون داغ دل پر لیچلا ہون اس گلستان سے

مقامِ شکر ہے کچھ جو اُنسِ آدمیت ہے
وگرنہ ان پریزادونکو کیا نسبت ہے انسان سے

اوڑا جاتا ہے پیہم ایکدم کو بھی نہین رُکتا
نہایت تنگ ہو نہین توسنِ عمرِ گریزان سے

بنایا اے صنم تیری لبِ لعلین کی رنگت کو
جگر کو خون کرکے لعل کو نکلا بدخشان سے

نہ ضایع ہون مجزا انکو کرتے جاسیے قیصر
یوہین دیوان ہوجاتے ہین اوراق پریشان سے

گوشِ شنوا گر تری سرکار کے ہوتے
ضایع نہ اثر آہِ شبِ تار کے ہوتے

سو بار جلاتا ہمین گر شورِ قیامت
سو بار تصدق تری رفتار کے ہوتے

صحرا مین کبھی بھول کے جاتا نہ بگولا
کھٹکے جو لے سے بھی خلش خار کے ہوتے

دیوانہ ہون طوبیٰ کے تلے مر کے جگہہ یون
جنت مین رہون سایۂ دیوار کے ہوتے

تھا لطفِ جنون تب مرے دامن کیطرح سے
سو تار گریبانِ شبِ تار کے ہوتے

بڑھتے جو خطا سے طرفِ گیسوئے قاتل
شانے سے قلم ہاتھ گنہگار کے ہوتے

گر شیخ و برہمن ترے گیسو سے اولجھتے
تسبیح کے ہوتے نہ یہ زنار کے ہوتے

اُڑتے نہ کبھی دام مین صیاد کو لاتے
ہم ہوش اگر بلبلِ گلزار کے ہوتے

اے سوزِ درون ڈوب ہی مرنیکی جگہہ ہے
بجلی جو گرے آہِ شرربار کے ہوتے

ہر کوچہ مین مجمع ہے شہادت طلبون کا
قاتل کہین دو ہاتھ تو تلوار کے ہوتے

مر جانے پہ ملتا ہے مجھے اُلفت کا نتیجہ
دو پھول جو مرقد پہ ترے ہار کے ہوتے

پژمردہ رہے غنچۂ دل حیف ہمارا
اے بادِ بہاری تری مہکار کے ہوتے

کیا شانِ خداوند دو عالم ہے بتون نے
کعبے مین جگہہ پائی ہے کہسار کے ہوتے

یہہ ہوش سے کہتی ہے مری لاغریٔ جسم
تو اُڑنے نہ پائیگا تنِ زار کے ہوتے

وہ جنس ہون جسکا کہین پرسان نہین کوئی
وہ شے ہون بکے جو نہ خریدار کے ہوتے

محرومیٔ فرہاد پہ افسوس ہے شیرین
پایا نہ کفن دامنِ کہسار کے ہوتے

کچھ نالۂ پر درد سنا بلبلِ شیدا
خاموش ہے کیون باغ مین منقار کے ہوتے

قیصر جو نہ ہوتا کرم حضرتِ آتش
کب گرم مضامین ترے اشعار کے ہوتے

ابرو پہ ترے ناز سے بل ہر گھڑی رہے
اے ترک یہ کمانِ کیانی کڑی رہے

دخلِ بتان سے دل مین دھڑک ہر گھڑی رہے
کعبے مین بھی غضب ہے خرابی پڑی رہے

منظور ہے یہ گردشِ لیل و نہار کو
فرقت کی رات وصل کے دن سے بڑی رہے

اے صورِ حشر نالۂ جانکاہ سیکھ لے
تقلید کر مری تجھے عادت پڑی رہے

اوٹھتا ہے آج کشتۂ قدِ بلند یار
تعظیم کو ادب سے قیامت کھڑی رہے

آمد ہے سوئے باغ کسی مست ناز کی
ساغر بکف سکوت مین شبو کھڑی رہے

ہونے نہ پائے صبحِ شبِ وصلت بتان
یارب یہ رات حشر کے دن سے بڑی رہے

پائے کہین نصیبِ سکندر یہ آئینہ
تصویرِ یار شیشۂ دل مین جڑی رہے

گر شورشِ نشور بپا اسے قدِ بلند
کبتک امید و بیم مین خلقت پڑی رہے

مدِ نظر جو ہو ترے اے بادشاہِ حسن
آئینہ لیکے روحِ سکندر کھڑی رہے

ہم سے زبان دراز ہوئی ہین وہ اس لئے
منظور ہے کہ بات ہماری بڑی رہے

سلجھین نہ پیچ وخم تری زلفِ دراز کے
دل مین تمام عمر یہ الجھن پڑی رہے

اے آفتاب سیرِ گلستان ضرور ہے
کبتک خزان کی اوس گلون پر پڑی رہے

یارب شبِ وصالِ غریبان ہے صبح تک
آواز آج مرغِ سحر کی پڑی رہے

اے اضطرابِ دل ترا خانہ خراب ہو
ہم چین سے نہ ایک جگہہ دو گھڑی رہے

مدت کے بعد خانۂ دل مین وہ آتے ہین
کہدو ہوا و حرص سے باہر کھڑی رہے

پھر نہ ٹوٹے رشتۂ الفت تمام عمر
اوس گوہر صفا سے طبیعت لڑی رہے

اے چشم دیکھ بھال کی عادت پڑی رہے
برچھی نگاہِ ناز کی دل مین گڑی رہے

یہ فوج میرے قتل پہ یارب اڑی رہے
باندھے ہوئے کمر صفِ مژگان کھڑی رہے

زلفون مین شانہ آپ کے وان ہر گھڑی رہے
یان کشمکش مین جان ہماری پڑی رہے

آیا ہے سیرِ باغ کو وہ یکہ تازِ حسن
پنکھا لئے نسیمِ سبک رو کھڑی رہے

اے بحرِ اشک اب تو روانی ضرور ہے
کشتی جسمِ خاک پہ کب تک پڑی رہے

عشقِ قدِ بتان نے ملایا ہے خاک مین
طوبی کی شاخ میری لحد پہ گڑی رہے

وابستگانِ زلف رہا ہون نہ اے جنون
ان وحشیون کی پاؤن مین بیڑی پڑی رہے

ہرگز پڑیگی آنکھ نہ اوس خوش نگاہ کی
نرگس چمن مین تاک لگائے کھڑی رہے

اے شوقِ بوسہ وصل مین ایسے دہوئین اوڑین
مسی کی لعلِ لب پہ نہ اونکے دھڑی رہے

تڑپائیگا لحد مین سب مجھے اضطرابِ دل
مرقد مین دوستو مرے وسعت بڑی رہے

آتی ہے روزِ قبر فریدون سے یہ صدا
ہم تو ہین زیرِ خاک عمارت کھڑی رہے

برسون پہ بھاری ہوتی ہے اکدم کی زندگی
فرقت مین مُبتلا نہ کوئی دو گھڑی رہے

ہم مست خطِ روئے بتِ سبزہ رنگ ہین
ساقی شرابِ سُرخ مین سبزی پڑی رہے

جلاد دیکھ حسرتِ نظارہ رہ نجائے
ہنگامِ ذبح تیغ نہ مُنہ کی کڑی رہے

یارب بجھے نہ آتشِ دل بعدِ مرگ بھی
یہہ آگ میرے ساتھ لحد مین گڑی رہے

اللہ رے بیخودی نہ ہوئی کچھ خبر مجھے
وہ دوپہر رہے کہ فقط دو گھڑی رہے

سایہ فگن ہے حشر مین دامانِ مصطفٰے
کچھ غم نہین ہے دھوپ کڑی سے کڑی رہے

قیصر نہ جائے دل سے ہجومِ غمِ حسین
یہ فوج عمر بھر مجھے گھیرے کھڑی رہے

تو گھر مین مرے گذر نہ کرے
تو عنایت جو اے قمر نہ کرے

بانکی وضع پہ کچھ نظر نہ کرے
رُخ بھی ترچھی نگاہ پر نہ کرے

آپ جائے خبر کو قاصد کی
انتظارِ پیامبر نہ کرے

چاک دامانِ دل بھی کر ڈالے
بخیۂ رخنۂ جگر نہ کرے

گوشِ گل کر ہین کون سُنتا ہے
کہدو بلبل سے نالہ سر نہ کرے

دونو کو خوب سا تڑپنے دے
کچھ دوائے دل و جگر نہ کرے

ہم وفا سے نہ باز آئینگے
وہ جفا سے بھی درگذر نہ کرے

کجروی سے مین خوب واقف ہون
چال مجھسے وہ فتنہ گر نہ کرے

جان دیدے تڑپ کے فرقت مین
آرزو وصل کی مگر نہ کرے

تشنۂ دید کو ہے حکم یہی — چشم تک آنسون سے تر نہ کرے
ڈر یہی ہے اونھین ملال نہ ہو — حالِ دل کی زبان خبر نہ کرے
نالہ وہ کیا نہ جس مین ہو تاثیر — آہ وہ کیا کہ جو اثر نہ کرے
آنے والے ہین وہ خبر کے لئے — بیخودی آج بیخبر نہ کرے
خوب ہے ظلمتِ عدم مین رہے — اُلفتِ گیسو و کمر نہ کرے
کعبہ و دیر مین ہے نور ترا — کرے سجدہ کدھر کدھر نہ کرے

سوزشِ دل مین ہے مزا قیصر
چارۂ شعلۂ جگر نہ کرے

مستعد قتل یہ وہ ترک جفا جو ہو جائے — یا الٰہی کہین قبضہ مرا یکسو ہو جائے
اے قمر نورِ رخِ یار سے فق تو ہو جائے — بھور ہو جائے جو صبحِ شبِ گیسو ہو جائے
منتشر باغ مین گر نکہتِ گیسو ہو جائے — ہر حبابِ لبِ جو نافۂ آہو ہو جائے
چاہیے اے طائرِ جان طاقِ حرم مین باندھون — گر کمندِ سرِ گیسو سے رہا تو ہو جائے
بوئے گیسو جو بسائے تو بنے مشکِ ختن — دامنِ بادِ بہاری مین یہ خوشبو ہو جائے
وہ بتِ شوخ غمِ ہجر سے آزاد کرے — اے خدا بندہ نوازی کی اوسے خو ہو جائے
بام پر جلوۂ نورِ رخِ مہرو دیکھون — اوج پر نیّرِ اقبال اگر تو ہو جائے
وہ موحد ہون کہ دن رات دعا کرتا ہون — کوئی دل مین نہ رہے مرے تو ہی تو ہو جائے
کیا عجب نالۂ قمری کی شرر باری سے — صورتِ شمع ہر اک سروِ لبِ جو ہو جائے
یا الٰہی رہے برپا یہ قیامت ہر دم — دل مین ساکن الفِ قامتِ دلجو ہو جائے
تجھسے اے آرزوئے وصل یہ تنگ آیا ہون — چاہتا ہون کہ مرے دل سے جدا تو ہو جائے
ہون وہ بلبل جو اوٹھا لون مین نشیمن اپنا — عالمِ گلشنِ ایجاد ابھی ہو ہو جائے
گر اجازت ہو تری زلف کی کھینچون تصویر — ہو قلم ہاتھ اگر فرق سرِ مو ہو جائے

اے تجسس کسی دن تو کہین ملجائینگے وہ
قطع کیون سلسلۂ دور تکاپو ہو جائے

تاک مین چشم فسون گر کے نہ رہئے قیصر
دیکھیے دیکھیے آنکھون کا نہ جادو ہو جائے

کہین غصہ مین نہ آکر وہ ستمگر توڑے
کیون یہ گردن سے چلاتے ہین باہر توڑے

مے پرستون کا کہین جور نہ ہو شیشۂ دل
محتسب ساغر و پیمانہ سمجھکر توڑے

سجدۂ شکر کرے کنج قناعت مین بشر
کاسۂ بوالہوسی کو جو ہمت در در توڑے

چھٹ گیا دامن قاتل دم تکبیر افسوس
یون ہمارا بھی کسی کا نہ مقدر توڑے

دم خفا جسم گلی مین سہے تپ فرقت سے
کہین دیوار عناصر کو مقدر توڑے

خاکپا اوس شہ عالی کا بنادے یارب
لات سے جس نے کہ بت کعبے کے اندر توڑے

وائے تقدیر جو نامہ بھی لکھا اوس بت کو
میری قسمت نے پر و بال کبوتر توڑے

دست قاتل سے شہادت ہی نہ تھی قسمت مین
ورنہ گردن مری جلاد کا خنجر توڑے

اک غزل اور اسی بحر مین لکھو قیصر
جسکے ہر شعر سے مفہوم ہون زیور توڑے

کیون نہ برپا کرین ہنگامۂ محشر توڑے
پہنے رہتے ہین وہ پازیب کے اوپر توڑے

جسنے دیکھا وہ ہوا طوق غلامی مین اسیر
سحر رکھتے ہین ترے لے بت آذر توڑے

اے اجل ہار تو ہی میرے گلے کی ہوجا
گر دکھاتا نہین تجھکو وہ ستمگر توڑے

ایڑیون تک جو تری زلف چلیپا ہو پہنچی
ہوگئے رشک دہ نکہت عنبر توڑے

لطف دیکھا پس مردن یہ شکست دل کا
رو دیا تربت پہ مری یار بڑھاکر توڑے

واہ رے پائے مصفائے بتان کا جلوہ
بنگئے حلقۂ خورشید منور توڑے

دست نازک پہ نہ خنجر کا کہین بار پڑے
قتل تم مجھکو کرو اپنے دکھاکر توڑے

مہ و خورشید کے ہالے نہین یہ گردون پر
جھڑ گئے پاؤن سے تیرے یہ اوترکر توڑے

پھر تو ملجائے صلہ دل شکنی کا مجھکو
ہاتھ آجائین جو اوس شوخ کے قیصر توڑے

ہوئے کعبہ مین پیدا واہ رے توقیر حیدر کی
ازل سے خانۂ حق بنگیا جاگیر حیدر کی

اسی ڈہوڑی سے دونی ہوگئی شان سیر افرازی
نہ دربانی کرے کیون آسمانِ پیر حیدر کی

کمان جھکتی تھی قدمون پر رہے صید افگنی کہکر
لبِ سوفار سے کرتا تھا مدحت تیر حیدر کی

کہا اللہ اکبر جب صفِ فوجِ مخالف مین
جلالِ ہیبتِ حق بنگئی تکبیر حیدر کی

دمِ صید افگنی تیرِ مژہ پر لوٹ جاتا تھا
صفت کرتا تھا قربان ہوکے ہر نخچیر حیدر کی

ہوئے پیرو طریق آفتابِ دینِ احمد کے
لڑکپن ہی مین چمکی واہ رے تقدیر حیدر کی

درِ خیبر کھلا اک پل بندھگیا اللہ رے قوت
کلیدِ قفلِ نصرت بنگئی شمشیر حیدر کی

دیا ساتھ اس نے جم کر معرکون مین ہر قدم اوسکا
رہی ہمسازِ دلدل واہ رے شمشیر حیدر کی

اوٹھا جب ابر ڈھالون کا صفِ فوجِ مخالف مین
کڑک کر برق خاطف بنگئی شمشیر حیدر کی

قضا بھی چھانٹ کر خندق مین اوسکو جھونکے جاتے تھے
قلم کرتی تھی جس کا نخلِ قد شمشیر حیدر کی

نظر آتے تھے آئینونپہ آئینے یہ عالم تھا
لدی تھی جوہرون مین اس قدر شمشیر حیدر کی

دہن کیا سلسلہ بھی وہ سخن کا کاٹ دیتی تھی
زبانین دو تھین گو یکتا تھی پر شمشیر حیدر کی

جو کوئی وار تیغِ تیز کا کرتا تھا خیبر مین
اوسی پر ڈھال دیتی تھی اوسے شمشیر حیدر کی

چلی ہاتھون سے جب مسند نشینِ دینِ احمد کے
ظفر تکیہ بنی ہر جنگ مین شمشیر حیدر کی

کٹے فقرون سے اوسکے اہل شہر باتون ہی باتون مین
سخن ہوکر زبانون پر پھری شمشیر حیدر کی

بہارِ باغِ دینِ احمدی بڑہتی گئی ہر دم
چلی یون گلشنِ ایجاد مین شمشیر حیدر کی

گرہ نیزونکی کھولی تیر کاٹے قصرِ تن توڑے
بنی عقدہ کشا ہر جنگ مین شمشیر حیدر کی

شکنجے مین اجل کے کھینچتی تھی فوجِ اعدا کو
دکھاتی تھی یہ کس بل جنگ مین شمشیر حیدر کی

شبہی جس جنگ مین شب کو وہان اک چاندنی چھٹکی
مہِ کامل مہِ نو سے بنی شمشیر حیدر کی

ہوا غل آسمان پر قوس مین وہ ماہِ نو آیا | کمان سے جھک کے جب دم ملگئی شمشیر حیدر کی
شباب و شیب دونو آپ کے اوپر تصدق ہین | محبت دل مین رکھتے ہین جوان و پیر حیدر کی
غلامی کا جسے خط ملگیا وہ خلد مین پہونچا | قبالہ باغ جنت کا ہی تحریر حیدر کی

مرقع نور کا تیرے بنے یارب دلِ قیصر
الٰہی اس قلم دین رہے تصویر حیدر کی

ہمین یاد ہے قدر دانی کسیکی | کبھی ہم پہ تھی مہربانی کسیکی
اسے اے نکیرین کیا پوچھتے ہو | یہ داغ جگر ہے نشانی کسیکی
ہرے کس طرح سے نہون داغ دل کے | کہ پوشاک ہے آج دھانی کسیکی
جسے دیکھتے ہین وہ مرنے پہ غش ہے | قیامت ہوئی ہے جوانی کسیکی
کیا ذکر میرا کسی نے تو بولے | یہ قصہ سنا ہے زبانی کسیکی
ہنسی میرے زخمون کو آتی ہے کیا کیا | ردا دیکھکر زعفرانی کسیکی
نہو طاق کیونکر وہ جور و ستم مین | کہ ہین چوڑیان آسمانی کسیکی
یہی نقشہ جمے گا کہ تو بت بنے گا | جو تصویر کھینچے گا مانی کسیکی
جلا دے کہین مجکو برقِ تجلی | سنون تا بکے لن ترانی کسیکی
ہنسے خوب دل کھولکر آج ہم بھی | ردا تھا مگر زعفرانی کسیکی
غضب کر رہا ہے تغافل کسیکا | کٹے کس طرح زندگانی کسیکی
بنے رشکِ خورشید خاکِ شہیدان | جو ذرون پہ ہو مہربانی کسیکی
رکھون رحل دل پر مین مصحف کی صورت | جو قرآن مین پاؤن نشانی کسیکی
یہ حیرت ہوئی چپ ہوے حضرت دل | جو یاد آگئی خوش بیانی کسیکی
وہی شان دیر و حرم مین بھی دیکھی | ہر اک گھر مین پائی نشانی کسیکی
وہ اشعار گرم اپنے سن سن کے بولے | جلاتی ہے آتش بیانی کسیکی

نہ بدلینگے مہر سلیمان سے اس کو
یہ چھلا ہے قیصر نشانی کسیکی

اے جنون لیلیٰ مجھے سیر بیابان کیلئے
تلوے کھجلاتے ہین پھر خار مغیلان کے لئے

جو کوئی عاشق کسی کا ہو تو ہو کچھ ضبط بھی
چاہیے حفظ مراتب راز پنہان کے لئے

حق نے ختم المرسلین روز ازل سے کردیا
قطع یہ جامہ ہوا شاہ رسولان کے لئے

اے فلک بجلی تو کیا مین اودن گنہگار ہون
آگ برسے گر دعا مانگون مین باران کے لئے

شوق سے اے ترک صید افگن نشانہ کر مجھے
خانۂ دل مین جگہ ہے تیر مژگان کے لئے

اے جنون گلرنگ کردے شوق سے کیا خوف ہے
سر مرا پیدا ہوا ہے سنگ طفلان کے لئے

کیا مسیحائی سے باز آئینگے میرے واسطے
کیون نہین آتے علاج درد ہجران کے لئے

بعد مردن بھی پھرینگے ہم بگولے کی طرح
خاک بنکر جستجو ہے کوئے جانان کے لئے

تار مژگان مین پروکر دانہ ہائے اشک کو
استخارہ دیکھتا ہون وصل جانان کے لئے

بعد مردن قیصر عاصی جناب مصطفیٰ
آئینگے مرقد مین امداد غریبان کے لئے

تمہاری زلف پہ سر اپنا جا کے وار آئے
چڑھا تھا سر پہ یہ سودا اسے اوتار آئے

ہزار بار کہا پر نہ ایک بار آئے
تمہارے وعدون کا کیا ہمکو اعتبار آئے

جو کھولے باغ مین وہ زلف مشکبار آئے
ہوا پہ اوڑکے وہین نافۂ تتار آئے

مراد باغ بسا بوئے مشک وعنبر سے
نسیم زلف کے جھونکے جو بار بار آئے

الٰہی خاک مری اوڑکے اوسپہ قربان ہو
سر مزار جو وہ ترک شہسوار آئے

ہمین تو ہجر مین اوس رشک گل کی یکسان ہے
خزان چمن مین ہو یا موسم بہار آئے

ملایا خاک مین جب عشق زلف پیچان نے
وہ بال کھولے ہوئے تب سر مزار آئے

مآل کار کا اپنے ضرور دھیان رہے
جو بھولے سے بھی کوئی زیر بام مزار آئے

یہ کیون رمیدگی ہے آہوانِ صحرا کو
وہ آج دشت مین شاید پئے شکار آئے

چڑھے شرارۂ آہِ رسا جو گردون پر
یقین ہے کرۂ نار کو بخار آئے

خیالِ رُخ مین رہے گاہ زُلف سے اُلجھے
کبھی حلب مین کبھی جانبِ تتار آئے

نہ چین لینے دیا اونکو جذبۂ دل نے
ہزار بار گئے وہ ہزار بار آئے

لپٹ لپٹ کے وہ روئے ہماری غربت پر
جو پاے بوسی کو دشتِ جنون مین خار آئے

یہ مجھسے کہتا ہے قیصر مرا دلِ وحشی
وہ بیٹھین آکے جو پہلو مین تو قرار آئے

فتنے جاگینگے غضب ہوگا قیامت ہوگی
ابھی کیا کیا نہ تری چال سے آفت ہوگی

حشر کے دن بھی تری چال سے آفت ہوگی
فتنے پسجائینگے پامال قیامت ہوگی

آئیگا فاتحہ خوانی کو جو وہ آفتِ جان
اُٹھکے قربان مری خاکِ سرِ تربت ہوگی

پاینتی اپنے بٹھانے مین نہ انکار کرو
تلوے سہلائینگے ہم آپکو راحت ہوگی

یون اداسے کرونگا مین قضا اے زاہد
تیغِ قاتل مجھے محرابِ عبادت ہوگی

زندگی میری کٹے گی یوہین تارے گنکر
عمر بھر تو نہ سحر اے شبِ فرقت ہوگی

یہی لیگا جو مزے دیدۂ مشتاق کو ہے
طرفۃ العین مین دیدار کی صورت ہوگی

جامۂ تن پہ گناہوں کے تھونگے دھبے
جوش پر حشر مین موجِ یمِ رحمت ہوگی

خاک کیا کیا حرم و دیر کی ہم چھانینگے
یہ خرابی درِ دلدار کے بابت ہوگی

میکشو دستِ سبو ہاتھ مرا تھانبے گا
مجکو گر پیرِ خرابات سے بیعت ہوگی

اے مسیحائے زمانہ یہ تغافل کیون ہے
کیا علاجِ تپِ فرقت مین نہ دقت ہوگی

دم بھرینگے ترے حُسنِ نمکین کا ہر دم
چاٹ زخموں کو یہ اے کانِ ملاحت ہوگی

زعفران زارِ ختن مجکو نظر آئے گا
زرد جسدن ترے موباف کی رنگت ہوگی

خاتمہ بھی تہِ شمشیر مرا ہوگا بخیر
مصحفِ رُخ کی دمِ قتل زیارت ہوگی

ہے عنایت جو رسولِ دوسرا کی قیصر
فردِ عصیان پہ تری مہرِ شفاعت ہوگی

کیون خال تمہارے رخِ تابان مین نہین ہے
کچھ راز ہے بلبل جو گلستان مین نہین ہے

کیا جان ترے سلسلۂ جنبان مین نہین ہے
زنجیر کا غل خانۂ زندان مین نہین ہے

ممکن نہین کچھ وصف ترے موئے میان کا
اثباتِ کمر عالمِ امکان مین نہین ہے

ظلمات مین خورشیدِ درخشان کا ہے جلوہ
رخسار ترا زلفِ پریشان مین نہین ہے

اوٹھتا ہے دھوان آتشِ یاقوت سے گویا
مسّی کی اوداہٹ لبِ جانان مین نہین ہے

حیران ہون کیون خال ہوا مصحفِ رخ پر
نکتے کی جگہ تو کہین قرآن مین نہین ہے

جلتا ہے تپِ ہجر سے سینہ بھی جگر بھی
یہ آگ فقط سینۂ سوزان مین نہین ہے

الفت ہے کیا کسکی خودی سے مجھے باہر
مین آپ مین دل سینۂ سوزان مین نہین ہے

محشر مین جلاویگی اوسے آتشِ دوزخ
جو جو کہ ترے سایۂ دامان مین نہین ہے

للہ چلے آئیے آنکھون مین جگہ ہے
جز شوق کوئی دیدۂ حیران مین نہین ہے

کس طرح سے دیکھون سحرِ وصل کی صورت
تاثیر دعائے شبِ ہجران مین نہین ہے

باہر نہ رہے صحبتِ احباب سے کوئی
برباد وہ گل ہے جو گلستان مین نہین ہے

وہ شوق سے دیکھین مرے داغون کا تماشا
کچھ لطف اگر سیرِ چراغان مین نہین ہے

لے دستِ جنون قطع ہوا رشتۂ الفت
اب تارِ نفس تک تنِ عریان مین نہین ہے

کیا قہر ہے تب گھر سے عیادت کو چلے ہین
جب جان مریضِ تپِ ہجران مین نہین ہے

بس کالے نے اوگا ہے شبِ تار مین قیصر
ہو بافِ زری گیسوئے جانان مین نہین ہے

اب تیری ملاقات سے انکار کرین گے
مرنے بھی رہینگے تو نہ اقرار کرین گے

پھر صورتِ منصور سرِ دار کرین گے
لیکن نہ خیالِ قدِ دلدار کرین گے

سب بار اوٹھائینگے تری سنگدلی کے
شکوہ نہ مگر او بتِ عیار کرینگے

ممتاز ہوا کاسۂ سر ٹھوکرین کھا کر
اب دیدۂ و دل فرشِ رہِ یار کرینگے

پھر فصلِ بہار آئی پھر اب مست تمھارے
آباد درِ خانۂ خمّار کرینگے

لائیگی اونھین کھینچکے اکدن کششِ دل
کبتک مرے ملنے سے وہ انکار کرینگے

قیصر ترے حامی ہین شہنشاہِ حجازی
دریائے مصیبت سے تجھے پار کرینگے

اگلی باتین نہ رہین اور وہ اُلفت نہ رہی
تم کو اے جانِ جہان ہم سے محبت نہ رہی

ہوگیا شیشہ سے نازک دلِ محزون اپنا
کون اب ناز اوٹھائے وہ طبیعت نہ رہی

وصل بھی ہوگیا فرقت بھی ہوئی غم بھی ہوا
اب مرے دل مین کسی طور کی حسرت نہ رہی

رنج سے دردِ جدائی سے اذیت سے بچے
شکر ہے خوب ہوا تم سے محبت نہ رہی

اے صنم بندے ہوئے تیرے خدا کو بھولے
مُنہ دکھائینگے کوئی حشر مین صورت نہ رہی

نزع کا وقت ہے ہونٹوں پہ ہے دم آپہونچا
اے مسیحا ترے بیمار مین حالت نہ رہی

وعدہ آنے کا کیا اور نہ آئے مرے گھر
بیٹھے پوچھا جو سبب بولے کہ فرصت نہ رہی

کوئے جانان سے بھی برباد کی تونے مری خاک
اے صبا کون سے دن تجھکو کدورت نہ رہی

ضعف اس درجہ بڑھا یا تپِ ہجران تونے
تا درِ یار پہونچنے کی بھی طاقت نہ رہی

پا بہ زنجیر ہوئے ہم وہ ہوئے پردہ نشین
اون سے اب کوئی ملاقات کی صورت نہ رہی

ملگئے خاک مین جمشید و سکندر قیصر
مٹ گئے ایسے کہ خاکِ سرِ تربت نہ رہی

عمر بڑھ جاتی اگر موت کا ارمان کرتے
برق گرتی ہم اگر خواہشِ باران کرتے

نکہتِ عنبرِ سارا کو پشیمان کرتے
وہ اگر جعدِ معنبر کو پریشان کرتے

حشر مین پرششِ اعمال سے فرصت ملتی
اے جنون چاک جو ہم نامۂ عصیان کرتے

رات فرقت کی بڑھی بخت کی کوتاہی سے
اُنسے کیا شکوہ طولِ شبِ ہجران کرتے

پاؤن رکھتے وہ زمین پر تو تمنا تھی یہی
فرش ہم زیرِ قدم دیدہ حیران کرتے

لطفِ مہتاب کا ہر شاخِ شجر دکھلاتی
چاندنی مین وہ اگر سیرِ گلستان کرتے

قبر سے حشر کے دن نکلینگے وحشی تیرے
صبحِ محشر کی طرح چاک گریبان کرتے

تیغِ ابرو سے ہمین ذبح جو کرتا قاتل
سجدہ شکرِ تہِ خنجر بران کرتے

تیری درگاہ مین ہوتی جو رسائی انکو
سجدے زاہد تجھے اے دشمنِ ایمان کرتے

عکس اونکا ادھین سے آکے مقابل ہوتا
آئینہ چھت مین لگا کر اوٹھین حیران کرتے

رحم کر قیصرِ عاصی پہ بحقِ احمد
شرم آتی ہے دعا اسے مِرے یزدان کرتے

ترے وصال کی دلمین ہے آرزو باقی
یہ ایک داغ ہے اے شوخِ شعلہ رو باقی

جہان مین فتنۂ قامت اگر ہے تو باقی
نہین قیامِ قیامت مین گفتگو باقی

وہ بزم ہے نہ وہ ساقی نہ ہے سبو باقی
بجائے میکدہ اب ہے مقام ہو باقی

جو سر رہے تو رہے تیری زلف کا سودا
جو دل رہے تو رہے تیری آرزو باقی

بتون کی چاہِ ذقن مین گرا تو ہے ایدل
خدا کرے کہ رہے تیری آبرو باقی

غضب ہے دامنِ زخمِ جگر یہ چاک ہوا
کسی طرح نہ رہی صورتِ رفو باقی

نمازِ شوقِ شہادت مین فرق آجاتا
جو آبِ تیغ نہ رہتا پئے وضو باقی

کوئی نہین ہے اکیلا ہون اے چراغِ لحد
فقط ہے نام کو دلسوز ایک تو باقی

ٹھہر نہ اے یمِ اشکِ روان خدا کے لئے
ابھی ہے دامنِ عصیان کی شست و شو باقی

ہر ایک شے کو فنا ہے بقا تجھی کو ہے
ترا ہی نام ہے باقی رہے گا تو باقی

بنے گا غیرتِ باغِ جنان مرا مرقد
اگر رہی گلِ داغِ جگر مین بو باقی

سکھا دیا ہے تپِ ہجر یار نے ایسا
کہا نکا اشک رگون مین نہین لہو باقی

نکالون وصل کی شب کسکو کسکو اے گردو
ہزار ہا ہین مرے دل مین آرزو باقی

گلا بھی تیغ بھی موجود ہے بتا قاتل
ہمارے قتل مین اب کیا ہے گفتگو باقی

کیا ہے زار یہ عشق کمر نے اک بت کے
کہ رہگیا ہے تن زار مثل مو باقی

کرینگے نشتر مژگان کی ہم بھی مہمانی
جو رہگیا رگ شریان مین کچھ لہو باقی

الٰہی خنجر قاتل کو وہ روانی دے
نہ رہنے پائے نشان رگ گلو باقی

سنین وہ یا نہ سنین اون سے کچھ کہو قیصر
کہین نہ دل کی رہے دلمین آرزو باقی

چشم کی گرمی رفتار کی لب کی شوخی
ایک سے ایک ہے اوس گل مین غضب کی شوخی

طرز گفتار کی رفتار کی لب کی شوخی
خوب آئینہ ہے دلبر مرے سب کی شوخی

بے دھڑک کوچۂ سفاک کی ہے آمد و شد
سر کٹائیگی مرا پائے طلب کی شوخی

اک خدائی کو ہے آشوب قیامت کا گمان
آہوئے چشم بتان مین ہے غضب کی شوخی

گل کو غیرت سے کئے دیتی ہے پانی پانی
اے بت شوخ ترے غنچۂ لب کی شوخی

شیشۂ دل مین پری بنکے اوتر آئی ہے
رنگ لائی ہے نیا بنت عنب کی شوخی

کب ترے چال سے پامال زمانہ نہ رہا
تو نے اے ابلق ایام نہ کب کی شوخی

جام مے ہاتھ مین ساقی کے بنا ساغر گل
عکس افگن جو ہوئی سرخی لب کی شوخی

منہ پہ چڑھتا ہے بت ماہ لقا کے ہر دم
دیکھنا شیشۂ گستاخ حلب کی شوخی

اونکو رفتار نہین راہ پہ آنے دیتی
کجروی آج سکھاتی ہے غضب کی شوخی

ایک دم کا بھی توقف نہوا وائے نصیب
تیری توسن نے مری خاک پہ جب کی شوخی

بڑھتی جاتی ہے ہوس گیسوئے قاتل کی اسے
شانے کٹوائیگی کیا دست طلب کی شوخی

شعبدے بھول گئی چشم فلک کی گردش
آپکی چشم فسون ساز نے جب کی شوخی

دونو عالم کی حقیقت کو بھلا دیتی ہے
سحر کرتی ہے عجب بنت عنب کی شوخی

برق کی طرح نہ کیونکر دل قیصر تڑپے
یاد آتی ہے تری وصل کے شب کی شوخی

دودِ دل اصلا نہ لب تک لائے
اسطرح اے سوزِ غم جل جائے

شوخیٔ رفتار پھر دکھلائے
پھر قیامت میرے سر پر لائے

مہندی ملکر روز دل مین آئے
آگ اس گھر مین لگاتے جائے

حضرتِ دل کوچۂ سفّاک مین
سوچ کر چلئے سمجھکر جائے

دل نہین سنتا نہین سنتا مری
کس طرح یارب اسے سمجھائے

چھیڑ زخمِ دل کی کہتی ہے یہی
خوب آنکھون سے لہو برسائے

ہے دلا یہ انتہائے جستجو
گوہرِ جان کھوکے اونکو پائے

عالمِ دیوانگی مین لطف ہے
بیخودی سے کیون خودی مین آئے

کہتی ہے اونکی کمر کی جستجو
لامکان سے اور آگے جائے

خوب نکلی دیدِ قاتل کی ہوس
سخت جانی تیرے صدقے جائے

فکرِ عقبیٰ ہے جو قیصر آپ کو
ہند سے یثرب کی جانب جائیے

آتشِ غم مشتعل ہے اشکِ ناب آنیکو ہے
جوش کھا کر غنچۂ دل سے گلاب آنیکو ہے

پھر خیالِ روئے روشن وقتِ خواب آنیکو ہے
پھر مرے سر پر چمک کر آفتاب آنیکو ہے

منکرانِ روزِ محشر سے کہو توبہ کرین
شبکو گھٹے پر وہ رشکِ آفتاب آنیکو ہے

ہو چلے ہین خودنما اعضائے بیباک کے
مژدہ اے دستِ ہوس عہدِ شباب آنیکو ہے

روک لے اسے شہسوارِ حسن رخشِ ناز کو
توسنِ عمرِ روان بھی ہمرکاب آنیکو ہے

ڈالنے والے ہین رخ پر گیسوؤ نکی وہ نقاب
سنبلہ مین اے منجم آفتاب آنیکو ہے

شیشہ و ساقی کی غم کی مستیون کی خبر ہو
محتسب بیدل ہوئے بزم شراب آنیکو ہے

یہ جوش باپایہ ہے سُنتے ہین وہ کچھ حالِ فراق
لب پہ پہلو سے دلِ پر اضطراب آنکھو ہے

مستعد صبر شکیبائی ہین جانے کے لئے
آپ پہ شاید دلِ خانہ خراب آنکھو ہے

رشتۂ امّیداے دل قطع ہوتے جاتے ہین
کیا زبانِ تیغ سے خط کا جواب آنکھو ہے

اے بُتو حُسنِ جوانی کو غنیمت جان لو
پھر کہان یہ دن کہان عہدِ شباب آنکھو ہے

میکدے مین ہوگا جاری آج دریائے کرم
فیضِ ساقی سے یہان موجِ شراب آنکھو ہے

دے رہی ہے یہ خبر ہمکو ہوا برسات کی
شیشۂ وساغر لئے ساقی شتاب آنکھو ہے

نذرِ قاصد کو جو ہاتھون پر لئے ہو نقدِ دل
آج کیا قیصر عریضے کا جواب آنکھو ہے

دل مین جو اپنے اِک بُتِ کافر کی جا ہوئی
کیا کیا ہماری خانہ بدوشی خفا ہوئی

جان اپنی نذرِ ناوکِ پیکِ قضا ہوئی
ترچھی نگاہ بھی ہمین بانکی ادا ہوئی

گیسو یہ اونکے ہاتھون سے نازل بلا ہوئی
موباف سے بندھی ہین یہ اچھی سزا ہوئی

رفتار ابتدا ہی سے محشر نما ہوئی
اب فتنہ سازیون کی ترے انتہا ہوئی

آہِ درون سے اشک مین سوزش سوا ہوئی
پانی مین آگ ڈال کے بجلی ہوا ہوئی

پرسش گنہ کی مجھ سے جو روزِ جزا ہوئی
رحمت کہے گی کہدے کہ یارب خطا ہوئی

محشر خرام آپ کی تیغِ ادا ہوئی
دو ہاتھ کیا چلی کہ قیامت بپا ہوئی

آئینہ کردیا ہے اوسے تیری مانگ نے
اب صاف راہِ ظلمتِ آبِ بقا ہوئی

شعلہ جو دل مین آتشِ فرقت کا بڑھ گیا
داغِ جگر مین اور بھی سوزش سوا ہوئی

اس بے تکلفی سے ملے وہ شبِ وصال
شوخی نے بھی کہا کہ حیا آج کیا ہوئی

اے تاجدارِ حُسن ترا فیض یہہ بڑھا
زُلفِ دراز سایۂ بالِ ہما ہوئی

مُنہ سے ملائینگے نہ سرافیل صور کو
اونچی جو میرے نالۂ دل کی صدا ہوئی

پرہیز ہے قضا کو جو بیمارِ ہجر سے
کیا عارضے مین موت کی خود مبتلا ہوئی

مستی لبون پہ اپنی ملی کیون حضور سے
تاریک اور ظلمتِ آبِ بقا ہوئی

کچھ حال اپنا کہہ نہ سکا اونکو دیکھکر
ہچکی سی لگ گئی سب سمجھے یہ بات کیا ہوئی

وہ آئے آدھی رات کو تو کوئی دُکھ نہ تھا
مجکو دعائے نیم شبی بھی دوا ہوئی

زاہد کو پیتے دیکھ کے رندون نے یہ کہا
کہیے مئے طہور کی خواہش وہ کیا ہوئی

آئی جو تاکمر تری چوٹی شبِ وصال
ملکِ عدم مین رات کو نازل بلا ہوئی

زاہد جو وقتِ بادہ کشی ترش رو ہوا
سرکہ شرابِ ناب بنی پارسا ہوئی

قیصر کئے ہین اس نے جو عشاق کے لہو
پامال بھی تو قلم بھی اسی سے حنا ہوئی

خوشی سے وہ کھلکھل کے ہنستے رہے
شبِ وصل ہوتی برستے رہے

عدم کے نہ مسدود رستے رہے
زمین کے تلے شہر بستے رہے

رقیبون سے وہ روز ہنستے رہے
مگر عمر بھر ہم ترستے رہے

وفا کا بھی بازار کیا سرد ہے
کہ دل اس مین سستے سے سستے رہے

نہ ہوگا ہمارا حساب و کتاب
جو ابتر گناہون سے بستے رہے

تری زُلف مین دل بھٹکتا رہا
بڑے پیچ و خم کے یہ رستے رہے

مین جلتا رہا باغ مین سب ترے
جو ابرِ بہاری برستے رہے

ترے گیسوؤن کا تصور بندھا
مرے دل کو دو سانپ ڈستے رہے

پسِ مرگ باغِ جنان کو گئے
ترے در پہ جو لوگ بستے رہے

اوڑی جب کبھی تیرے گیسو کی بو
معطر ترے گھر کے رستے رہے

مرا کشورِ دل پرستان رہا
ہزارون پریزاد بستے رہے

رہا جوش پر بحرِ اشکِ روان
مرے دیدۂ تر برستے رہے

وہ بیٹھے رہے پہلوئے غیر مین
مگر حضرتِ دل ترستے رہے

کیا وار گہرا جو سفاک نے
مرے زخمِ دل خوب ہنستے رہے

مقدر ہین قیصر اوٹھین کے رسا
جو روضے پہ احمد کے بستے رہے

کشتۂ تیغِ تغافل رہے ناشاد رہے
تجھکو قاتل نہ ہوئی یاد کبھی ہم یاد رہے

پاس ایمان کا تجھے اے دلِ ناشاد رہے
حفظ وہ مصحفِ رخسار رہے یاد رہے

غیر اوس بُت کی نظر سے گرے برباد رہے
یا الٰہی یوہین تا حشر یہ افتاد رہے

وہ نہ بیچین ہون کوسٹے پہ تجھے یاد رہے
اتنی اونچی بھی نہ ایدل تری فریاد رہے

ایک بھی تو نہوا وعدۂ دیدار وفا
آپ اس فن مین ہمیشہ یوہین اُستاد رہے

تیرے جلوے کی فضا دونون جگہہ ہے اے بُت
کعبہ گلزار رہے دیر بھی آباد رہے

ہم نے تو راہِ وفا پر اوٹھین دیکھا نہ سُنا
بانیٔ جور رہے یا ستم ایجاد رہے

پھنسگئے رشتۂ اُلفت مین ازل کے دن سے
ہم تو بے دام ہی بندے ترے صیاد رہے

ہوگیا خانۂ دل انکی ہوا مین برباد
اپنے تو ہوش اوڑاتے یہ پریزاد رہے

رنگ دکھلائے نہ کیون خونِ شہیدان کی بہار
سُرخ پوشاک جو پہنے ہوئے جلاد رہے

دلِ بُلبُل مین کھٹکتا ہی رہا خارِ الم
وان سے گلچین جو گئے باغ مین صیاد رہے

جائے عبرت ہے بسے باغِ جہان مین کیا وہ
یاد تیری جسے اے گلشنِ شداد رہے

اوٹھے ہین باغِ محبت کے ہوا کے جھونکے
جو ہوا خواہ رہے اونکے وہ برباد رہے

تیرے ہاتھون سے ملا چین نہ قاتل انکو
دہنِ زخمِ جگر مائلِ فریاد رہے

اپنے کوچے مین نہ دی دفن کی قاتل نے جگہہ
تھا یہ منظور کہ مٹی مری برباد رہے

سو بلاؤن مین پھنسے پیچ مقدر مین پڑے
اونکے گیسو کے گرفتار نہ آزاد رہے

یہ دعا ہے مری جب نزع کا ہنگام آئے
نام ہو لب پہ ترا دل مین تری یاد رہے

کھلتے جائینگے ترے عقدۂ مشکل قیصر
فکر کیا بھید شیرِ مردان کی جو امداد رہے

جانبِ ملکِ عدم بیٹھے ہین چلنے کے لئے
آئے ہین جامۂ ہستی کے بدلنے کے لئے

مستعد تیرِ مژہ دل پہ ہین چلنے کے لئے
خوب سوجھی یہ اونھین جی کے بہلنے کے لئے

وہ سدھارے نہین ہے صبحِ شبِ وصل بھی دور
جان پہلے ہی سے مضطر ہے نکلنے کے لئے

چشمِ گریان مین تصور ہے تری آنکھون کا
شیر آئے ہین ترائی مین ٹہلنے کے لئے

اشک آنکھون مین بھرے رہتے ہین جوشِ غم سے
دونون چشمے یہ لبالب ہین ابلنے کے لئے

حضرتِ دل تری مژگان کی طرف جاتے ہین
راہِ پُرخار ملی ہے انھین چلنے کے لئے

پرِ بُلبُل کے کترنے کو نہ کہہ اے صیاد
کیون زبان ہوگئی قینچی تری چلنے کے لئے

ڈھونڈھتے ہین ترے گیسو مرے دل کا رستہ
سانپ ایسی راہ پہ لہراتے ہین چلنے کے لئے

اشک کر دینگے مرے گرمیٔ حمام کو سرد
ساتھ غیرون کے نہاؤ مرے جلنے کے لئے

ساغر و جام پہ تیرا ہی کرم ہے ساقی
ہاتھ آتے ہین انھین پاون جو چلنے کے لئے

خون اسکا ہے کہین رنگ حنا سے بہتر
ساتھ لیجاؤ کلیجہ مرا ملنے کے لئے

اون کے کوچے سے جو جاتا ہے جنازہ میرا
حکم دیتے نہین کاندھا بھی بدلنے کے لئے

حالِ دل مین نے کہا اون سے تو ہنسکر بولے
ہوتے ہین زخم کے انگور ہی پھلنے کے لئے

پاؤن پھیلائے درِ یار پہ پہونچا جسدم
کیا جگہ ہاتھ لگی دل کو مچلنے کے لئے

لاگ اس کو جو پتنگون کے جلانے کی نہین
شمع پھر بزم مین کیون آتی ہے جلنے کے لئے

دیکھو اے جانِ جہان اپنے مریضِ غم کو
دم کا وقفہ نہین اب جان نکلنے کے لئے

کس محبت سے یہ فرماتے ہین مجھ سے شبِ وصل
کوئی حسرت نہ رہے آج نکلنے کے لئے

نزع مین حسرتِ دیدار کا یہ مجمع ہے
روح گھبراتی ہے آنکھون سے نکلنے کے لئے

مر کے بھی ہین ترے کوچے سے نہ سرکونگا کبھی
کیا ترا سایۂ دیوار ہون ٹلنے کے لئے

تجھ سا مہجور نہوگا کوئی اے حسرتِ وصل
ہاتھ پائے کفِ افسوس ہی ملنے کے لئے

دل کے لینے مین تو مشتاق ہوئی ہین آنکھین
تیوریان بھی انھین سکھلاؤ بدلنے کے لئے

باہر آنے نہ دیا دل سے شبِ فرقت نے
خوب ترسے مرے ارمان نکلنے کے لئے

اُٹھکے اے دردِ جگر دل کو نہ ٹہلا میرے
کچھ تو مہلت دے طبیعت کو سنبھلنے کے لئے

کس قیامت کی ہے رفتار تری اے ظالم
ساتھ فتنے بھی اوٹھا کرتے ہین چلنے کے لئے

وصف لب کا ترے کیونکر نہ زبان سے نکلے
مین نے پایا ہے دہن لعل اوگلنے کے لئے

طلبی ہوئی ہے سرکارِ نبی سے قیصر
ابکی تیار رہو ہند سے چلنے کے لئے

ملتے موسیٰ تو مین کہتا یہ سوال اچھا ہے
طور اچھا ہے کہ وہ برق جمال اچھا ہے

ہجر تیرا ہے بُرا تیرا وصال اچھا ہے
وہ تصوّر نہین اچھا یہ خیال اچھا ہے

کہتے ہین نوح کے پر طائر نامہ بر کے
پھر اوڑائے نہ خبر یے پر و بال اچھا ہے

دل کسی اور کو دینگے تو شکوے ہونگے
پھر کہے دیتے ہین لے لیجئے مال اچھا ہے

اون کے گیسوئے بلاخیز کا سودا ہوا ہے
غیر کے سر بھی رہے تو یہ وبال اچھا ہے

دیکھنے ہی کے مسیحا ہو تُم اے جانِ جہان
دم ہے آنکھون مین مرا کہتے ہو حال اچھا ہے

صوفیون ہی سے تو ملتا ہے رہِ حق کا پتہ
قول اچھا ہے تو انلوگونکا قال اچھا ہے

آرزوئے دلِ بیتاب کہون یا نہ کہون
وہ بُرا مان نجائین تو سوال اچھا ہے

کیا بیان وجدِ حق آگاہ کی کیفیت ہو
یہہ وہی حال ہے جس حال کا حال اچھا ہے

اس کے بھر دینے مین ساقی کو تامل کیا ہے
خاکسارونکا ہی جامِ سفال اچھا ہے

رحم آیا تو تپ ہجر بُتان نے یہ کہا
دق ہے کیون دل سے مجھے اپنے نکال اچھا ہے

خود نمائی کی نہ اے جان دُکان سے چمکے گی
اوسکو پردے مین چھپاتے ہو جو مال اچھا ہے

پھر نہ کھٹکا رہے اسکے خلشون کا اے دل
پھانس اُلفت کی کلیجے سے نکال اچھا ہے

مین بھی راضی برضا ہون نکرونگا شکوے
آپ جو خوش ہین اسی مین تو ملال اچھا ہے

دونو کافر تو ہین گو قد مین بڑے چھوٹے ہین
عشقِ گیسو نہ خیالِ سرِ خال اچھا ہے

کر رہا ہے روشِ باغِ جنان کے اوصاف
یہہ بھی چلتا ہوا زاہد کا خیال اچھا ہے

جی مین ہے اون سے کہون پھیر دو دلکو میرے
اک نئی بات ہے اس مین کہ سوال اچھا ہے

خوب ہے روضۂ سلطانِ امم اے قیصر
کعبۂ دل سے نہ جائے یہ خیال اچھا ہے

مجھ سے ہی کہتے ہین دیکھو تو یہ نال اچھا ہے
اونکو بھی دل کے چرانے مین کمال اچھا ہے

پوچھتا رہتا ہے مرتے ہو کہ حال اچھا ہے
اونکو پرہیز ہے پر اونکا خیال اچھا ہے

گوندھکر ہار کو چوٹی مین وہ گل کہتا ہے
بلبلِ دل کے پھنسانیکو یہ جال اچھا ہے

چکنی باتون پہ کسی شوخ کے اے دل نہ پھسل
اب بھی کہتے ہین سنبھل جی کو سنبھال اچھا ہے

یہ زلیخا کا ہے مطلوب وہ محبوبِ خدا
حسنِ یوسف سے محمد کا جمال اچھا ہے

شیشۂ دل مین پری بنکے اوترتا ہے مرے
ساغرِ چشم کا ساقی کے زلال اچھا ہے

طوطیِ خط تو ہے آئینۂ رخ کا محتاج
بولتا رہتا ہے لب کا ترے لال اچھا ہے

مہرِ گردون نہ ہے ہین خاک نشین در پہ ترے
میری نظرون مین تو انکا ہی کمال اچھا ہے

دیکھکر آئینہ مین عکسِ گریبان بولے
عید کا چاند برا ہے یہہ ہلال اچھا ہے

طلبِ بوسۂ لب پر نہ ملے صاف جواب
وہ بھی سنکر کہین اچھا تو سوال اچھا ہے

رخ سے ابرو سے ترے اور تری افشان سے
چاند اچھا ہے نہ تارا نہ ہلال اچھا ہے

ہر مہینے مجھے اک ماہ نظر آتا ہے
کیون مبارک نہو یہ سال کا سال اچھا ہے

روٹھتے ہین تو رضامند بھی ہو جاتے ہین
یہ ملال اچھا ہے جس کا کہ مآل اچھا ہے

کچھ عجب حال ہے اونکی بھی مسیحائی کا
مین تو بیحال ہون وہ کہتے ہین حال اچھا ہے

اے بتو دل نہ دکھاؤ کہ خدا راضی ہو
نیک اعمال ہین جو اون کا مآل اچھا ہے

باغِ دنیا کا ہے طوبیٰ وہی اے حورلقا
جسکے سایہ مین تو بیٹھے وہ نہال اچھا ہے

مرضِ عشق مرا کام کئے جاتا ہے
وہ بہر حال یہی کہتے ہین حال اچھا ہے

جلوۂ ابروئے جانان ہے جبین پر قیصر
چاند مین دیکھیے تابان یہہ ہلال اچھا ہے

غول حورون کے شب معراج اتراتے ہوئے
خلد سے نکلے مبارکبادیان گاتے ہوئے

لن ترانی کی نہ لو دیدار دکھلاتے ہوئے
کیا مین موسیٰ ہون کہ بیخود ہونگا غش کھاتے ہوئے

یوسفِ کنعان بھی پیشِ حسنِ روئے مصطفیٰ
جلوہ گاہِ حشر مین آئینگے شرماتے ہوئے

آب و تابِ چشمۂ خورشید دونی ہوگئی
جب نہائے آپ گیسوئے رخ سے سرکاتے ہوئے

قبر مین لائینگے تصویرِ رخِ حضرت ملک
آئینگے اس گھر مین وہ آئینے دکھلاتے ہوئے

خاک طیبہ سے نہ ہل اے دل یہی اکسیر ہے
کھو رہا ہے دولتِ دیدار کیون پاتے ہوئے

بے جھجک تو عرش پر نورِ خدا سے ملگیا
غش پہ غش کھاتے تھے موسیٰ طور پر جاتے ہوئے

آتشِ دیدار خالق دل مین تھی جو شعلہ زن
راہ مین ٹھہر کا براقِ برق وش جاتے ہوئے

اے نسیمِ گلشنِ طیبہ تصدق مین ترے
جائینگے ہم باغِ جنت مین ہوا کھاتے ہوئے

وقتِ اوصافِ گلِ رخسارِ حضرت باغ مین
ہم نے دیکھے ہین ہزارون پھول مرجھاتے ہوئے

حسرتِ دیدارِ سرور مین بڑھے جاتے ہین روز
دستِ مژگان دامنِ نظارہ پھیلاتے ہوئے

دمبدم کیونکر نہ اپنے دم کا دم بھرتا رہون
دم ترا بھرتا ہے یہ آتے ہوئے جاتے ہوئے

اے فلک دم مین ہرا ہوتا ہے نخلِ آرزو
گنبدِ سبزِ حضرت کی ہوا کھاتے ہوئے

یہ دعا ہے طے ہو اس صورت سے منزل قبر کی
مصحفِ رخ ہو ترا پیشِ نظر جاتے ہوئے

زائرانِ روضۂ شہ بلبلِ سدرہ بنے
خلد مین پہونچی ہوا اس باغ کی کھاتے ہوئے

جس گلی سے آپ نکلے باغِ جنت ہوگئی
پھیل جاتی تھی یہ خوشبو راہ مین جاتے ہوئے

آسمان سے تیرے دروازہ تک اے عیسیٰ نفس
دم نہ لیتے تھے کہین روح الامین آتے ہوئے

مہربان ہوگا مہِ طیبہ جو لے بختِ سیاہ
دیر اک ذرہ نہو گی تجھکو چمکاتے ہوئے

ڈالیان پھولی پھلی رضوان کیا کرتا ہے نذر
خلد سے روضہ پہ تیرے بار بار آتے ہوئے

آبرو ہے حاجیون کی کیا حرم مین بعدِ مرگ
آبِ زمزم جسم پر پڑتا ہے نہلاتے ہوئے

عاصیون کی دم مین دم آئینگے تیقصرِ روزِ حشر
آئینگے یا اُمتی جب آپ فرماتے ہوئے

تیرے بندے کب رُکینگے خلد کو جاتے ہوئے
خطِ غلامی کا چلے جائینگے دکھلاتے ہوئے

سوزنِ مژگان سے حورین اونکو کرتی ہین جُدا
چُبھتے ہین کانٹے رہِ طیبہ مین گرجاتے ہوئے

ق

حشر کا دن یہ گنہگارونکو ہوگا ہولناک
پاؤن تھرائینگے محشر کی طرف جاتے ہوئے

آبرو پا جائیگی پر اُمتِ عاصی تری
دیکھ کر وان تجھکو اے دُرِ یتیم آتے ہوئے

ابرِ رحمت کی طرح سے تیرے الطاف و کرم
گوہرِ بخشش ترا آئینگے برساتے ہوئے

=

تیرے گھر مین مجکو لیجاتا تھا کعبے لیگئے
خضر بھی کیا خوب بھٹکے راہ بتلاتے ہوئے

تھی نہ کچھ بھی وصل کی شب آسمانونکی بساط
فرشِ پا انداز تھا عرشِ برین جاتے ہوئے

ہاتھون پہ قرآن کسی صورت نہ میرے رہ سکا
دست و پا کانپے ترے سر کی قسم کھاتے ہوئے

عشقِ گیسوئے نبی مین بڑھ یہ اے آہِ رسا
عرش کی زنجیر تک اک غل رہے جاتے ہوئے

مین تری چتکی کے قربان اے شہِ ناوک فگن
تیر بھی نکلے کمان سے تیری جلاتے ہوئے

رفتہ رفتہ لامکان تک آپ کا پایا بڑھا
عرش سے رُتبہ دوبالا ہوگیا جاتے ہوئے

تجھپہ کیا دھونی رماؤن اے مدینے کی زمین
فرق آئیگا ادب مین پاؤن پھیلاتے ہوئے

واہ رے اے یوسفِ طیبہ ترے در کی کشش
قافلے کے قافلے دیکھے کھچے جاتے ہوئے

کیا شبِ معراج برسا آبِ الطاف و کرم
ابرِ رحمت ساتھ تھا جاتے ہوئے آتے ہوئے

نزع مین ہے وجہِ بخشش یادِ رخسارِ نبی
دم نکلتا ہے قرآن کی ہوا کھاتے ہوئے

سلسبیل و چشمہ کوثر جنان سے حشر مین
پاس امت کے تری آئینگے لہراتے ہوئے

اُٹھ کھڑا ہوگا لحد مین دیکھ کے تصویرِ پاک
روح کا نپیگی دوبارا پاؤن پھیلاتے ہوئے

آمد و شد پر مین صدقے تیری اے مہرِ عرب
گرم تھا بستر رہا جاتے ہوئے آتے ہوئے

صوفیانِ پاک مین جب ذکر ہوتا ہے ترا
ہم سنا کرتے ہین حق حق کی صدا آتے ہوئے

آپ گر بہرِ وضو چاہین تو وقفہ کچھ نہو
آفتابہ چشمۂ خورشید کو لاتے ہوئے

نزع مین گر کی کشش خاکِ درِ سرکار نے
ہم بھی دیوارِ عناصر جائینگے ڈھاتے ہوئے

نقشۂ محبوب جب کھینچا تو خالق نے کہا
رشک آتا ہے تری تصویر دکھلاتے ہوئے

نور ہو جائیگی اے قیصر شبِ تارِ لحد
دل پہ ہوگا داغِ عشقِ شاہِ دین جاتے ہوئے

گھبرا گیا ہون ہجر کی شبہائے تار سے
اے آفتابِ دین نکل آ تو مزار سے

کوڑا پڑا ادب کا درِ کردگار سے
شوخی جو کی براق نے اپنے سوار سے

یارب اوسی کے روضۂ عالی پہ ہون نثار
سرسبز باغِ خلد ہے جسکی بہار سے

کیا دامِ گیسوئے شہِ دین سے چھٹے گا دل
جب بچ سکا نہ طایرِ سدرہ شکار سے

سونیکے گھر ہین اُمتِ مرحوم کے لئے
لکھا ہے عرش پر قلمِ زر نگار سے

طیبہ کے سمت لیکے چل اے جوششِ جنون
اُلجھا دے وان مجھے کسی صحرا کے خار سے

یارب دکھا دے جلوۂ مہرِ سپہرِ دین
محشر کا دن بدل دے شبِ انتظار سے

پائینگے وہ نہ بار کبھی باغِ خلد مین
جو خار کھا رہے ہین مدینہ کے خار سے

بندہ ہو کس طرح متحملِ فراق کا
جب بارِ ہجر اوٹھ نہ سکا کردگار سے

جلوے سے رُخ کے عرش نے پہنا لباسِ نور
پتھر جو ہوا وہ پوچھ لو آئینہ دار سے

قیصر کی جلد اے شہِ طیبہ مدد کرو
تنگ آ گیا ہے زندگیٔ مستعار سے

دیکے سر لے درِ قاتل کی زمین تھوڑی سی
ہمت اے دل تجھے لازم ہے یہین تھوڑی سی

تپِ فرقت مین بُتِ شوخ کی گھٹتے گھٹتے
رہگئی تن مین مری جانِ حزین تھوڑی سی

تیغِ ابرو سے کمانِ مہِ نو بھی کٹتی
اور گردن گھٹ سے نکلتی جو کہین تھوڑی سی

عمر بھر اونکو جو دیکھون تو نہون سیر کبھی
مجکو کچھ حسرتِ دیدار نہین تھوڑی سی

مین نے مانا مین گنہگار بہت ہون زاہد
وسعتِ قلزمِ رحمت بھی نہین تھوڑی سی

درِ جانان پہ جو سجدہ نہین کرنے پاتے
خاک مل لیتے ہین بالائے جبین تھوڑی سی

داستانِ شبِ غم اونکو سناؤن کیونکر
یہ کہانی ہے بہت طول نہین تھوڑی سی

لاؤن خاطر مین ترا باغ مین کیا اے رضوان
کوچۂ یار سے نسبت بھی نہین تھوڑی سی

نزع مین آئے وہ اکدم کو عیادت کیلئے
نکلی حسرت بھی تو مرنیکے قرین تھوڑی سی

اِس مین گر غور سے دیکھو تو بہت کچھ ہے لکھا
نہین تفصیلِ خطِ لوحِ جبین تھوڑی سی

شکرِ رزاق ید اللہ بہت کرتے تھے
ہاتھ آتی تھی اگر نانِ جوین تھوڑی سی

چاندنی تیری انگوٹھی مین جگہہ کرنے کو
ایسی سمٹی کہ بنی شکلِ نگین تھوڑی سی

یا الٰہی یہ دعا ہے شبِ فرقت گھٹ جائے
صورتِ خال یہ ہو جائے کہین تھوڑی سی

دُھن تعلی کی جو خاکِ درِ جانان کو رہی
آسمان پر نظر آئیگی زمین تھوڑی سی

قصدِ طوفِ حرم و دیر سے باز آؤن مین
دے جگہہ دل مین جو وہ لعبتِ چین تھوڑی سی

روح قیصر کی درِ شاہ رسل پر نکلے
پئے مدفن وہین ملجائے زمین تھوڑی سی

اون کا ہنسنا بھی مسی ملکے بلا ہوتا ہے
برق گرتی ہے جو یہ ابر گھرا ہوتا ہے

اوجِ اقبال پہ جب بختِ ہما ہوتا ہے
تجھپہ اے بادشہِ حسن فدا ہوتا ہے

کیا کہون حال شبِ ہجر مین کیا ہوتا ہے
اے بتو لب پہ مرے نامِ خدا ہوتا ہے

خواب آتا نہین آنکھون مین پریشانی سے
جب خیالِ سرِ گیسوئے دوتا ہوتا ہے

قمریان سرو سے بھر جاتی ہین بلبل گل سے
تو جو گلشن مین کبھی جلوہ نما ہوتا ہے

وہ اوترتے ہین نہانے کے لئے دریا مین
برجِ آبی مین قمر جلوہ نما ہوتا ہے

رخ ترا پردۂ گیسو سے نکلتا ہے یونہین
جس طرح ابر سے مہتاب جدا ہوتا ہے

مرے قاتل کو مرا خون دکھاتا ہے بہار | چمن جوہر شمشیر ہرا ہوتا ہے
رنگ لاتا ہے نئے وصل مین وہ غنچہ دہن | آج پامال جو گلزار حیا ہوتا ہے
آدمی قبر مین کس طرح نہ غافل سوئے | کیا کرے منزل ہستی کا تھکا ہوتا ہے
ہمسری سے ترے ابرو کے خجل ہے مہ نو | انگلیان اوٹھتی ہین انگشت نما ہوتا ہے
تیرے گیسو کا جو پڑتا ہے کمر پر سایہ | اے شہ حسن یہ عنقا بھی ہما ہوتا ہے
زندگی مین تو عیادت کو نہ آئے میری | آکے اب قبر پہ روتے ہو تو کیا ہوتا ہے
چین کیا خاک مسافر کو عدم مین آئی | لوگ ہوتے ہین نئے گھر بھی نیا ہوتا ہے
مشکین گیسو سے بندھین شیفتۂ گیسو کی | اونکی سرکار سے یون حکم سزا ہوتا ہے
کھل کے دیدار دکھا دے مجھے اے پردہ نشین | جلوۂ روزن دیوار سے کیا ہوتا ہے
تب مین جانون دل مضطر کو مرے ٹھہرا دو | تمنے پارے کو جو مارا ہے تو کیا ہوتا ہے
ایک سا درد محبت کا ہے گھٹنا بڑھنا | کم بھی ہوتا ہے تو کمبخت سوا ہوتا ہے
دیکھئے باندھے ہوئے موباف سے گیسو اپنا | کیچلی چھوڑ کے کالا یہ ہوا ہوتا ہے
فیض ابر کرم حضرت اعظم دیکھو | رنگ گلزار سخن سب سے جدا ہوتا ہے

بستره چلکے مدینہ مین لگاؤ قیصر
رشک شاہان زمن وانکا گدا ہوتا ہے

سر مرا وقف دم تیغ قضا ہوتا ہے | آج یہ سجدۂ شکرانہ ادا ہوتا ہے
اونکا انداز تجاہل بھی نیا ہوتا ہے | مین تڑپتا ہون تو کہتے ہین یہ کیا ہوتا ہے
آتے ہین تخت نشین روز قدمبوسی کو | بوریا باعث اعزاز گدا ہوتا ہے
پیتے زاہد کو جو دیکھا تو یہ رندون نے کہا | کہئے اے قبلۂ حاجات یہ کیا ہوتا ہے
اے قمر یے ترے تاریک مکان ہے میرا | چاندنی کا بھی بچھے فرش تو کیا ہوتا ہے
سینچتے رہتے ہین اشکون سے اسے دیدۂ تر | سبزۂ قبر تر و تازہ ہرا ہوتا ہے

قتل سے ہے مرے خم تیغ بھی گردن بھی تری — دیکھ ظالم یہی انجام جفا ہوتا ہے
صاف ہے وصل کے اقرار سے نامہ اونکا — جسطرف دیکھئے انکار لکھا ہوتا ہے
زلف کھولے ہوئے وہ سیر چمن کرتے ہین — سرو آزاد گرفتار بلا ہوتا ہے
سایۂ سبزۂ خط اون کا دکھاتا ہے بہار — اوڑھتے ہین تو دوپٹہ بھی ہرا ہوتا ہے
سہل ایدل نہین کچھ شوق شہادت کی نماز — جب قضا آئے تو یہ فرض ادا ہوتا ہے
چہچہے کرتا ہے کیا وان کی ہوائین کھاکر — نخل امید پہ جب مرغ دعا ہوتا ہے
صاف مضمون بھی ترے نامہ کا ہے منکر وصل — خط قسمت کی عبارت سے لڑا ہوتا ہے
پھر گئی تیغ نگہ اونکی گلے تک آکر — آج تو بچ گئے کل دیکھئے کیا ہوتا ہے

دست بستہ ہین مضامین کے دستے قیصر
قبضۂ مملکت نظم بھی کیا ہوتا ہے

لیکے دل گیسوئے خمدار اولٹ جاتا ہے — سانپ یہ کاٹ کے ہر بار اولٹ جاتا ہے
فاش ہونے نہین دیتی ہے زبان راز دلی — آکے وہ تالب اظہار اولٹ جاتا ہے
تم جو کرتے ہو علاج تپ فرقت مین کمی — بندہ پرور دل بیمار اولٹ جاتا ہے
دل کے ہمراہ جگر بھی شب تنہائی مین — ایک باری نہین سو بار اولٹ جاتا ہے
بند مین سنکے ہوا گیسوئے مشکین کے ترے — راہ سے نافۂ تاتار اولٹ جاتا ہے
نشۂ مے کا بھی کیا رنگ ہے اولٹا پلٹا — چور ہوکر دل میخوار اولٹ جاتا ہے
ٹھنڈا ایسی ہے ہوائے شجر عشق بتان — دل تو اک کاہ ہے کہسار اولٹ جاتا ہے
منفعل اپنے خطا پہ نہین ہوتا ظالم — کیون زبان دیکے ستمگار اولٹ جاتا ہے
منہ چھپا لیتا ہے خورشید فلک غیرت سے — جب نقاب رخ دلدار اولٹ جاتا ہے
عشق نے مصر مین جسطرح خرابی کی تھی — یوہین بازار کا بازار اولٹ جاتا ہے
کہتے ہین حضرت دل شاہ جنون سے بچئے — ورق دفتر سرکار اولٹ جاتا ہے

بزم ساقی بھی عجب ہوش ربا ہے قیصر
بیخودی ہوتی ہے ہشیار آ ولٹ جاتا ہے

خاک ہونگے خاک سے ریگِ روان ہو جائینگے
اس طرح محوِ تلاشِ رفتگان ہو جائینگے

چھٹنکے افشان گیسوئے مشکین سے رخ پر چھوٹ کے
یہ ستارے ظلمتِ شب مین نہان ہو جائینگے

ہین نظر کے سامنے کونین کے جلوے یہان
وہ کہان میری نگاہون سے نہان ہو جائینگے

یاد آئیگا ہمین جب قامتِ موزون ترا
ہم فدائے سروِ گلزارِ جہان ہو جائینگے

رات کو چمکے ستارے کفشِ زرین کے اگر
راستے گھر کے ترے سب کہکشان ہو جائینگے

جان آدھی جسم مین رہجائیگی اے قاتلو
نیمچے کھینچو گے تم ہم نیمجان ہو جائینگے

داغ چھالون کے مرے ہاتھون مین اے گلزارِ حسن
غیرتِ گلدستۂ باغِ جنان ہو جائینگے

جب گرہ کھلجائیگی گلشن مین جوڑے کی ترے
غنچے غنچے باغ مین عنبر فشان ہو جائینگے

مصحفِ دل کے نہ شیرازے کو توڑو اے بتو
ہوکے سی پارے یہ پارے رائگان ہو جائینگے

جسمِ لاغر اک خطِ موہوم اپنا ہوگیا
اس سے بڑھکر اور کیا اب ناتوان ہو جائینگے

چار ہی دن کے لئے آؤ تنِ مہجور مین
ورنہ ارکانِ عناصر رائگان ہو جائینگے

شعلۂ داغِ جگر کہتے ہین اوٹھکر بار بار
بڑھتے بڑھتے ہم نجومِ آسمان ہو جائینگے

اے ہمائے فکر کیون اُڑتا ہے کیا معلوم تھا
مثلِ عنقا گم جہان سے قدردان ہو جائینگے

جوش کھا کر آتشِ فرقت سے اے ساقی ترے
خون کے قطرے شرابِ ارغوان ہو جائینگے

یادِ دندان مین دمِ گریہ مرے اشکِ روان
ابرِ نیسان کی طرح گوہر فشان ہو جائینگے

یون کرینگے جستجو لے یوسفِ ثانی تری
خاک ہوکر ہم غبارِ کاروان ہو جائینگے

جستجوئے ہستیٔ موہومِ میانِ یار مین
بے نشان میری طرح وہم و گمان ہو جائینگے

کیون غرورِ حسن سے چلتے ہو سینے تان کر
تیر سے قد اے بتو اک دن کمان ہو جائینگے

چمپئی رنگون کی فرقت سے اگر قیصر یہی
زرد ہوکر ہم بھی شکلِ زعفران ہو جائینگے

نظر اوس ماہ کی ہر وقت آئینہ کے اوپر ہے
نصیبا دیکھنا جسکا ہوا آئینہ سکندر ہے

اوڑا لائی ہے تو خوشبو کسیکے باسی ہارونکی
یہ سہرا آج اے بادِ بہاری تیری ہی سر ہے

مرا دل مین اوس بت کے ہی اوسکا دل مرے دلمین
کبھی پتھر مین شیشہ ہے کبھی شیشہ مین پتھر ہے

بدن مین جان آجاتی ہے رندانِ قدح کش کے
ترا دیدار اے ساقی شرابِ روح پرور ہے

کئے ہین وصل کے سامان کیا کیا اپنے گھر ہم نے
اگر مہدی ملی تم نے تو سارا کھیل ابتر ہے

نہین جاتا کوئی دیر و حرم ویران ہین دونو
خدائی کا گذر اے کافرِ ترسا ترے گھر ہے

فلک کی منزلت دکھلا رہا ہے گنبدِ مدفن
شعاعِ مہر سے گوندھی ہوئی پھولونکی چادر ہے

کہانتک وہ سنین یہ داستان گھبرائے جاتے ہین
بڑا طومار ہے قصہ مرا اک غم کا دفتر ہے

اوڑا جاتا ہے کیا خط لئے پیکِ صبا بنکر
ہوا باندھے ہوئے کیا اندنون اپنا کبوتر ہے

نہ گھبرا اے دلِ نادان کجی سے بختِ خفتہ کی
وہ خود ہی راہ پر آئینگے گر سیدھا مقدر ہے

جہان کا حال ہوجاتا ہے روشن بادہ خوارون پر
الٰہی جامِ جم ہے یا کسی مہوش کا ساغر ہے

قیامت پر قیامت حشر کے دن ہوگی اے قیصر
مرا داغِ جگر ہے آفتابِ روزِ محشر ہے

وصالِ یار کے لوٹو مزے سیدھا مقدر ہے
حیا بھی آج فرطِ شوق مین جامے سے باہر ہے

دہن کا دھیان لانا دلمین ہے تحصیلِ لاحاصل
گمان ہوتا کمر کا بھی ہونے کے برابر ہے

ہماری قبر پر اے گل بوقتِ فاتحہ خوانی
ترا عکسِ رخِ گلگون نہین پھولونکی چادر ہے

قیامت کر رہے ہین خلق پر دونو کے دونو یہ
ترا گیسو بھی اے ظالم ترے قد کے برابر ہے

بسر کیا ہو رہی ہے وصل کی شب اے گلِ خوبی
مہکتے ہین ترے گیسو مشامِ جان معطر ہے

لحد مین خفتگانِ خاک چونکے خوابِ راحت سے
تری پازیب کی آواز ہے یا شورِ محشر ہے

تصور مین بھی وہ اپنے جگہ دیتی نہین اس کو
نزاکت کو تری ایسا خیالِ بارِ زیور ہے

طوافِ روضۂ ختمِ رسل ایمان ہے اپنا
اسی کو جانتے ہین ہم ثوابِ حجِ اکبر ہے

خدا جانے وہ بُت ملتا ہے واں بھی یا نہیں ملتا — چلا تو ہوں حرم سے دیر کو آگے مقدر ہے

دلِ اہلِ صفا ہرگز مکدر ہو نہیں سکتا — ہر اک کو ایک سا دیکھے یہ آئینہ کا جوہر ہے

اُڑا دونگا میں افرادِ شہادت سے گواہی کو — چلے مقتل میں قاتل خونِ ناحق سب مرے سر ہے

قضا کہتی ہے نکلیگی شہادت کی ہوس اکدن — یہ سجدہ بھی ادا ہوگا اگر محراب خنجر ہے

ترے ہاتھوں نہ ساقی پھول کی رنگت دکھاتا ہے — یہ گلدستہ ہے کوئی یا پئے گلگوں لگا ساغر ہے

قضا کہتی ہے عبرت کا محل دُنیا ہے اے قیصر
یہ دیکھو تُربتِ دارا ہے وہ قبرِ سکندر ہے

دل چھینتے ہیں ناوکِ مژگاں کھڑے ہوئے — کیا شوخ چشم ہیں یہ سپاہی لڑے ہوئے

رفتارِ یار دست و گریباں ہے حشر سے — کس حسن سے بندھے ہیں یہ مضمون لڑے ہوئے

سر جائے پر ہٹینگے نہ قاتل جگہ سے ہم — مقتل میں اپنے اب تو قدم ہیں گڑے ہوئے

اُلفت نہ جائیگی خمِ گیسوئے یار کی — قسمت میں ہیں یہ پیچ ازل سے پڑے ہوئے

بادِ خزاں نے رنگ گلوں کے اڑا دئے — ہیں باغ میں بہار کے لالے پڑے ہوئے

دکھلا رہے ہیں رنگ شفق میں ہلال کے — جسدن سے زیب پائے حنائی چھڑے ہوئے

ہوتے ہیں خونِ دل سے مضامین آبدار — یہ لعل مُفت میں نہیں ملتے پڑے ہوئے

مدت کے بعد بھی جو عیادت کو آئے ہیں — تو حال پوچھتے ہیں وہ باہر کھڑے ہوئے

سونے دیا نہ وعدۂ فردا نے قبر میں — خوابِ عدم سے چونک پڑے اُٹھ کھڑے ہوئے

وحشت جو لیگی ترے وحشی کو دشت میں — تعظیم کو ادب سے بگولے کھڑے ہوئے

ہم نے سُنی ہیں آپ کے بالے کی خوبیاں — افسانے کان میں ہیں یہ میرے پڑے ہوئے

پٹی پڑھائی ہے جو خموشی نے اونکو آج — کیسے پلنگ پر ہیں وہ چپکے پڑے ہوئے

ہر دم ہے اپنی منزلِ مقصود پر نظر — پہونچے عرب میں ہند سے جب اُٹھ کھڑے ہوئے

دکھلا کے اپنے عارضِ رنگیں کو باغ میں — بلبل کو وہ لڑاتے ہیں گل سے کھڑے ہوئے

ایدل چلے گا زور نہ آنکھون سے کچھ ترا
چھلکینگے کس طرح یہ سیاہی اٹے ہوئے

مرقد سے سوئے حشر طلب جس گھڑی ہوئی
دامن کو اپنے جھاڑ کے ہم اٹھ کھڑے ہوئے

ٹھکرا کے بعدِ قتل یہ جلاد نے کہا
یہ سر وہی ہین پاؤن یہ جو تھے پڑے ہوئے

اچھا نتیجہ گلِ باغِ وفا ملا
وہ آکے پھول مین بھی نہ میرے کھڑے ہوئے

قیصر چلو مدینۂ خیر الانام کو
کیا کر رہے ہو ہند مین بیجا پڑے ہوئے

کب تیرے قد سے نخلِ صنوبر بڑے ہوئے
گلزار مین بھی ہین ترے جھنڈے گڑے ہوئے

دیوارِ قبر توڑ دے اے جوششِ جنون
کیسے کشتگی کنجِ لحد مین پڑے ہوئے

دیتے ہین چشمِ یار کو بادام سے مثال
آنکھون پہ شاعرون کے ہین پردے پڑے ہوئے

اِس جرم پر کہ کی تھی ترے قد سے ہمسری
ابتک ہین سروِ باغ زمین مین گڑے ہوئے

مے کی گلابیون سے اسے تازہ کام کر
ساقی مری زبان مین ہین کانٹے پڑے ہوئے

وہ محوِ دید ہم ہین کہ اوٹھینگے قبر سے
تصویرِ یار شیشہ دل مین جڑے ہوئے

احباب مجھکو دیکھ کے پہچانتے نہین
اکی شبِ فراق کے صدمے بڑے ہوئے

طفلی رجوع جانبِ عہدِ شباب ہے
چل نکلے ابتو نامِ خدا وہ بڑے ہوئے

کھوٹا نہین چلن مین کسی طرح نقدِ دل
ہین ضربِ تیغِ یار کے سکے پڑے ہوئے

مل ہی رہیگا کچھ درِ دولت سے یار کے
خیراتِ حسن مانگتے ہین ہم اڑے ہوئے

وہ بات بات پر جو چڑھاتے ہین تیوریان
ہین یہ بھی رقیب کے فقرے جڑے ہوئے

کیا بانکپن عروج پہ ہے حسنِ یار کا
بل کھا رہے ہین دوش پہ گیسو بڑے ہوئے

مژگانِ چشمِ یار سے یارب بچائیو
دھمکا رہے ہین توپچے دستے کھڑے ہوئے

اونکو تو گھر مین آئینہ بینی کا شغل ہے
حیران ہم ہین در سے باہر کھڑے ہوئے

جلوہ نقابِ سبز مین افشان کا یہ نہین
برگِ زمردی مین ہین ہیرے جڑے ہوئے

اکدن تو پامال کر اے آفتابِ حسن
سایہ کی طرح ہین ترے در پر پڑے ہوئے

قبضے مین حسنِ یار کے نو آفتاب ہین
ہین نو رتن مین شیشہ گردون جڑے ہوئے

اے آہ جلد شورِ قیامت دکھا مجھے
مدت گذر گئی ہے لحد مین پڑے ہوئے

قیصر ہے ملکِ نظم مین کیا خوب بندوبست
ہین کشورِ کلام مین جھنڈے گڑے ہوئے

بہت مشتاق ہین گیسو کا پردا ہم اوٹھائینگے
نہ مانینگے نقابِ روئے زیبا ہم اوٹھائینگے

وہ لاثانی ہین دیکھینگے اوٹھین ہم چشمِ وحدت سے
دوئی کا بیچ سے اے وہم پردا ہم اوٹھائینگے

مرقع مین جہان کے گر مقدر سے نظر آیا
تری تصویر کا آنکھون سے نقشا ہم اوٹھائینگے

یوہین بھرتے رہینگے نقشِ حبا بدل قیامت تک
اگر اس شکل کا اچھا نتیجا ہم اوٹھائینگے

یقین ہے وہ بھی قسمت کی طرح سے پھوٹ جائیگا
تری محفل مین اے ساقی جو شیشا ہم اوٹھائینگے

رہیگی وان بھی کیفیت خیالِ چشمِ ساقی مین
بہر کوثر بھی لطفِ جامِ صہبا ہم اوٹھائینگے

چھپا رکھین گے عشقِ مصحفِ رخسار کو دل مین
قیامت تک نہ اس کعبے کا پردا ہم اوٹھائینگے

اجازت مانگتے ہو غیر کی محفل مین جانیکی
بجا کہتے ہو ایسا نازیبا ہم اوٹھائینگے

خدا کے واسطے اے گل نہ چھیڑی مل شبِ وعدہ
لہو ہو جائیگا دل گر یہ صدما ہم اوٹھائینگے

مثالِ نقشِ پا اوٹھنے نہ دیگی ناتوانی پھر
برنگِ کہربا گر ایک تنکا ہم اوٹھائینگے

اثر اولٹا نظر آتا ہے برگشتہ مقدر ہے
دعا کو بھی نہ اب دستِ تمنا ہم اوٹھائینگے

چلے ہین گھر کو وہ بھی جان بھی جاتی ہے حیران ہین
دلِ مجروح پر کس کس کا صدما ہم اوٹھائینگے

کرینگے تذکرہ قامت کا تیرے اہلِ محشر سے
قیامت مین بھی جا کر کوئی فتنا ہم اوٹھائینگے

کریگا غرق بحرِ اشک ہمکو اے یمِ خوبی
تری فرقت مین لطفِ عینِ دریا ہم اوٹھائینگے

خدا شاہد ہے الفت ہو گئی ہے تمسے کچھ ایسی
بتو جو ناز ہوگا وہ تمھارا ہم اوٹھائینگے

ملیگا بعدِ مردن تختِ شاہی ہمکو اے قیصر
وہ کہتے ہین کہ کاندھے پر جنازا ہم اوٹھائینگے

ہو کے وابستۂ نخچیر اولٹ جاتا ہے
قلب کے ساتھ ترا تیر اولٹ جاتا ہے

چھت مین آئینے برابر جو لگا دیتے ہو
عالمِ محفلِ تصویر اولٹ جاتا ہے

برلگا دیتا ہے نخچیر کو ناوک تیرا
اوڑکے مقتل سے کئی تیر اولٹ جاتا ہے

اے نکاندار خطا دل کے نشانے کی نہین
زور مین آپ ترا تیر اولٹ جاتا ہے

نہ بچے اے حضرتِ دل کاٹ کی کالے کیطرح
اے قفعئے زلفِ گرہگیر اولٹ جاتا ہے

زلزلے کرتے ہین جسدم مرے نالے برپا
اے جنون خانۂ زنجیر اولٹ جاتا ہے

چشمِ تصویر سے رخ کے ترے نظارے کو
آئینہ اے بتِ بے پیر اولٹ جاتا ہے

حال ابتر ہو کیون میرے بساطِ دل کا
روز دو کا فرِ بے پیر اولٹ جاتا ہے

دور سے روئے کتابی کو دکھا کر اپنے
ورقِ دل بتِ بے پیر اولٹ جاتا ہے

کس طرح طائرِ دل جا کے پھر آئے میرا
دامِ زلفِ بتِ بے پیر اولٹ جاتا ہے

ناصحا ہوتی ہین کیون تیری مخالف باتین
کیون ترا لہجۂ تقریر اولٹ جاتا ہے

آہوئے چشم ترے شیر ہین کیا اے صیاد
دیکھتے ہی دلِ نخچیر اولٹ جاتا ہے

ٹھنڈی آہون کو مری گرم نہ کر سوزِ درون
اثرِ خطۂ کشمیر اولٹ جاتا ہے

کس قدر ہوش ربا ہے ترا ناوک صیاد
چوکڑی بھول کے نخچیر اولٹ جاتا ہے

سرنگون ہوتا ہے قیصر جو نشانِ اقبال
تختِ سلطانِ جہانگیر اولٹ جاتا ہے

نہین اوس مصحفِ رخ پر کہٹا زلفونکی چھائی ہے
طوافِ کعبۂ رخ کو شبِ معراج آئی ہے

مرے رونے نے دکھلایا ہے گر برسات کا عالم
تو ہنسکر اوس مہ تابان نے بھی بجلی گرائی ہے

ٹڑے ہین دار دل پر جب کبھی شمشیر ابرو کے
دہانِ زخم سے تکبیر کی آواز آئی ہے

خدا کیواسطے اب چاند سی تصویر دکھلا دے
بدان سے روح کھچکر اے صنم آنکھون مین آئی ہے

نہین معلوم ہوتی پردۂ غفلت مین انسانکو
قضا روزِ ازل سے زندگی کے ساتھ آئی ہے

نہین کچھ جان کے جانے کا غم گرہی تو یہ غم ہے
ترے عہد مسیحائی مین ہمکو موت آئی ہے

شفق پھولی ہے گویا شام کی ملکِ بدخشان مین
لب لعلین پہ مسی کی او واہت رنگ لائی ہے

جلا جاتا ہے بلبل کا نشیمن ہاتھ گلچین کا
بہار آتشِ گل انکی طرفہ رنگ لائی ہے

ملایا ہے جہانکو خاک مین کرکے نظر نیچی
ہزارون سر اوتارے ہین اگر تیوری چڑھائی ہے

بچے ایمان تمھارا دیکھئے اب کس طرح قیصر
دیا دل جس صنم کو اوسکو دعوائے خدائی ہے

زمین پہ لوٹ رہا ہون خمار کم کیا ہے
بہت ہے نشۂ مے کا اوتار کم کیا ہے

جو وہ نہین ہے تو معدوم ہے یہان یہ بھی
تری کمر سے مرا جسمِ زار کم کیا ہے

کھٹک رہی ہے مرے دل مین غیر کی صحبت
خلش یہ خار سے لے گلعذار کم کیا ہے

ہر ایک ذرہ ہے خورشید چرخِ چارم کا
زمینِ کوئے بتان کا وقار کم کیا ہے

بڑھین شراب کی نہرین چمن مین اے ساقی
یہ سبزہ زار یہ لطفِ بہار کم کیا ہے

کسیکو جھکنے دی در پر نہ اپنے اے کافر
ترا یہ بندۂ طاعت گذار کم کیا ہے

تمام تر ہے قیامت کی اس مین طولانی
بتون کی ہجر کا نصفُ النہار کم کیا ہے

شمار امتِ مرحوم مین ہمارا ہے
مقامِ شکر ہے یہ افتخار کم کیا ہے

چھپی ہے صبحِ قیامت اسی کے پردے مین
کسیکا طولِ شبِ انتظار کم کیا ہے

جو تشنہ کام شہادت بہت ہین اے قاتل
تری بھی تیغ دودم آبدار کم کیا ہے

نہ چور کر اسے سنگِ ستم سے اے ساقی
شکستِ شیشۂ دل کو خمار کم کیا ہے

زمین مین کیون نہ گڑے جائین مارے غیرت کے
ہمارے سر پہ گناہون کا بار کم کیا ہے

بجا ہے جو ترقی پہ نالۂ بلبل
چمن مین حسنِ عروسِ بہار کم کیا ہے

پیادہ پائی کا غم حشر مین نہین مجھکو
مدد کو دوشِ نبی کا سوار کم کیا ہے

بسِ فنا مری افسردہ خاطری کا نشان
بجھا ہوا یہ چراغِ مزار کم کیا ہے

فلک کے جور سے کیا آرزوئے مرگ کرین
فنا کے بعد زمین کا فشار کم کیا ہے

کبھی تو بھیج تصور کو اپنے اے گلرو
برائے سیر دلِ داغدار کم کیا ہے

بہار باغ جوانی خزان ہوئی قیصر
ہوئے جو سوکھ کے کانٹا یہ خار کم کیا ہے

دفور نکہتِ گیسوئے یار کم کیا ہے
ترا کرم یہ نسیم بہار کم کیا ہے

زمین پہ چرخ سے نقش و نگار کم کیا ہے
بہارِ قدرتِ پروردگار کم کیا ہے

نہ تاک غیر کو تیر نگہ سے اے قاتل
ہمارے طائرِ جان کا شکار کم کیا ہے

جو گذرے چین سے دم بھر بہت غنیمت ہے
ہزار شکر ہے دم کا شمار کم کیا ہے

کھلے ہین داغ جگر کے برنگِ لالہ و گل
مرا چمن بھی نسیم بہار کم کیا ہے

عبث دکھاتی ہے تقدیر رات فرقت کی
خیالِ گیسوئے شبرنگِ یار کم کیا ہے

ق
تمھین شفیع ہو محشر کے روز اُمت کے
خدا کے گھر ہین تمھین اختیار کم کیا ہے

=
فدائی اے شہِ طیبہ سپرد حضرت ہے
ازل کے روز سے یہ اعتبار کم کیا ہے

بتو نہ روگ دو آنکھون کو اشکباری کا
یہ ایک عارضۂ انتظار کم کیا ہے

فضائے وسعتِ باغ جنان سے مدفن ہین
جو نیک ہین اونھین کنج مزار کم کیا ہے

عبث دکھاتے ہو آنکھین خدا کا خوف کرو
بتو ہمین غم لیل و نہار کم کیا ہے

پس فنا ہے جو تاریک تر شبِ تُربت
تو روشنی دلِ داغدار کم کیا ہے

اگر گناہ بہت ہین تو غم نہین اسکا
ترا کرم مرے پروردگار کم کیا ہے

جو شمع و گل سر مدفن نہین تو غم بھی نہین
تہِ مزار دلِ داغدار کم کیا ہے

ستارے چھٹکے ہین ہر دائرہ ہے ماہِ تمام
مری زمینِ غزل کا وقار کم کیا ہے

ہراس ابلقِ گردون کا کچھ نہین قیصر
عنایتِ شہِ دُلدل سوار کم کیا ہے

طبع تزئین پہ جو مائل تری دم بھر ہو گی
آئینہ وار تری روح سکندر ہو گی

ہے سیہ بختی قسمت کا اگر طول یہی
بڑھتے بڑھتے ترے گیسو کے برابر ہو گی

قبر عاشق کا یہ لوگون کو پتا دیتے ہین
شمع ہو گی نہ وہان پھولون کی چادر ہو گی

ہاتھ ہونگے مرے قاتل ترا دامان ہو گا
حشر کے دن جو طلب جانب محشر ہو گی

اوسکی عریانی سے ہے بس مری کفن پوشی تک
تیغ جلاد نہ پھر میان سے باہر ہو گی

غل مچائینگے وہان تیرے اسیر کاکل
کس بلا کی یہ قیامت سر محشر ہو گی

دیکھو اے بادہ کشو ہوش ٹھکانے رکھیو
آج پھر بنت عنب شیشے سے باہر ہو گی

کوہ و صحرا مین پھرائیگی ہمین وحشت دل
گردش بخت مرے پاؤنکی چکر ہو گی

اے گل اندام نہ گلشن مین دکھا مونہ یہان
پانی غیرت سے رگ برگ گل تر ہو گی

ناز سے وہ کسی معشوق کے کیا بہلیگی
جو طبیعت ترے انداز کے خوگر ہو گی

سخت جانی سے چھری غم کی چلیگی مجھپر
تیغ جلاد اگر لوٹ کی خنجر ہو گی

اوس مین یہ فتنہ گری اوسمین یہ رفتار کہان
کیا قیامت ترے قامت کے برابر ہو گی

یان بکھر جائیگا شیرازۂ مجموعۂ دل
وان پریشان جو تری زلف معنبر ہو گی

مرقد کشتۂ رفتار پہ اک پھیرو کے
چاندنی پھیل کے اک نور کی چادر ہو گی

سخت گوئی بخدا اے بت کافر تیری
شیشۂ نازک دل کے لئے پتھر ہو گی

لب جو کشتیٔ مے کی ہے طلب ساقی سے
آج کیفیت مے کل سے فزون تر ہو گی

سنتے ہین آئے ہین ملنے وہ گلے اے قیصر
لے مبارک ہو تجھے عید ترے گھر ہو گی

قاتل روش نہ سیکھ قیامت کے چال کی
مٹی خراب ہو گی دل پائمال کی

مجھ بادہ کش کو دفن کیا کیون تہ زمین
کیا اوڑ گئی تھی شہر سے بھٹی کلال کی

میرا غبار بام پہ اک ماہ کے گیا
صورت زوال مین نظر آئی کمال کی

قاتل ترے جلو مین ہے کیونکر قرار ہے
رفتار مین ادا ہے سروِ سہی کے چال کی

وہ چند بھی وہ نور مین ماہِ تمام سے
صورت جو تیری خواب مین دیکھے خیال کی

اوس ماہ کی رکاب سے کرتا ہے ہمسری
لے آسمان دیکھ تو صورت ہلال کی

کیا جلد بھاگتا ہے چُرا کر یہ نقدِ دل
دزدِ حنا مین ہے ترے وحشت غزال کی

ہر گھر مین مثلِ نرد اوسے ڈھونڈتے ہین ہم
اچھی ہمارے ساتھ بتون نے یہ چال کی

آئینۂ جمال خدا دین ہے ہر گھڑی
قدرت دکھا رہے ہو بُت ذوالجلال کی

بہزاد نقشِ حشر بناتا ہے زیرِ پا
جب شکل کھینچتا ہے ستمگر کے چال کی

یون میکدے مین آج مجھے تازہ کام کر
دے ساقیا شراب کوئی پارسال کی

طوبیٰ بھی سایۂ قدِ موزونِ یار ہے
پہونچی ہے بڑھ کے شاخ کہان اس نہال کی

کیا کیا ہمارے نخلِ شہادت مین پھل لگے
قاتل کے پاس تیغ جو تھی ایک ڈال کی

کیا حشر کر رہے ہین وہ رفتارِ ناز سے
تصویر کھینچتے ہین قیامت کے چال کی

قیصر عجیب حسن ہے بندش مین واہ واہ
کیا بات ہے ترے سخنِ بے مثال کی

کرتا ہے اُڑ کے سیر ترے خط و خال کی
کس اوج پر نظر ہے ہمارے خیال کی

تعریف کر رہا ہون ستمگر کے چال کی
کہتا ہون سرگذشت دلِ پائمال کی

پھر گنہ سے مجھکو اوتارینگی حشر مین
موجین اگر بڑھین عرقِ انفعال کی

بڑھتا ہے روز روز دلِ یار مین غبار
دیوار اوٹھتی جاتی ہے گردِ ملال کی

زلفین ہین آج طبعِ رسا موشگافیان
شانے سے پوچھتی ہے خبر بال بال کی

سروِ سہی کو کرتی ہین آزاد قمریان
آمد ہے آج باغ مین کس نونہال کی

موتی میان کی شکل تری اے بتِ حسین
تصویرِ وہم ہے کسی نازک خیال کی

آئی پئے رکاب نہ اوس ماہ کو پسند
گردن اسی ہوس مین رہی خم ہلال کی

موسیٰ کے ہاتھ آگ لگی طور جل اوٹھا
اللہ رے گرمیان ترے برقِ جمال کی

کب گل کھلینگے نقشِ قدم سے سرِ مزار
مہندی چھٹیگی کب ترے پائے خیال کی

ساقی ترے بغیر یہ ہے ماجرائے اشک
آنکھین دکھا رہی ہین جھڑی برشکال کی

ہر دم کسیکے سوئی میان کی تلاش ہے
طبعِ رسا کو فکر ہے کارِ محال کی

خطِ سیاہ مصحفِ رخسار پہ نہین
قرآنِ نور مین ہے نشانی بلال کی

ہیرے کو لعلِ لب نے ترے سرخرو کیا
رنگت ملی عقیق کو تیرے اوگال کی

طولِ شبِ فراق کی کچھ انتہا نہین
کیونکر امید ہو مجھے روزِ وصال کی

اوٹھنا ہے سرخرو تمھین قیصر جو حشر مین
الفت چھٹے نہ دل سے محمدؐ کے آل کی

جو نور دیر مین جلوہ نما ترا ہو جائے
لبوں پہ برہمنوں کے خدا خدا ہو جائے

جو آبِ تیغ سے سینچے اسے تو لے قاتل
نہالِ باغِ شہادت ابھی ہرا ہو جائے

سکھا رہے ہین یہ طفلی مین اونکو جور و ستم
کہ ابتدا مین جفاؤن کی انتہا ہو جائے

ستم سے باز نہ آئے ہر ایک صورت مین
تمھاری تیغ جو ٹوٹے تو نیمچا ہو جائے

تم اپنا آج سرِ شام کھول دو جوڑا
درازیِ شبِ فرقت کی انتہا ہو جائے

یہ سب کہتے اپنے ترحم سے یا شفیعِ امم
کہ میری کشتیِ عصیان کا ناخدا ہو جائے

ہجومِ یاس اجل تاک مین ہے تجھے پرہیز
مریضِ ہجر کو کیونکر ترے شفا ہو جائے

وفا کی شرط قیامت کے روز ہی پہ کرو
تمھارے وعدۂ فردا کی انتہا ہو جائے

اولجھ گیا دلِ صد چاک تیرے گیسو سے
کہین بلا مین یہ خود سر نہ مبتلا ہو جائے

ترا مزاج تلون کا رنگ دکھلائے
شراب شیخ پیئے رند پارسا ہو جائے

نہ منہ بنا کے خفا ہو نہ دو جواب مجھے
خطا معاف ہو بوسہ کوئی عطا ہو جائے

وفا ہو وعدۂ دیدار حشر آ پہونچا
نظارہ رخ کا ترے آج برملا ہو جائے

وہ بات کیجئے مُردہ دلون مین جان آئے
لبون کا آپ کے مشہور معجزا ہوجائے

کیا کرو نہ گلستان کی سیر شبنم مین
کہین طبیعتِ نازک نہ بدمزا ہوجائے

نہ آپ غیر سے ملت کرین نہ ہم بگڑین
ہمارے آپ کے اب یون معاملا ہوجائے

شبِ وصال موذن خدا کرے اب
دہن مین تیر سے مقید تری صدا ہوجائے

مری لحد پہ یوہین روشنی کرے آکر
الہی توسنِ قاتل چراغ پا ہوجائے

سمندِ ناز پہ نکلے جو تو قیامت ہو
جلو مین فتنۂ محشر بپا وہ پا ہوجائے

نہین ہے کشتیِ عصیان کو ناخدا درکار
لگا ہیان اگر رحمتِ خدا ہوجائے

تہا نہا کے جھٹکئے نہ گیسوے پُرخم
جو بیچ موتی میان مین پڑے تو کیا ہوجائے

رہے نہ نزعۂ فوجِ ستم کبھی قیصر
جو حکم حضرتِ سلطانِ انبیا ہوجائے

تمہارا عقدۂ گیسو پھر آج وا ہوجائے
بلا مین پھر دلِ صد چاک مبتلا ہوجائے

جہانمین بحرِ بقا کا جو آشنا ہوجائے
حباب وار نہ کیون دم مین وہ فنا ہوجائے

کرے وہ سروِ روان باغ مین اگر پامال
برنگِ لالہ و گل سرخرو حنا ہوجائے

پسِ فنا جو وہ ٹھکرائین میرے مرقد کو
سرِ مزار قیامت ابھی بپا ہوجائے

کبھی نہ بھول کے بھی مُنہ کسیکا وہ دیکھے
جو آئینہ تری صورت کا آشنا ہوجائے

بُتون کے وعدۂ فردا کا اعتبار نہین
خدا نخواستہ کل پھر مزاج کیا ہوجائے

مجھکا دے سر تہ محرابِ خنجرِ ابرو
دلا نمازِ شہادت نہ پھر قضا ہوجائے

شبِ وصال مین زاہد اذان سے قتل نہ کر
جو مین بھی تجھپہ چھری پھیر دون تو کیا ہوجائے

ہوئی ہے دشمنِ جان آپ کی شکر رنجی
کہین مریضِ تپِ غم نہ بدمزا ہوجائے

لکھے ہین ہجر کے حالات مین نے نامے مین
عجب نہین کہ لفافے سے خط جدا ہوجائے

عدم کی راہ شہیدون کو کون بتلائے
تری کمر سے سر و ہی اگر جدا ہوجائے

ہمائے اوجِ سعادت کہون کبوتر کو
جو خطِ شوق مرا باندھکر ہوا ہو جائے

نہ پہونچین کوچۂ جانان مین یون بھی ہم افسوس
ہماری خاک اوڑے جب تو گم ہوا ہو جائے

جو اپنے جعدِ معنبر کی بو سونگھا دو تم
تو ہوش نافۂ آہو کا بھی خطا ہو جائے

گلے کٹے ہین رقیبون نے میر قاتل سے
عجب نہین کہ سر و تن کا فیصلہ ہو جائے

وہ مجھسے مانگتے ہین جنبوائین اپنے پہر افشان
الہی سجدۂ شکرانہ پھر ادا ہو جائے

چلے نسیمِ چمن کی طرح جو تیغ تری
ہر ایک زخمِ گلِ باغِ مدعا ہو جائے

ملے وہ جھک کے گلے سے مری یہ حسرت ہے
ہلالِ عید ترا خنجرِ جفا ہو جائے

نہ چڑھ سکے ترے بامِ بلند پر اے بُت
خدا کرے کہ عدو پست حوصلا ہو جائے

پھنسو نہ دامِ محبت مین اس کے اے قیصر
نہ بڑھ کے سایۂ گیسو کہین بلا ہو جائے

تیغِ نگہ حضور کی کیا بے نیام ہے
جس سمت دیکھتا ہون اودھر قتلِ عام ہے

قوسین جسکا مصحفِ یزدان مین نام ہے
اے ختمِ انبیا ترا ادنیٰ مقام ہے

قاتل نے مول لی ہے سر وہی تیغ بھی
اک میرے سر کے واسطے کیا اہتمام ہے

آشوبِ روزگار ہے وہ شہسوارِ حسن
گھوڑا بھی فتنہ ساز ہے محشر خرام ہے

ساقی کا آسمانِ تجمل سے ہے سیکڑون
ساغر کا دور دور ہے گردش مین جام ہے

دکھلا کے اپنی لال سی زیبِ وقتِ صبح
کہتے ہین ہنسکے وہ یہ بدخشان کی شام ہے

زاہد ہے کب حرام شرابِ دو آتشہ
اپنا علاج کرتے ہین سوداے خام ہے

اے منعمو کرو نہ عمارت کی آرزو
مثلِ حباب بحرِ جہان کا قیام ہے

ق

کیا اختیار شافعِ محشر ہے واہ وا
جسکا بلند عرشِ برین سے مقام ہے

مرگ و حیات و نار و جہان پر ہے حکمران
بندہ ہے پر سپردِ خدائی کا کام ہے

=

جوڑا کھلا ہوا ہے شبِ وصلِ یار کا
بہتی ہے رات اپنا معطر مشام ہے

پھر پھر کے دیکھتا ہے تجھے افلاک مقام
چکر مین تیرے حسن سے ماہِ تمام ہے

بہزاد کھینچ سکیگی نہ شکلِ میانِ یار
تجھکو ہوا ہے وہم یہ باریک کام ہے

بخشے گا رخ سے بلبلِ شیراز کیا ترے
سادی کتاب اوس کی گلستان تمام ہے

جوڑے کے عشق مین یہ پریشان ہے دماغ
پچھلے پہر کو بھی مین سمجھتا ہون شام ہے

مین دیر سے حرم کو بجاؤن گا زاہدو
کعبہ ہے جسکا نام وہ ہو کا مقام ہے

صورت ترے مریض کی اب ہے یہ جانِ جان
یٰسین لوگ پڑھتے ہین قصہ تمام ہے

قیصر یہ فیضِ آتش و اعظم کا ہے سبب
تیرا کلام بھی جو بلاغت نظام ہے

مجھکو اطاعتِ بتِ کافر سے کام ہے
زاہد تری نماز کو میرا اسلام ہے

ہر وقت زیرِ حکم سپاہِ کلام ہے
کیا کشورِ سخن مین مرے انتظام ہے

پروانہ دل ازل سے ہے اوس شمعِ نور کا
اُمت یہ جسکی آتشِ دوزخ حرام ہے

پُرنور مثلِ چرخِ چہارم ہے میکدہ
کس رشکِ آفتاب کے قبضے مین جام ہے

دیکھو ہلالِ ابروئے جانان پیو شراب
اے بادہ خوار وعید کا روزہ حرام ہے

ملتا ہے کچھ اوسی سے کمر کا تری پتا
جسکا جہان مین ہستیِ موہوم نام ہے

کیونکر نہ اوسکو دیکھ کے شرمائے آفتاب
ساغر یہ ساقیا ترے پینے کا کام ہے

زیبِ کمر نہ کیجیئے طر یار دیکھیئے
یان باندھئے نہ تیغ یہ نازک مقام ہے

اے ترک بانکپن ہے ترا میرے قتل تک
جب مین نہین تو بس تری ترکی تمام ہے

بلبل بھی گل بھی خار بھی مہمان ہین چند روز
باغِ جہان مین کسکو ہمیشہ قیام ہے

کہتا ہون اون سے اپنی کہانی شبِ وصال
زاہد جو بول اوٹھا تو یہ قصہ تمام ہے

پرتو فگن جو رخ پہ ہین بالونکی مچھلیان
غل ہے کہ برجِ حوت مین ماہِ تمام ہے

محشر مین اوسکو فتنۂ محشر کا ڈر نہین
محفوظ شر سے اُمتِ خیر الانام ہے

قربان ازل سے ہون اوسی ابرو کمان پہ مین
جسکی نگہہ کا ناوکِ دل دوز نام ہے

قیصر مدام نشۂ الفت کا ہے سرور
ساقی کے مے کا جام محبت کا جام ہے

ہوا ہے خلق جہان مین ہر اک فنا کے لئے
بقا فنا کے لئے ہے فنا بقا کے لئے

ہمارے خون کی رنگت جو دیکھ پائین وہ
کبھی نہ بھول کے پھر ضد کرین حنا کے لئے

سہے ہین گردشِ لیل و نہار کے صدمے
بسا کئے ہین تری چشم سُرمہ سا کے لئے

پسے نہ پھر دلِ پُرخون کی خیر ہو یارب
دیا ہے حکم ستمگار نے حنا کے لئے

پسند ہو تو نسیم سحر ابھی لائے
چمن سے پھولون کی کلیان تری قبا کے لئے

مزا ہے تب کہ خوشامد سے حشر مین وہ کہین
خدا کے سامنے کہیو نہ کچھ خدا کے لئے

سنوارنے ہی مین مشغول رہتے ہین شب و روز
وہ اک بلا مین ہین خود گیسوئے رسا کے لئے

شبِ وصال کہلائینگے سُرمہ اے زاہد
یہ بند و بست کرینگے تری صدا کے لئے

درِ قبول پہ پہونچیگی دم مین ہاتھون ہاتھ
کھُلا ہے بابِ اجابت مری دعا کے لئے

فقیرِ عشق ہون دربان کو اپنے سمجھا دو
کہ روک ٹوک مناسب نہین گدا کے لئے

حرم مین دیر مین مسجد مین جبہہ سائی کی
کہان کہان مین پھرا وصل کی دعا کے لئے

فلک نے کام کا رکھا نہین او سے برسون
زبان ہلی ہے جو دم بھر مری دعا کے لئے

خدا کیواسطے خلوت مین اُٹھو رُخ سے نقاب
وہ اور وقت ہین ہوتے ہین جو حیا کے لئے

ہین ابتدائے محبت مین ہجر کے صدمے
کچھ انتہا بھی ہے ظالم تری جفا کے لئے

فنا کے بعد زمین مین محل ہے اے قیصر
وہی ہے شاہ کے خاطر جو ہے گدا کے لئے

دیا ہے بہرِ وفا تمکو یا جفا کے لئے
ہمارا دل ہمین واپس کرو خدا کے لئے

تمھاری چشم سیہ سیکھتی ہے رخنہ گری
یہ کھڑکیان ہین فقط نام کو ہوا کے لئے

روا نہین ہے بتو رسم جبہہ سائی کی
تمھارے واسطے سجدہ ہے یا خدا کے لئے

نہ باندہ باندہ کے جوڑے کو کھولئے ہر بار
خیالِ موئی میان بھی رہے خدا کے لئے

تمھارے قصر کے سایہ سے بے نصیب ہین ہم
فقط یہ اوجِ سعادت ہے کیا ہما کے لئے

مین کس امید پہ فرقت مین زندگی کاٹون
کہ کوئی وقت معین نہین قضا کے لئے

دکھا کے کہتا ہے ظالم گندھی ہوئی چوٹی
یہ تازیانہ ہے کافی تری سزا کے لئے

نگاہِ ناز کے برچھی کو روک اے قاتل
نہ چھید پھر دلِ مجروح کو خدا کے لئے

جو آئے ہو مرے گھر مین تو کچھ ہنسو بولو
نہ بت بنے ہوئے بیٹھے رہو خدا کے لئے

ستم شعار ہین اس مین بھی کوئی حکمت ہے
جو آئے ہین دمِ آخر مری دوا کے لئے

نہ پایا دیر و حرم مین بھی آپ کو تنہا
کہین جگہہ نہ ملی عرضِ مدعا کے لئے

خراب ہند مین مٹی کرو نہ اے قیصر
چلو مدینے کو جلدی چلو خدا کے لئے

ہاتھ وہ آتے نہ اکدن کے لئے
کھاتے گل چھالون کی یون جنکے لئے

گرمیِ فرقت کا سودا اب گیا
اونکی خسخانے سے جب تنکے لئے

اونکی اثباتِ کمر کی فکر ہے
دھن بندھی ہے غیر ممکن کے لئے

ہوگیا سودا اسے کیا عندلیب
جائے گل پھرتی ہے کیون تنکے لئے

غیر دیکھے آپ کا رخسارِ صاف
آئینہ ہو کور باطن کے لئے

شیخصاحب تیرہ بختی سے مری
وام لو وسمہ محاسن کے لئے

شغلِ آرایش ہے اونکو رات بھر
کیا خوشی ہے عید کے دنکے لئے

سو رہے ہین وہ اندھیری گور مین
شمعِ مدفن روتی ہے جنکے لئے

خط سے آخر شام ہوگی صبحِ رخ
اے بتو ہے رات ہر دن کے لئے

پہنین کیون زیور بتانِ سیمتن
سادہ وضعی چاہیئے ان کے لئے

اونکا ہے قوسین اک ادنیٰ مقام ۔۔۔ دو جہان پیدا ہوئے جنکے لیے
عاشقِ ابرو جھکین خنجر تلے ۔۔۔ قتل کا حکم آگیا اِن کے لیے

آخر اے قیصر جہان ہے بے ثبات
دنیوی سامان ہین کس دن کے لیے

آبرو ہے خلد مین اِنکے لیے ۔۔۔ قصر موتی کا ہے مومن کے لیے
لاغری اعضا کی میری یون دکھا ۔۔۔ جا وہان پیغامبر تنکے لیے
حُسن رہنے کا نہین اے ماہ وش ۔۔۔ چاندنی چھٹکی ہے دو دن کے لیے
ق
آشیان کی فکر اے بلبل نہ کر ۔۔۔ پھر نہ یون منقار مین تنکے لیے
بادِ صرصر فکرِ بربادی مین ہے ۔۔۔ فصلِ گل آئی ہے کئے دنکے لیے
تشنہ کامون کے گلے قاتل ہین خشک ۔۔۔ آبِ خنجر چاہیئے اِن کے لیے
وصل کا اقرارِ واثق کیجیے ۔۔۔ یان نہین ہے دخل لیکن کے لیے
کرچکا ہون وصل کی شب لکھے ہین ۔۔۔ ذبح کی نیت موذن کے لیے
یا خدا اللہ اکبر کے الف ۔۔۔ دار بنجائین موذن کے لیے
اونکو دِکھلا کر کہینگے حق سے یون ۔۔۔ ہم سمجھے بھولے رہے اِنکے لیے
کیا قیامت کی فلک نے شامِ وصل ۔۔۔ صور بھجوایا موذن کے لیے
رات کو یارب نہ سمجھے یہ سحر ۔۔۔ نورِ حق ہین دی موذن کے لیے

سوتے ہین قیصر وہ فرشِ خاک پر
تختِ شاہی تھا سدا جنکے لیے

گوارا جب نہ خالق کو ہوئی فرقت محمدؐ کی ۔۔۔ بنائی خاص اپنے نور سے صورت محمدؐ کی
نہ باقی چشمۂ کوثر کبھی اُمت محمدؐ کی ۔۔۔ نہ بڑھتی صورتِ دریا اگر رحمت محمدؐ کی
شبِ معراج اللہ رے عروجِ سید عالی ۔۔۔ بڑھی تھی عرش کے پایہ سے بھی شوکت محمدؐ کی

مہک اوٹھتا ہے ہر گُل ہر شجر ہر برگ ہر غنچہ
نسیمِ خلد لیجاتی ہے جب نکہت محمدؐ کی

ہوئے پیدا جو حضرت ڈر کے کفار عرب کانپے
عجم بھی تھر تھرا اوٹھا زبس سطوت محمدؐ کی

عیان ہے سورہ اِنّا فتحنا کے معانی سے
خدا ہر جنگ مین کرتا رہا نُصرت محمدؐ کی

اذانونکی رہیگی دھوم ایدل جابجا برپا
بجیگی پنج وقتہ حشر تک نوبت محمدؐ کی

حلیمہ کہتی تھی ہے فخر مجکو تاجدارون پر
مجھے ہے شاہیئے کونین بس خدمت محمدؐ کی

شبِ معراج یکتائی نے یہ عالم کیا پیدا
حجابِ نورِ خالق بنگیا خلوت محمدؐ کی

ملاحت مین صباحت آتی تھی خوفِ الٰہی سے
دمِ طاعت بدل جاتی تھی یہ رنگت محمدؐ کی

رہا پرہیز ہر دم نعمتِ دُنیا سے حضرت کو
سدا خوانِ قناعت پر رہی رغبت محمدؐ کی

ملی معراج شاہِ دین ہوئے قرآن ہوا نازل
محبت فرض ہے ایدل بہرصورت محمدؐ کی

نہ ثانی ہے نہ سایہ ہے نہ بعد انکے نبوّت ہے
دلیلِ بے مثالی کیون نہو وحدت محمدؐ کی

کہینگے حشر کے دن حق سے یون اُمت کو دکھلا کر
الٰہی آج تیرے ہاتھ ہے عزت محمدؐ کی

نکل آنا بہت دشوار ہوتا چاہِ کنعان سے
نہوتی یوسفِ مصری کو گر چاہت محمدؐ کی

خوشی ہے عید سے بڑھکر مجھے صبحِ قیامت کی
کہ ہوگی جلوہ گر محشر مین رویت محمدؐ کی

کچھ ایسی بڑھ گئی خالق کو بھی دیدار کی حسرت
بٹھاکر عرش پر تکتا رہا صورت محمدؐ کی

بہایا کرتے تھے اشکونکے دریا چشمِ پرنم سے
بڑھی تھی یہ اویسِ پاک کو اُلفت محمدؐ کی

جہان مین غل ہوا مہرِ نبوّت اوج پر آیا
بوقتِ صبحِ صادق جب ہوئی خلقت محمدؐ کی

کلاہِ مہر کو ذرہ سمجھتا ہون مین اے قیصر
مری سر تاج ہے خاکِ درِ دولت محمدؐ کی

ڈرے کیون بازپرسِ حشر سے اُمت محمدؐ کی
کمربستہ شفاعت پر ہے جب رحمت محمدؐ کی

جو ایدل حامیِ محشر ہو خود عترت محمدؐ کی
نہ اترا تی پھرے پھر کس طرح اُمت محمدؐ کی

سرون پر اپنے حورین خوانِ نعمت لیکے آئین بھین
جنابِ سیدہ نے کی تھی جب دعوت محمدؐ کی

گناہونکے مرض کھوتے رہے نسخے حدیثونکے
تپ عصیانکو دق کرتی رہی حکمت محمدؐ کی

محل سونے کے بخشینگے عطا فرمائینگے جنت
جگائیگی نصیبونکو وہان قسمت محمدؐ کی

ازل مین چشمِ قدرت بنگئی آئینہ حیرت
حجابِ نور سے چمکی جو ہین صورت محمدؐ کی

گلِ شاداب ہین سبطین ایدل باغِ زہرا کے
انھین پھولونمین آتی ہے نظر رنگت محمدؐ کی

لگائے خود یدِ قدرت نے خوانِ نعمتِ عرفان
خدا نے عرش پر کی اس طرح دعوت محمدؐ کی

نہین ہے کوئی شے تمثیل کے قابل خداوندا
خدائی مین تری ملتی نہین نسبت محمدؐ کی

ازل مین محو ایسا ہوگیا اپنی ریاضت پر
چمن پیرا نے کن دیکھا کیا صورت محمدؐ کی

خریداری دلا کیا یوسفِ بطحی کی آسان ہے
دو بالا ہے کہین کونین سے قیمت محمدؐ کی

مدینہ کی زمین عرشِ برین پر فخر کرتی تھی
ہوئی تھی اے فلک کعبہ سے جب ہجرت محمدؐ کی

خدا کے سامنے یا امتی فرمائینگے جسدم
تکین گے انبیائے مرسلین صورت محمدؐ کی

وہ ہین بے نور آنکھین جو نہ دیکھین آپکو قیصر
وہ دل پتھر ہے جس دل مین نہین الفت محمدؐ کی

خیالِ یار ہمرے روح تن کچھ اور کہتی ہے
نگہ غفلت تری اے تیغ زن کچھ اور کہتی ہے

ہر اکدم خواہشِ نہر لبن کچھ اور کہتی ہے
قضا بالائے فرقِ کوہکن کچھ اور کہتی ہے

لگائی ہے مسی جب سے کسی کانِ ملاحت نے
سنا ہے رنگتِ لعلِ یمن کچھ اور کہتی ہے

کوئی بیخود ہے حیران ہے کوئی سکتے مین ہے کوئی
وہ جب سے جلوہ گر ہین انجمن کچھ اور کہتی ہے

نہوگی زلف سے حاجت برآری یوسفِ دل کی
سرِ چاہِ زنخدان یہ رسن کچھ اور کہتی ہے

رہی باقی نہ پروانون کو اب امیدِ دلسوزی
جلی ہے جب سے شمعِ انجمن کچھ اور کہتی ہے

اشارا گردشِ چرخِ کہن کا ہے کہ چل یان سے
مگر صبح و مساحبِ وطن کچھ اور کہتی ہے

ہوس کیا خاک ہو دنیا مین مجکو جامہ زیبی کی
سپیدی تیری اے یادِ کفن کچھ اور کہتی ہے

خموشی میری اب خود مجکو سنوانے لگی باتین
جو چپ رہتا ہون تو یادِ دہن کچھ اور کہتی ہے

شکستِ توبۂ مے نے بھی دکھلائی نہ کیفیت
نگاہِ ساقیِ پیمان شکن کچھ اور کہتی ہے

ہوا ہے کلمہ گو وہ مصحفِ رُخ کی زیارت سے
دہن مین اب زبانِ برہمن کچھ اور کہتی ہے

اوٹھا لے آشیانہ باغ سے اے بلبلِ نالان
کہ مُرجھائی ہوئی شکلِ چمن کچھ اور کہتی ہے

تنے چمپا کلی پہونچی آرایش کلے ہے ایسا
نزاکت پر تری اے گلبدن کچھ اور کہتی ہے

تمھاری زُلف موبافِ زری سے زہر اوگلے گی
لئے ہے جیب سے یہ افعی کا من کچھ اور کہتی ہے

وہان احباب فکرِ مرہم کا فور کرتے ہین
یہان داغِ جدائی کی جلن کچھ اور کہتی ہے

لپٹے تھے ساتھ کیا غیرون کے تم شکوہ گلستان مین
کہ کھینی کھینی بوئے پیرہن کچھ اور کہتی ہے

سہے جاتے نہین ہر ایک دم صدمے جُدائی کے
بدن مین روح اب ایجان من تجھ اور کہتی ہے

حجابِ ظاہری سے اپنے وہ کیا تنگ ہوتے ہین
جو در پردہ دُوپٹہ کی شکن کچھ اور کہتی ہے

حذر گو کر رہا ہے یوسفِ دل اسکی چاہت سے
مگر مشتاقِ چاہِ ذقن کچھ اور کہتی ہے

نہ بھول آواز پر ڈنکے کے اپنے دمبدم منعم
صدائے گنبدِ چرخِ کہن کچھ اور کہتی ہے

حواسِ خمسۂ محشر مین نہ ہونگے منتشر قیصر
گناہون سے ولائے پنجتن کچھ اور کہتی ہے

زوالِ مہرِ روحِ تن سے فرقت کا یہ عالم ہے
لبِ بامِ آفتابِ زندگی ہے دن بہت کم ہے

عجب پژمردہ ان روزون بہارِ باغِ عالم ہے
جو سبزہ ہے مری تُربت کا وہ اک نخلِ ماتم ہے

خوشی کے بدلے فرقت سے تری عیدین مین غم ہے
مہِ شوال خالی ہے مہِ ذالحج محرم ہے

بہارِ باغ نے کیا ہر روش کو آبرو بخشی
بچھا ہے موتیون کا فرش یا سبزے پہ شبنم ہے

کھلے گا حال تسلیم و رضا کا آج مقتل مین
علم تیغِ نگاہِ ناز ہے گردن مری خم ہے

شکنجے مین تری زُلفون کے دل ہے اے بُتِ خنطا
غلط ہین ہوش سب اپنی کتابِ عقل برہم ہے

بہت ہے کامیابی اتنی بھی ساقی کی محفل مین
جو اک چُلو بھی ہاتھ آجائے حسرت سے تو کیا کم ہے

ملینگے آج دونو لُطف ہوگا عید قربان کا
مری گردن بھی خم ہے خنجرِ قاتل مین بھی خم ہے

بلا شانے کے سر ہے منتشر کیا کیا ہے مشاطہ
پڑے ہین پیچ گیسو مین مزاج یار برہم ہے

وہی ہے جلوۂ قلبِ مصفّا بعدِ مُردن بھی
مری تُربت کے ہر پتھر مین آئینہ کا عالم ہے

دکھائی ہین جو آنکھین میرے تُرکِ صید افگن نے
ہرن بھی چوکڑی بھولا ہوا ہے ہوش تک گم ہے

بیان واعظ نہ کر دُنیا مین رہکر حال عقبی کا
یہان کا اور عالم ہے وہانکا اور عالم ہے

خبر لیتا نہین اے جان تو مرتا ہون فرقت مین
مسیحائی تری کس کام کی جب ناک مین دم ہے

عجب عبرت سرا ہے یہ جہانِ بیوفا قیصر
سکندر ہے نہ دارا ہے فریدون ہے نہ اب جم ہے

رقم جو حالِ معراجِ شہنشاہِ دو عالم ہے
زمینِ شعر مین بھی ارتفاعِ عرشِ اعظم ہے

عجب عبرت نما نیرنگیِ گُلزارِ عالم ہے
لہو ہے چشمِ بلبل مین قبائے گُل پہ شبنم ہے

شبِ وصلت موذن کی صدا سے کس غضب مین ہون
دہان تو اُنگلیان کانو مین یہان ناک مین دم ہے

نہ کیون اہلِ زمین تودہ بنین تیرِ حوادث کے
ازل کے روز سے پیرِ فلک مثلِ کمان خم ہے

کوئی ساغر بکف ہے کوئی دکہلاتا ہے آئینہ
سکندر ہے کوئی محفل مین ساقی کے کوئی جم ہے

گلے پر تیغ چلتی ہے خرام ناز سے ہر دم
قیامت کی تری رفتار اے قتالِ عالم ہے

حسینون کی محبت کا ہے ثمرہ خارِ ناکامی
یہ گُل خوش رنگ تو سب ہین مگر بوئے وفا کم ہے

صدا اے غافلو ہے یہ زبانِ موجِ دریا پر
حباب آسا توقف بحرِ فانی مین کوئی دم ہے

صدائے خندۂ گُل سے تری فرقت مین روتا ہون
گُلستانِ جہان نظرو مین میری بزمِ ماتم ہے

نہین بنتی کی میری اوسکے ہرگز دیکہیے کیا ہو
یہان تو بیخودی ہے وان مزاجِ یار مین ہم ہے

نہین کچھ ڈر بجھا ویگا اوسے فردائے محشر کو
مرا اشکِ ندامت دشمنِ نارِ جہنم ہے

اگرچہ خوبرو ہین اور بھی دُنیا مین اے قیصر
مگر کچھ اونکے حسنِ دلربا کا اور عالم ہے

حرم مین یون رہو تم گھر بنا کے
بتو کیا کارخانے ہین خدا کے

اشارت پاؤن گر تیغ ادا کے
ہین خود گردن کو پھیکون دھرتے جا کے

یہ جی مین ہے چلون مقتل کو مرتے
کرون طے مرحلے دم مین قضا کے

بڑے جنجال مین ہین حضرت دل
کسیکی زلف سے اُلفت بڑھا کے

جلایا ہے خزان نے بلبلون کو
چراغ لالۂ گلشن بجھا کے

بتون کو خود نمائی سے بگاڑا
سکندر تو نے آئینہ بنا کے

کرے گی وحشیون مین مجکو رسوا
مری زنجیر اکدن غل مچا کے

روش باد بہاری کی دکھا تو
چلو گلزار مین مہندی لگا کے

تمھارے مصحف رخ کی زیارت
کرین گے مردم دیدہ نہا کے

چمن مین نکہت گیسو جو پھیلی
معطر ہو گئے جھونکے صبا کے

مشام جان تر و تازہ کیا ہے
کسی نے نکہت گیسو سونگھا کے

نہین عصیان کا ڈر اے قلزم حشر
یہ کشتی ہے حوالے وان خدا کے

بتو راہ محبت سے نہ بھٹکو
طریقے سیکھ لو مہر و وفا کے

طلب مین ہو کہین ایجان نہ اندھیر
نہ دیکھو آئینہ سرمہ لگا کے

قدم لو چل کے درویشونکے شمیم
بڑے رتبے ہین خاصان خدا کے

قلم ہو پیچے گردن دزد حنا کے
اگر بھاگے تری مہندی چرا کے

ڈسا کرتے ہین دلکو مار گیسو
یہ کالے تم نے پالے ہین بلا کے

گریبان چاک ہوجائینگے پامال
چلوگے گر یونہین دامن اوٹھا کے

شہید ناز کی تربت پہ قاتل
سجائے گل چلا تیوری چڑھا کے

یہی رونا رہا اے ابر رحمت
نہ برسا تو مری تربت پہ آ کے

منائینگے اونھین قدمون پہ گر کر
نہ جانے دینگے قابو اونپہ پا کے

قیامت تک نہ مانونگا مین ایجان — نہ وعدے کیجیے روزِ جزا کے

نہ چونکے کشتۂ تیغِ تغافل — تھکا شورِ قیامت بھی جگا کے

الٰہی لائے قاصد اون کی تصویر — پھرے وان سے مرا نقشہ جما کے

جو اس خمسے مین حیرت کا گھر ہے — اوٹھین ششدر رہون آئینہ دکھا کے

نہ نکلی دل کی حسرت دیکھ قاتل — پڑا تیرِ نظر پہلو بچا کے

جگر و دل چھد گئے تیرِ نگہ سے — نشانے تم نے دونو خوب تاکے

ہوا خونِ تمنا پس گیا دل — قیامت تم نے کی مہندی لگا کے

مدینہ مین پہونچ جاؤن جو قیصر — تو شہرے ہون مرے بختِ رسا کے

دیتی ہے مزے شوخیِ انکار کسیکی — کیا قندِ مکرر ہے یہ تکرار کسیکی

خورشید بنی شمع ہوئی طور پہ پہونچی — بڑھتی ہی گئی گرمیِ رخسار کسیکی

لکھتی ہے مرے خون سے شرحِ خطِ تقدیر — گردن کو قلم کرتی ہے تلوار کسیکی

قاصد سے یہ کہتے ہین زبان قطع کرینگے — کہیو نہ خبر آکے خبردار کسیکی

ہنگامۂ محشر نہ سرِ کوہ بپا ہو — اے کبکِ دری سیکھ نہ رفتار کسیکی

جھک جھک کے گلے ملتی ہے کرتی ہے لگاوٹ — اس فن مین بھی اوستاد ہے تلوار کسیکی

چڑھ جاؤنگا مین ڈال کے آہونکی کمندین — کچھ ایسی تو اونچی نہین دیوار کسیکی

بل پڑتے ہین کیا موسی میانین دمِ رفتار — چوٹی جو کھلی جاتی ہے ہر بار کسیکی

کیا لطف نزاکت نے دمِ قتل دکھایا — رک رک کے چلی حلق پہ تلوار کسیکی

رسوا ہوئے بدنام ہوئے رنج اوٹھائے — الفت نہ ہوئی ہمکو سزاوار کسیکی

دل ہو ہدفِ تیرِ جفا یا کہ جگر ہو — دیگا نہ شہادت لبِ سوفار کسیکی

زلفون کے بنانے مین بسر کرتا ہے کوئی — سر پیٹ کے کٹتی ہے شبِ تار کسیکی

محشر مین سوار حمتِ سردارِ رسل کے
پروا نہین رکھتا یہ گنہگار کسیکی

افسوس ہے شیرین کا دلِ سخت نہ پگھلا
کیا مفت گئی جان سے کہسار کسیکی

بڑھجاتا ہے مہدی کی طرح نخلِ شہادت
جب سر کو قلم کرتی ہے تلوار کسیکی

تاکا نگہِ ناز سے ابرو پہ بل آیا
ہمراہ چلی تیر کے تلوار کسیکی

مردے مین جلاؤن تو اوٹھا فتنۂ محشر
کہتی ہے یہ رفتار سے گفتار کسیکی

دل غم سے تڑپ جاتا ہے صبحِ شبِ وصلت
آتی ہے نہین یاد جو سو بار کسیکی

پامال نہ کر باغ کو پھولون کو نہ بکھرا
اے بادِ خزان لوٹ نہ سرکار کسیکی

کردیتی ہے اکدم مین فنا جنبشِ ابرو
جادو کی طرح چلتی ہے تلوار کسیکی

بیجرم و خطا دل کا اوڑاتے ہین نشانہ
سنتے ہین بھلا کب یہ کماندار کسیکی

کھل جاتا ہے دل گُل کی طرح جاکے چمن مین
پھولون سے جو بو آتی ہے ہر بار کسیکی

چل ہند سے قیصر طرفِ شاہِ مدینہ
اللہ کی سرکار ہے سرکار کسیکی

سہرا ہے دوش پہ سرکار کس دنکے لئے
آپ نے باندھی ہے یہ تلوار کس دنکے لئے

میری وحشت کا فسانہ دیکھئے سنئے حضور
چھپ رہے ہین پرچہ اخبار کس دنکے لئے

حشر مین تو اے ستمگر مجھسے روپوشی نہ کر
مین رہا تھا آجتک بیدار کس دنکے لئے

کیا عجب ہے غیر کی گھر بیدھڑک جاتے ہین آپ
بیچ مین ہے شرم کی دیوار کس دنکے لئے

آپ چلئے تو مین آنکھون پہ اوتارونگا ضرور
باغ مین ہے نرگسِ بیمار کس دنکے لئے

ساقیا کالی گھٹا اوٹھی ہے منہ شیشونکے کھول
تو نے کھینچی ہے مئے گلنار کس دنکے لئے

انکو بھجوا دے جنازہ پر شہیدِ ناز کے
آخرش اے گل مین باسی ہار کس دنکے لئے

دستِ گلچین کو نہین کیون لال کرتے خون سے
باغ مین گل کے قرین ہین خار کس دنکے لئے

ناز کہتا ہے کہ چلئے حشر برپا کیجئے
ہے قیامت آپ کی رفتار کس دنکے لئے

فیصلہ محشر مین ہو جائیگا ظلم و جور کا
اے بُتو خالق کی ہے سرکار کس دنکے لئے

فتنے بھی جاگین قیامت تو بپا کی چال نے
بند ہے پازیب کی جھنکار کس دنکے لئے

بے تامل حالِ دل قیصر بیان کرنا ہے
تو نے پائے ہین لبِ اظہار کس دنکے لئے

دیکھتے ہو جب مجھے دیدار کی حسرت کیا ہے
آج گھونگھٹ جو اوٹھا دو تو قباحت کیا ہے

آج آتی ہے کل آتی ہے یہی سنتے ہین
حشر کا روز ہے اونکی شبِ وصلت کیا ہے

گردِ نورِ رخِ جانان مین ہزارون بیدل
شمع تو ایک ہے پروانون کی کثرت کیا ہے

جام صہبا مین ملا دیتا ہے سمّ قاتل
ساقیا دعوتِ مے مین یہ عداوت کیا ہے

آؤ چپکے سے مرے گھر مین بڑھا کر پازیب
لوگ سوتے ہین اندھیرا ہے قباحت کیا ہے

زیرِ خنجر بھی رہے دل ہی کے دل مین قاتل
جو تڑپنے مین نکل جائے وہ حسرت کیا ہے

چھیڑ پر میرے یہ کہتے ہین سمٹ کر شبِ وصل
تم جو جامے مین سماتے نہین نیت کیا ہے

ہان مین کہتا ہون کہ معدوم ہے اوس بت کا دہن
منطقی پھر تجھے اثبات مین حجت کیا ہے

ایکدن جسم گلی زیرِ زمین ہے غافل
خاک ہو جائیگی مٹی کی عمارت کیا ہے

سر بھی ٹھکرائینگے قاصد وہ مرا قتل کے بعد
پڑھ تو دے قتل کے محضر مین عبارت کیا ہے

ایک ذرہ ہے ترے سامنے اے داغِ جگر
حدتِ آتشِ خورشیدِ قیامت کیا ہے

محمل دل مین عجب ناز سے آتی ہے مرے
لیلیِ پردہ نشین ہے شبِ وصلت کیا ہے

آکے کرتا ہے مری قبر وہ خوش خط پامال
تختۂ مشق ہے لوحِ سرِ تربت کیا ہے

بس ہین کافی ہین وہان بسملِ لائق قیصر
اب تری بزمِ سخندان مین ضرورت کیا ہے

اے ستمگر نہ سہی دور کی آفت نہ سہی
ترا قامت تو ہے موجود قیامت نہ سہی

دور ہی سے ہمین دیدار دکھا دو آکر
نہین ملتے نہ ملو وصل کی صورت نہ سہی

اس کا کچھ غم نہین مرقد نہ ہوا ہو روشن
گل تو رکھ جائے شمع سر تربت نہ سہی

کوچۂ یار ہے بس بعدِ فنا اے رضوان
اوس سے کیا کام نہو گلشن جنت نہ سہی

رنج کے درد کے دوری کے اوٹھائے صدمے
کون سی ہمنے محبت مین مصیبت نہ سہی

عشق مین حضرت دل آپ فضیحت ہونگے
نہین سنتے جو کسیکی وہ نصیحت نہ سہی

عمر بھر وصل کی امید کسے ہے اے دل
نہ ٹلی سر سے بلائے شب فرقت نہ سہی

خیر اتنا تو کرو قدر مرے دل کی کرو
سینے مانا کہ تمھین سبب محبت نہ سہی

مر گیا ہے کوئی جانباز کفن بھجوا دو
نہ ملے آپ کی سرکار سے خلعت نہ سہی

اے جنون چاک گریبان سے غرض ہے
ہاتھ چلتے رہینگے پاؤن مین طاقت نہ سہی

تیرے کوچے مین ٹھکانے تو لگی گی مٹی
نہ رہیگا جو نشانِ سر تربت نہ سہی

حال ہی سن لو تڑپنے کو نہ دیکھو میرے
گر نہین آپ کی آنکھو مین مروت نہ سہی

رام اے بت تجھے کر لینگے خدا کے بندے
تو اگر ضد سے نہین قائل قدرت نہ سہی

ہم بھی سمجھے ہوئے ہین موت ہے آنی اکدن
تم اگر کرتے نہین قصدِ عیادت نہ سہی

نہ ملے بوسہ لب سبزہ خط کا تو ملے
زہر ہی دیجئے عناب کا شربت نہ سہی

عشق کہتا ہے بنو بندۂ خوبان قیصر
کشور دلبر نہو گی جو حکومت نہ سہی

اوصاف کیا زمین کے ہون کیا آسمان کے
جلوے ہین ہر جگہ تری قدرت کی شان کے

تیر نظر لگائے ابرو کو تان کے
قربان جاؤن آپ کی ترچھی کمان کے

جو جانتے نہین تیرے کوچے کی راہ کو
وہ لوگ ہین زمین کے نہ ہین آسمان کے

کرتے نہین وہ حضرت دل دیکھ بھال کچھ
برچھی نگہ کی روز لگاتے ہین تان کے

جب وہ ہنسے رقیب سیہ رو کو دیکھ کر
ہم زرد ہو کے کھیت بنے زعفران کے

کچھ دیکھتے نہین ہین سحر ہے کہ رات ہے
پابند ہو گئے ہین یہ زاہد اذان کے

آہون سے مری داغ کے شعلے بلند ہین
اُڑتے ہین اس ہوا مین پھریرے نشان کے

پہلو تمھارے تیر مژہ مین غضب کے ہین
گھر کر رہے ہین دل مین کلیجے کو چھان کے

زاہد شب وصال ترا شکر مین کرون
پڑھ لے اگر تو فرض سحر بے اذان کے

بوسہ ملے گا گر خم ابروے یار کا
مسجد مین مین چڑھاؤنگا چلّے کمان کے

دارا رہا جہان مین سکندر نہ کیقباد
یہ سب گئے زمین کے تلے خاک چھان کے

زیر کفن یہ نیند شہیدون کو آئی ہے
پھیلائے پاؤن سوتے ہین چادر کو تان کے

نکلی نہ بات مُنہ سے یہ لب بند ہو گئے
بوسے ملے جو آپ کی میٹھی زبان کے

آئینہ دیکھتے ہین وہ گیسو کو چھوڑ کر
پیچھے پڑے ہوتے ہین سکندر کی جان کے

مُنہ پر نقاب ڈال کے آتے ہین میرے پاس
دیتے ہین مجکو شربت دیدار چھان کے

آیا جو اون کو غیظ پڑے ابرون پہ بل
تیور چڑھے تو ملگئے گوشے کمان کے

طوف حرم سے اونکو نہین کام اے صنم
جو لوگ گرد پھرتے ہین تیرے مکان کے

کوٹھے پہ یون رقیب کے دعوت نہ کھائیے
پکوان پھیکے ہوتے ہین اونچی دُکان کے

قیصر ہے ملک نظم مین کیا خوب بندوبست
تُم بادشاہ ہو گئے اُردو زبان کے

ساتھ اشکون کے مرے دیدۂ تر تک پہونچے
دیکھئے آنکھون مین اب لخت جگر تک پہونچے

داغ حسرت کا مرے کیون نہ قمر تک پہونچے
چاند تارے کا دوپٹہ ترے سر تک پہونچے

سرکشی کرتا ہے شانہ بہت اے مشاطہ
ہین وہ نازک کہین جھٹکا نہ کمر تک پہونچے

یہ تمنا ہے تری تیغ ادا اے ظالم
چل کے دو ہاتھ کسی دن مرے سر تک پہونچے

کھینچیے بہر خدا ناوک مژگان اپنے
دیکھئے دیکھئے یہ تیر جگر تک پہونچے

دست صرصر نہ بڑھے باغ مین یارب نہ بڑھے
خشک ہو جائے جو شاخ گل تر تک پہونچے

اپنی ناکامی سے برباد رہے دُنیا مین
خاک بھی ہو کے نہ ہم آپ کے در تک پہونچے

کیا ادب وان ہین کہ ہم سر سے گئے کعبے کو
سجدے کرتے ہوئے اللہ کے گھر تک پہونچے

چشمِ فتّان سے تیرے قد ہین ہے کیا طرفہ بہار
پھول نرگس کے بھی طوبیٰ کے شجر تک پہونچے

ذکر ہی فتنۂ قامت کا کسی دن آئے
یہہ قیامت یونہین یا رب مرے گھر تک پہونچے

آج مقتل مین بڑی دھوم ہے خنجر کی ترے
کیا ہی شادی ہو جو نوبت مرے سر تک پہونچے

نور افشان نے ترے حسن کو دہ چند کیا
چاندنی مین یہ ستارے جو قمر تک پہونچے

آب و دانہ کی کشش ہوگئی دشمن آخر
پھنس کے ہم دام مین صیاد کے گھر تک پہونچے

شکر صد شکر نماز و نہین کٹی راہِ حرم
بیٹھتے اوٹھتے ہم اللہ کے گھر تک پہونچے

ہون وہ بیکس مرضِ ہجر مین گر مر جاؤن
تجھکو اے رشکِ مسیحا نہ خبر تک پہونچے

حضرتِ دل جو پھنسے زلف مین رخ یاد آیا
جھیل کر ظلمتِ شب نورِ سحر تک پہونچے

دیکھئے بڑھ گئی مژگان کی محبت قیصر
اونکے اب ناوکِ دل دوز جگر تک پہونچے

بتکدون مین گئے اللہ کے گھر تک پہونچے
ان طریقون سے تری راہ گذر تک پہونچے

گر خطِ شوق لکھون اوس فلکِ حسن کو مین
اوڑ کے نامہ مرا جبریل کے پر تک پہونچے

سرخرو وہ بھی ہوئے تیغ کی صورت دم مین
آپ کے دستِ حنائی جو سپر تک پہونچے

دل سے مین شوقِ شہادت مین اوسے لپٹا لون
اون کی تلوار جو مجھ سینہ سپر تک پہونچے

کب پریشان پریشان کی خبر لیتا ہے
تیرے گیسو کی ہوا کیا مرے سر تک پہونچے

سنگ طفلان نے نئے رنگ مجھے دکھلائے
پھول ہو ہو کے وہ آ آ کے مرے سر تک پہونچے

سنتے ہین ہم کہ ڈرکے حضرتِ زاہد کے قدم
جھومتے آج وہ میخانے کے در تک پہونچے

دامنِ یار چھٹا ہم سے جو صبحِ شبِ وصل
ہاتھ وحشت مین گریبانِ سحر تک پہونچے

غرق ہو ہاتھ سے قاتل کے مری کشتیِ تن
آب شمشیر الٰہی مرے سر تک پہونچے

مرے رونیکا ہے خشکی و تری مین اک شور
نالے آخر کو مرے بحر سے بر تک پہونچے

آتشِ عشق سے یا رب کہین دو نو جل جائین
دل سے بہتر ہے کہ یہ آگ جگر تک پہونچے

آبرو دی ہمین تشبیہہِ دُرِ دندان نے
جب لڑی فکر تو ہم سلکِ گُہر تک پہونچے

چُن لیا پنجۂ خورشید نے اونکو دمِ صبح
رات کو جب دُرِ شبنم گُلِ تر تک پہونچے

واہ رے شوق شہادت کہ نہ پھیری گردن
سر جھکائے ہوئے ہم تیغِ دو سر تک پہونچے

ہو بُرا ضعف کا کیا ہجر کی شب وہ آتے
میرے نالے بھی تو رُک رُک کے سحر تک پہونچے

قبر سے اوٹھ کے اگر قصرِ جنان ہاتھ لگا
تب یہ سمجھین گے کہ ہم حدِ سفر تک پہونچے

کشورِ دل تو لُٹے جورِ بتان سے قیصر
حیف ہے آپ کو اس کی نہ خبر تک پہونچے

کمر تک اونچی چوٹی کُھل پڑی ہے
یہ پچھلی رات بھی کتنی بڑی ہے

اِسے ہر دم شہادت کی پڑی ہے
تقاضائے تمنّا ہر گھڑی ہے

ق
عدم کا راستہ کیونکر کٹے گا
گنہ کا بوجھ ہے منزل کڑی ہے

اودھر ہے خوف رسوائی کا اونکو
ادھر دل مین مرے حسرت بڑی ہے

وہ جاتے ہین مین اونکو روکتا ہون
اونھین اپنی مجھے اپنی پڑی ہے

نہ چھوٹے گی ترے گیسو کی اُلفت
یہ گُتھی رشتۂ جان مین پڑی ہے

اوٹھائین بسترِ غم سے جو آکر
اونھین ایسی ہماری کیا پڑی ہے

نہین زیبِ میانِ یار خنجر
کمر باندھے قضا سر پر کھڑی ہے

دہن ہے چشمۂ حیوان تمھارا
شبِ ظلمات مسّی کی دھڑی ہے

زمین کی ہے وہ مثلِ گنجِ قارون
ہتھیلون کی اگر دولت گڑی ہے

ہوئی جاتی ہے بو نافے کی برباد
گرہ چوٹی کی اونکے کُھل پڑی ہے

کسی خورشید نے پھیرے مرے دن
شبِ غم منزلون پیچھے پڑی ہے

نہین کٹنے کی محشر تک شبِ غم
یہ عمرِ خضر سے بھی کچھ بڑی ہے

دمِ گلگشت تیرے باغ مین اوسنس — ہزارون بار پھولون پر پڑی ہے
ہوئی ہے اک بتِ کافر سے اُلفت — مری تقدیر پتھر سے لڑی ہے
نگاہِ ناز بھی بانکی ہے اون کی — پڑی ہے دل پہ جب ترچھی پڑی ہے
وبالِ جان ہوا ہے عشقِ گیسو — بلا کے پیچ مین قسمت پڑی ہے
عمارت اے فلک جسمِ گلی کی — ملی ہے خاک مین جب گر پڑی ہے
ملا ہے ہمکو ایسا روزِ فرقت — کہ جسکی ایک ساعت دو گھڑی ہے
جمی رہتی ہے تیرے لعلِ لب پر — نہایت شوخ مستی کی دھڑی ہے
خبر لے اے مسیحا دم خبر لے — ہماری سانس سینہ مین اڑی ہے
دلِ مضطر بھی ہے سیماب اپنا — بلا سے آنچ دوزخ کی کڑی ہے

دکھائینگے وہ جب دیدار اپنا
وہی قیصر قیامت کی گھڑی ہے

کہین یہ روزِ محشر سے بڑی ہے — شبِ غم کی قیامت ہر گھڑی ہے
کہون کیا ماجرائے چشمِ گریان — برسنے مین یہ ساون کی جھڑی ہے
ترے گیسو کی الفت لے پریرو — بلا ہوکر مرے پیچھے پڑی ہے
کھچی ہے دل مین تصویرِ دل آرا — اسی شیشہ مین مدت سے جڑی ہے
تپِ فرقت سے دل جلتا ہے شاید — مری اشکون مین کیون سوزش پڑی ہے
نزاکت ختم ہے اوس گلبدن پر — جو پہنے ہار تو بدھی پڑی ہے
مسیحا ہین مگر ہین دشمنِ جان — وہ بیٹھے ہین قضا سر پر کھڑی ہے
پسِ مُردن غبارِ دل مین اونکے — ہماری لاش بے مرقد گڑی ہے
دمِ تذہین بتانِ خود نما کے — خود آئینہ سے لئے حیرت کھڑی ہے
کمر کی شکل تیری بال ہوکر — ہمارے شیشۂ دل مین پڑی ہے

نزاکت چشم سے دونی ہے لب کی
گران سرمہ سے مستی کی دھڑی ہے

نگہ دوڑی ہے لیکر تیر مژگان
کسی سے آنکھ جب اوسکی لڑی ہے

زمین مین تیری قدسی رشک کھاکر
قیامت تا قدِ آدم گڑی ہے

نہین اوس مہر کے رخ پر پسینہ
گلِ خورشید پر شبنم پڑی ہے

ہوئی ہین مردمِ دیدہ مری مست
نشیلی آنکھ اونکی جب لڑی ہے

نہین قربِ ذقن زلفِ پریشان
بلا چاہِ زنخدان پر کھڑی ہے

ترے گیسو سے ہے اونکو تسلسل
مری زنجیرِ پا کی جو کڑی ہے

خدا حافظ ہے اب ایمان کا قیصر
نگہ بیطور اک بت کی پڑی ہے

جان کنی مین ترے گیسو کی ہوا بھی آئی
کالی آندھی کو لیے سر پہ قضا بھی آئی

اونکے سرمہ نے تو اندھیر مچا رکھا تھا
اور اب ہونگے لہو بس کے حنا بھی آئی

دیکھنے کے یہ گلِ اندام مین الحفتِ دل
آجتک انہین کبھی بوئے وفا بھی آئی

بارِ قاتل کو ہوا اور لہو کا دھبہ
اڑکے دامن پہ جو خاکِ شہدا بھی آئی

کام نکلا نہ کوئی چشمِ عنایت سے مرا
جب ترحم اونھین آیا تو حیا بھی آئی

گل ہنسے غنچۂ تر مردہ ہزارون پھولے
جب وہ گلزار مین آئی تو صبا بھی آئی

تیرے خوشبو کے لیے صورتِ بلبل الگل
بار ہا باغ سے پھولون کی ہوا بھی آئی

اسکے وحشی بھی بیابانِ عدم کو پہونچے
تا کمر کھل کے تری زلفِ رسا بھی آئی

بو ترے گیسوئے مشکین کی ختن تک پہونچی
بس گیا وہ تو سوئے دشتِ خطا بھی آئی

جب سے جلے داغ جگر مہر قیامت کی طرح
یاد تیری سب مجھے لے روزِ جزا بھی آئی

دامن و جیب و گریبان پہ نہین کچھ موقوف
تنگ اے دستِ جنون تجھسے قبا بھی آئی

جب مرے قتل کو مقتل کیطرف وہ آئے
وان تماشے کے لیے خلقِ خدا بھی آئی

ساقیا بہرِ خدا دورِ مئے گلگون ہو
ساتھ بانی کے گلستان مین ہوا بھی آئی

ٹھجان جب مین ہوا رحم تب آیا مجھپر
کرچکے جب وہ جفائین تو وفا بھی آئی

تا لبِ گور رہی روشنیِ داغِ جگر
ساتھ جلتی ہوئی یہ شمعِ وفا بھی آئی

غفرت مجھسے یہ محشر مین کہیگی قیصر
کام کیا اُلفتِ شاہِ شہدا بھی آئی

کم سے تھے کیا غارتِ دل کے لیئے سیرت اچھی
اوس پہ بانی ہے ستمگار نے صورت اچھی

طرہ داغِ مئے گلگون کا مبارک واعظ
اب ہوئی ہے تری دستارِ فضیلت اچھی

لیکے پہلو سے حسینون نے تجھے بانٹ لیا
میری قسمت سے ہے اے دل تری قسمت اچھی

زر بکف رہتے ہین گلشن مین سدا غنچہ و گل
ہے ہوائے شجرِ باغِ قناعت اچھی

ٹھیک او تری نہ دہن کی ترے اے بُت تصویر
آج بہزاد نے کھینچی ہے ندامت اچھی

پار ہو جائیگی کشتی بھی بداعمالون کی
تیری ہر موج ہے اے قلزمِ رحمت اچھی

دمبدم کیون نہ زبان خنجرِ قاتل چاٹے
ہے ہمارے دہنِ زخم کی لذت اچھی

دیکھئے حضرتِ دل خانہ برانداز ہین وہ
اونکے دربان سے نہین آپکی حجت اچھی

لکھ گیا آپکی سرکار مین چہرہ میرا
شکر صد شکر کہ نکلی مری صورت اچھی

آنے والا ہے مرے گھر مین بتِ ماہ لقا
اے منجم مجھے بتلا کوئی ساعت اچھی

آج کیون ہو گیا زاہد تو بتون کا بندا
کل تو اے مردِ خدا تھی تری نیت اچھی

دیکھکے قد کو کہینگے ترے محشر والے
یہ قیامت بھی ہے بالاے قیامت اچھی

ساتھ اغیار کے آتے ہو عیادت کے لئے
تمنے سوچی ہے مرے موت کی حکمت اچھی

بارہا جان مری کھچکے لبون پر آئی
کب رہی او ستم آرا تری فرقت اچھی

ہو رہا ہے تپِ دوری سے برا حال مرا
آپ کرتے ہین مریضون کی عیادت اچھی

حُسن مین آپ جو کامل ہین تو ناقص ہے قمر
اوسکی صورت سے ہے بُری آپ کی صورت اچھی

بڑھتا جاتا ہے مجھے شوق ہم آغوشی کا	یہ تمنا مری اچھی ہے یہ حسرت اچھی

ایک بوسہ پہ اونھین دے نہین دیتے قیصر
مل رہی ہے عوضِ دل تمھین قیمت اچھی

تیرِ مژگان کے زخم کھا نہ سکے	دل دُکھے تھے جگر دُکھا نہ سکے
جلوۂ رُخ کی تاب لا نہ سکے	شکلِ موسیٰ نظر ملا نہ سکے
منزلِ قبر کے تھکے ماندے	ایسے سوئے کہ ہم جگا نہ سکے
آپ کی چال ہے وہ محشر خیز	فتنۂ حشر جسکو پا نہ سکے
صورتِ سبزہ ہم رہے پامال	باغِ عالم مین سر اوٹھا نہ سکے
تیرِ مژگان نکل گیا سن سے	ہم کلیجے سے بھی لگا نہ سکے
اوس کی شرم و حیا کا کیا کہنا	جوشِ وصل بھر اوٹھا نہ سکے
مثلِ خورشید ہو گیا روشن	داغِ اُلفت ترا چھپا نہ سکے
بل کمر مین پڑی نزاکت سے	بارِ گیسو بھی وہ اوٹھا نہ سکے
ہو گئے خاک جل کے قلب و جگر	تابِ داغِ فراق لا نہ سکے
ایسی اُفتاد یا الٰہی ہو	غیر کوسٹے پہ اونکے جا نہ سکے
کیا ہوئے جا کے رفتگانِ عدم	ایک دم کے لئے بھی آ نہ سکے
خانۂ دل مین آگ فُرقت کی	وہ لگا تو سکے بجھا نہ سکے
رکھنے پائے نہ سر ترے در پر	اپنی تقدیر آزما نہ سکے
بندگی ہے کہ بے بسی ہے کوئی	عمرِ رفتہ کو پھر بلا نہ سکے
دیکھکر اون کو ایسے پھول گئے	اپنے جامے مین گل سما نہ سکے
ایسا کاہیدہ جسم اپنا ہے	کہربا بھی جسے اوٹھا نہ سکے
اوس نے بوسے نہ جب دہن کے دئے	کہتے کیا کچھ زبان ہلا نہ سکے

خواب مین بھی نہ آئے وہ قیصر
بخت خفتہ مرا جگا نہ سکے

خون کرتا ہے الٰہی بتِ پرفن کتنے
اوس کے کوچے مین نت بنتے ہین مدفن کتنے

چھان ڈالا ہے ترے تیرِ نگہ نے ظالم
دیکھ تو دل مین پڑے ہین مرے روزن کتنے

وجہِ افسردگیِ داغِ جگر روشن ہے
یونہین پھولے ہوئے مرجھا گئے گلشن کتنے

تیرے ہاتھون سے بہت تنگ ہون اے جوشِ جنون
لاؤن ہر روز نئے تیرے لئے دامن کتنے

جب سے آئی ہے خزان خار ہے گلزارِ جہان
چشمِ بلبل مین کھٹکتے ہین نشیمن کتنے

ناتوانون کی ترے خاک نہو گی برباد
چشمِ بد دور ہین پیچھے ترے دامن کتنے

اے صبا جنتِ شداد پہ موقوف نہین
باغِ عالم سے یونہین اڑ گئے گلشن کتنے

جامہ زیبی جو یہی ہے تری اے غیرتِ گل
پرزے ہو جائینگے اڑ جائینگے دامن کتنے

لٹ گیا آکے سرحد مین دلِ سودائی
کوچۂ زلف مین تھے آپ کے رہزن کتنے

غیر کے پاس جو جانے کا گلا کرتا ہون
ہنسکے فرماتے ہین وہ آپ ہین بدظن کتنے

ہو گیا سروِ چراغان کا گمان گردون کو
داغہائے تنِ لاغر ہوئے روشن کتنے

اوس نے دیدار کیا عام تو غش کتنے ہوئے
بدحواسی سے اوٹھانے لگے چلمن کتنے

رستم و زال پہ موقوف نہین اے قیصر
پیچ مین موت کے آئے ہین تہمتن کتنے

سرو قد غنچہ دہانون کے ہین مدفن کتنے
اے زمین تو نے بسا رکھے ہین گلشن کتنے

کعبۂ رخ کے جو چرچے ہوئے بتخانون مین
کلمہ پڑھنے لگے آج برہمن کتنے

تیری کاکل کبھی اڑتی ہے کبھی بنتی ہے
پھن دکھاتی ہے مجھے اپنے یہ ناگن کتنے

کیا بری گورِ غریبان مین ہوا چلتی ہے
بڑھتے جاتے ہین چراغِ سرِ مدفن کتنے

خاک ہونے پہ بھی جلتے رہے اے سوزِ درون
اپنی مٹی سے بنے شہر مین گلخن کتنے

کیون نہ اے غیرتِ گل منہ نہ لگاؤن اونکو | ملتے ہین تیرے دہن سے گلِ سوسن کتنے
دعویِ سنگدلی اے بتِ مغرور نہ کر | مری آہون سے پگھل جاتے ہین آہن کتنے
جان و دل ہین مرے اس بندہ نوازی پہ نثار | ہین قرین مجھسے وہ مثلِ رگِ گردن کتنے
واہ رے آبِ دمِ تیغ تری طغیانی | بہہ گئے خون کی دریا مین سر و تن کتنے
متمنی ہین ہزارون گلِ نظارہ کے | پھیلے رہتے ہین ترے سامنے دامن کتنے
اے صنم رام ہوتے ہین ترے صدہا زاہد | بت بنے ہین ترے جلوے سے برہمن کتنے
روزِ ہجران شبِ غم نالۂ دل دردِ جگر | تیری الفت مین ہوئے جان کے دشمن کتنے

گورِ بہرام نہ ہے قبرِ سکندر قیصر
اس خرابے مین برابر ہوئے مدفن کتنے

پرنور تیرے دور مین جامِ شراب ہے | جگہ مین ہر طرف قدحِ آفتاب ہے
بالائے بام آج وہ عالی جناب ہے | منزل پہ اپنے جلوہ نما آفتاب ہے
اللہ رے آتشِ تبِ فرقت ترا فروغ | جو داغ ہے وہ نجمِ فلک کا جواب ہے
کعبے مین ڈھونڈھتا ہے کوئی کوئے دیر مین | اوس بت کی جستجو مین خدائی خراب ہے
کہتے ہین اپنے گیسوئے شبرنگ کھول کے | یہ بھی کسی کے بختِ سیہ کا جواب ہے
کیا حشر کر رہے ہین وہ نیچی نگاہ سے | آسودگانِ خاک کی مٹی خراب ہے
بڑھ جائے گفتگو نہ نکیرین سے کہین | مرقد مین مجکو خوفِ سوال و جواب ہے
زاہد نزولِ رحمتِ باری ہے ہر طرف | برسات مین شراب کا پینا ثواب ہے
رونے مین دھیان ہے رخِ پرنور کا ترے | برجِ حباب مین عملِ آفتاب ہے
رندو نگار رنگ باغ مین ہے کیا جما ہوا | ساقی ہے اور مے ہے شبِ ماہتاب ہے
تا حشر خفتگانِ عدم چونکتے نہین | سچ ہے یہی کہ موت قیامت کا خواب ہے
اللہ رے جوشِ قلزمِ اشکِ روان ترا | دریا کا پاٹ دامنِ چشمِ پر آب ہے

کیا تیز گام توسنِ عمر رواں ہے تو
جسکو میں دیکھتا ہوں وہ پا در رکاب ہے

قیصر عجب رنگ ہے گذر دہر کا
کوئی ہے نامراد کوئی کامیاب ہے

روزِ جزا کا ڈر ہے نہ خوفِ حساب ہے
بہت ترے دور میں بہ تیغ و شباب ہے

شبنم کی رخ پہ اے گلِ خوبی نقاب ہے
یا آج زیرِ ابرِ تنک آفتاب ہے

برسات ہے ہوا ہے گزک ہے شراب ہے
ساقی ہے میکدہ ہے مزا ہے کباب ہے

کہتے ہیں اونکو گھر میں منجم یہ دیکھکر
بیت الشرف میں جلوہ نما آفتاب ہے

زاہد کسی کے کام نہ آئی ہے جان
مدت سے سن رہے ہیں یہ کیسی شراب ہے

پوچھے گا کون حشر کے دن مجھ غریب کو
میں کس شمار میں ہوں مرا کیا حساب ہے

اے شہسوار بانے خالق کے عکس سے
ڈوبا ہوا شفق میں ہلال رکاب ہے

خوشبو سے تازہ دم ہوئی ساقی بدن میں جان
ہے روحِ عطر یا تری گلگوں شراب ہے

شب کو وہ اپنے بام پہ آتے ہیں بے نقاب
آئے مقابلہ کو کدھر آفتاب ہے

اے عشق زلف یار رخ شعلہ تاب سے
دل اس قدر تپاں ہے کہ شامی کباب ہے

آیا ہے غسل کو جو کوئی بحرِ حسن آج
دریا سمٹ کے شوق میں چشمِ حباب ہے

پہونچی ہیں حد کو وصل میں گستاخیاں مری
ہاتھوں میں میرے یار کا بند نقاب ہے

جلدی بلا لو خاک بسر ہوں میں ہند میں
اے ختمِ انبیا مری مٹی خراب ہے

بہکا ہوا ہے واعظِ خانہ خراب کیا
کیا بات ہے میکشی عمل ناثواب ہے

راضی کسی طرح نہیں ہوتے وہ وصل پر
اصرار ہے ادھر ہے ادھر سے جواب ہے

ہوگا غروب تا بہ قیامت کبھی نہ جو
وہ آفتاب دینِ رسالت مآب ہے

وہ ولولے کہاں وہ جوانی کدھر گئی
پیری نہیں ہے ماتمِ عہدِ شباب ہے

اللہ رے نورِ تاجِ شہنشاہِ انبیا
غیرت سے سرنگوں کلہِ آفتاب ہے

کہتے ہین گیسوؤنکی اولٹ کر نقاب وہ
پھیلا ابر ادھر ہے اودھر آفتاب ہے

گویا زبان نہین دہن بے مثال مین
اے بت ترا سکوت بھی کیا لاجواب ہے

ٹھکرائیے نہ بہرِ خدا رخشِ ناز کو
دوڑائیے نہ روح مری ہمرکاب ہے

اوس بت سے کیون نہ مصحفِ رخ پر نظر پڑے
واللہ زاہدو یہ خدا کی کتاب ہے

زلفِ درازِ یار کی ہمسر ہوئی ہے تو
تیرا ابھی طول اے شبِ غم لاجواب ہے

اوس رشکِ گل کا فیضِ سواری تو دیکھیے
نرگس کا پھول حلقۂ چشمِ رکاب ہے

گدرا چلے ہین اب ثمرِ نخلِ قدِّ یار
طفلی رجوع جانبِ عہدِ شباب ہے

کیونکر عروج ہو نہ اوسے مثلِ آسمان
قیصر ازل سے خاکِ درِ بوتراب ہے

لو لگاؤن اونکے شمعِ عارضِ پرنور سے
مثلِ موسیٰ کون جائے آگ لینے طور سے

حسرتین کچھ تو نکلنے دے دلِ رنجور سے
اے اجل انصاف کر آئے ہین کتنی دور سے

دمبدم آنچل نہ اولٹو عارضِ پرنور سے
ورنہ پھر بجلی تڑپ کر گر پڑے گی دور سے

وصفِ رخ تیرا بیاضِ چشمِ موسیٰ پر لکھون
چھانٹ کر لاؤن قلم شاخِ نہالِ طور سے

چاندنی مین ہنس رہا ہے بام پر وہ برق وش
خرمنِ مہتاب پر بجلی گری گی دور سے

شب کو موبافِ سیہ اوس بت کی چوٹی مین پڑا
اور اک کالی بلا لپٹی شبِ دیجور سے

بیٹھکر پہلو مین مشقِ ناوکِ مژگان کرو
کیون اوڑاؤ طائرِ دل کا نشانہ دور سے

تھا نہ وہ برقِ تجلی خیر اے موسیٰ ہوئی
ورنہ تو تھرا کے گر پڑتی چراغِ طور سے

ہے دعا مستون کی اکی فصل ایسی پھٹ پڑے
ڈالیان جھک جائین بارِ خوشۂ انگور سے

دیکھیے پھر کے کہانتک شعلۂ رنگِ حنا
مہندی پسوائی ہے اوس کافر نے سنگِ طور سے

موسی عمران بچو غش کھاؤ کے جل جاؤ گے
دیکھو وہ شعلہ بڑھا آتا ہے شمعِ طور سے

منزلِ مرقد مین غافل کس طرح سوئین نہ ہم
گرتے پڑتے آج یان پہونچے ہین کتنی دور سے

حضرت موسیٰ گرے تو غیب سے آئی ندا
غش مین کیون ہو آگ لینے جاؤ کوہِ طور سے

بدگمانی اونکی ایسی بڑھگئی ہے آج کل
کہتے ہین جو کچھ تجھے کہنا ہو کہدے دور سے

زلف لیلیٰ کو سیاہی اور گر منظور ہو
آکے ظلمت مانگ لے میری شبِ دیجور سے

مین تو کیا وان فکر موسیٰ بھی پہونچ سکتی نہین
آپکا کوٹھا بہت اونچا ہے کوہِ طور سے

حضرتِ دل کی بدولت دین و ایمان بھی چلے
حکم سجدے کا ہے سرکار بتِ مغرور سے

چڑھگیا مین دارِ عشقِ قدِ دلدار مین
یہ روش ہاتھ آئی پائے حضرتِ منصور سے

اک اشارہ مین قلم کرتا ہے قاتل سر مرا
کام کرجاتی ہے انگشتِ شہادت دور سے

اس قدر پیسا ہجوم غم نے تیرے ہجر مین
خون ہو کر حسرتین نکلین دلِ رنجور سے

واہ رے اے قاتلِ بے رحم ہشیاری تری
رقصِ بسمل کا تماشا دیکھتا ہے دور سے

کشتیِ مے ہر طرف چلنے لگی گلزار مین
یہ اوٹھا طوفان آبِ خوشۂ انگور سے

کیا ترا گھر بار میرے ہی سیہ خانہ مین ہے
پوچھتا ہے ایکدن مجھکو شبِ دیجور سے

جم سے کب دنیا مین اے قیصر رہے شاہانِ دہر
آرہی ہین یہ صدائین تربتِ فغفور سے

بنا وہ فرش با اندازِ حضرت حکم داور سے
پھرے عرشِ برین کے دن شبِ معراج سرور کے

سواری مین رہے روح الامین سایہ کئے پر سے
براق آیا درِ پُر نور پر اللہ کے گھر سے

ق

نکیون معراج ہاتھ آئے طوافِ قبرِ سرور سے
بڑھی ہے اسکی قیمت منزلون کعبے کے پتھر سے

بتان سنگدل اپنی خدائی کے لیے ترسے
جو گونجا قبہ کعبہ نعرہ اللہ اکبر سے

مجھے لکھنی ہے مدحت کشورِ دین کے سلیمان کو
اوڑالاؤنگا اوڑکر اک قلم جبریل کے پر سے

عریضہ تو لکھا ہے مینے شاہِ عرش منزل کو
اسے پہونچاؤن کس طرح یہ اپنے پیمبر سے

کوئی تدبیر بتلا اے سمندِ ہوش اوڑنے کی
پرِ جبریل کیونکر باندھ دون بالِ کبوتر سے

بنا تھا کون پروانہ ادب سے کہہ نہین سکتا
ہوا تھا عرش روشن جبکہ شمعِ روئے انور سے

مثالِ مرغِ بسمل حسرتِ پرواز مین تڑپے
سرِ سدرہ جو طاقت اُڑ گئی جبریل کے پر سے

بہشت و جوئے شیر و کوثر و خرمائے گوناگون
یہ جتنی نعمتین ہین سب ملی ہین آپکے گھر سے

تصدق یادِ گیسو پر ترے اے سرورِ عالم
بلا ہو کر پریشان بھاگ جاتی ہے مرے گھر سے

تری اُمت کو لے دریائے بخشش تشنہ لب پاکر
چلینگے جام خود لبریز ہو کر حوضِ کوثر سے

ہوا باندھی ہے ایسی نکہتِ گیسوئے سرور نے
زمینِ شعر بھی بستی چلی ہے عطرِ عنبر سے

بلا بھیجو مدینہ مین مجھے اے قاسمِ جنت
مری قسمت کی گردش پھیر لو سیرِ مقدر سے

تری اُمت کی سیرابی کو میدانِ قیامت مین
چھٹینگے نخل فوارون کے آکر حوضِ کوثر سے

ہر اک عضوِ بدن ہو پاؤن حسرت کا یہ ایما ہے
ادب کہتا ہے سرکارِ محمد مین چلو سر سے

گریبان آپکا جب شکلِ ماہِ نو چمکتا ہے
ستارے ٹوٹ پڑتے ہین قبائے چرخِ اخضر سے

گئی شاخ اسکی طوبی سے گذر کر نخلِ وحدت تک
نہالِ قامتِ حضرت کو کیا نسبت صنوبر سے

اوسی کے پاؤن پر محشر کے دن سر ہو مرا یارب
کہا یا اُمتی جس نے نکلکر بطنِ مادر سے

نگاہِ حاسدِ بدبین پڑی سختی سے گو پتھر
مگر آئینۂ فکرِ رسا ٹوٹا نہ پتھر سے

نہین یہ بوجھ اوٹھتا اے رسولِ بت شکن سر سے
سبکدوشی ملی بارِ غمِ عصیان کے پتھر سے

پشیمان اے قیامت ہو گی تو الطافِ سرور سے
لپیٹے جائینگے فتنے ترے دامانِ محشر سے

ہوا باغِ شفاعت کی تری گُل اوسکو کر دیگی
لگیگی آگ جسدن شعلۂ خورشیدِ محشر سے

جو تو اے خضر دریائے سخاوت رہبری کرتا
کنارہ پھر نکرتا چشمۂ حیوان سکندر سے

جنان مین حضرتِ ادریس خود حُلّے پہنائینگے
جو اے دل رشتۂ اُلفت ہے دامانِ پیمبر سے

تری رحمت اوسے کافور کر دیگی خبر پاکر
جو لپٹا شعلۂ دوزخ ہمارے دیدۂ تر سے

نکیون نافِ زمین پر سر اوٹھائے منزلت پاکر
ملے کعبے کو آثارِ بزرگی آپکے گھر سے

ترحم کی نظر ہو مجھپہ صدقہ اپنی رحمت کا
بہے اشکِ ندامت حشر مین جب دیدۂ تر سے

بجھا دو اسکو اے ابر کرم روضے پہ بلوا کر — تپ فرقت کے شعلے اٹھ رہے ہین قلب مضطر سے

نہ ہوگی تشنہ لب امت تری صحرا ے محشر مین — روان ہے فیض کا دریا زبان موج کوثر سے

پڑا اگر حشر مین سایہ تری مہر نبوت کا — سیاہی یکقلم اڑجائیگی عصیان کے دفتر سے

ہوے پیدا جو شاہ دین تو آواز سلام آئی — پہاڑون سے زمین سے آسمان سے پتھر سے

مرا بیڑا تباہی مین پڑا ہے لے خبر میرے — ق — غریق بحر غم ہون کشتی عصیان کے لنگر سے

شب تاریک و بیم موج و گرداب چنین حایل — بچالو آپ ناگاہ ہی گذرتا ہے مرے سر سے

ترے پایا ترا اللہ اکبر اے شہ عالی — ملا ہے عرش کا زینہ تری مسجد کے منبر سے

ترے دندان کے آگے لے در دریا کے محبوبی — نکالا آبرو پانی بھر گئی سلک گوہر سے

کشش پر کیون نہ سے قربان ہون اے جادہ طیبہ — اوترکر شوق منزل آگیا ہے پاؤن مین سر سے

عروس فکر کو خلعت ملا ہے نعت گوئی کا — بساتا ہے چمن میرا کہ گل بوٹون کے زیور سے

تصدق سے شہ دین کے مرا باغ سخن ہمیشہ
رہیگا حشر تک محفوظ ہر دم باد صرصر سے

ملی ہے آبرو یہ حسرت دندان سرور سے — زبان سے کلیان کی ہین ہزارون آب گوہر سے

بلا بھیجا بہت بےچین ہو کر آپ کو گھر سے — نہ آخر بار فرقت اوٹھ سکا خلاق اکبر سے

ملی ہے ضو جو وصف آفتاب روے سرور سے — بڑھا ہے حسن مطلع مطلع مہر منور سے

تباک اللہ رہے تیرے در دولت کے ذرونکی — گرا ہے تاج زرین خاک پر خورشید کے سر سے

شب معراج سمجھی رات کو خورشید تاباں ہے — اوٹھا وہ آفتاب دین جو اپنے گرم بستر سے

زمین کوچے طیبہ مین مہک اتنی ہے عنبر کی — ہوا ہے عطر بیز کوچہ گیسوے سرور سے

جو عرشی تکیہ پاؤن اک مسیحا نے زمانے کو — رگ جان شوق مین لپٹی ہوئی ہے تار بستر سے

ہم آغوشی کو امت کی ترسے لے شاہ بحر و بر — قد آدم اوٹھا کرتی ہین موجین حوض کوثر سے

مقابل اللہ رہا ہے روے محبوب الہی کے — نکیون آئینہ حیرت جبین لے دست سکندر سے

الٰہی جلوہ ماہِ بنی ہاشم نظر آئے — بلا شامِ شبِ غم کی نہین ٹلتی مرے سر سے
دکھائی اپنی صورت بھی ترے پر دیکھین خالق نے — جمالِ حق ہوا ظاہر ترے روئے منور سے
لکھون عرضی جو قسّام ریاضِ خلد کو اے دل — بناؤن تار سطرین رگِ برگِ گل ترے سے
بجائے قہقہہ پہلو مین حق حق کی صدا آئے — مرا دل کھینچ اے ساقی شرابِ روح پرور سے

جو آئین نکتہ چین اس بزم مین گلچین بنین شیصر
بجائے خار اپنی جھولیان بھر لین گلِ ترے سے

ہون دفن ترے در پہ تمنا تو یہی ہے — آگے مری تقدیر ارادا تو یہی ہے
تکرار رقیبون سے ہے جھگڑا تو یہی ہے — اُلفت مین حسینون کے بکھیڑا تو یہی ہے
محشر مین عجب کیا ہے وہ دیدار دکھائین — اِک عمر سے اونکے مرے وعدا تو یہی ہے
یارب وہ گلُ اندام مرے پھول مین آئے — مرنیکا جو بہت رہے نتیجا تو یہی ہے
آتے ہین عیادت کو مری غیر کے ہمراہ — مر جانیکا کچھ غم نہین صدما تو یہی ہے
اغیار مرے خط کو پڑھین وائے مقدر — کیا کیجیے تقدیر کا لکھا تو یہی ہے
زنجیرِ سپہر عرش ہلاتی ہے مری آہ — اے چرخ ترا گنبدِ سینا تو یہی ہے
موزون تھا ہوتی جو کمر بیچ سے غائب — ہے مصرعِ قد مین ترے سکتا تو یہی ہے
سب دیکھکے کہتے ہین سبھی غم کی ہے تصویر — یہ سچ ہے ترے ہجر مین نقشا تو یہی ہے
کیا پھول کے بیٹھے کہ خزان سر پہ ہے موجود — بلبل کے لئے باغ مین کھٹکا تو یہی ہے

ملجا ہے در شاہِ رسولان سے مجھے شیصر
جسکی ہو جو کچھ میری تمنا تو یہی ہے

دل بستگی کا لطف کسیکی کمر سے ہے — عنقا بندھا ہوا مرے تارِ نظر سے ہے
روشن شعاعِ تیر داغِ جگر سے ہے — طالع یہ آفتاب ہوا مین عمر بھر سے ہے
صندل سے کام ہے نہ غرض دردِ سر سے ہے — اے بت جبین کو لاگ ترے سنگِ در سے ہے

تنہا مقابلہ مین فقط دل ادھر سے ہے
صف بستہ اونکا لشکرِ مژگان ادھر سے ہے

جاؤن مین بتکدے سے کہ کعبے سے اے خضر
نزدیک راہ کوچۂ جانان کدھر سے ہے

دل پائمال کرتے ہین ذکرِ حنا کے ساتھ
رنگِ مزاج اونکا تو نہین مگر ہرے سے ہے

آنا تمھارا بے طلبی آدھی رات کو
میری دعائے نیم شبی کے اثر سے ہے

موتی میان تیغ مین آجاتے کھوتے
جوڑا بندھا ہوا یونہین پچھلے پہر سے ہے

آتا ہے خط کسی گلِ تر کا لیئے ہوئے
کیا باغ باغ دل روش نامہ بر سے ہے

اللہ رے زلف و عارضِ گلگون کی نکہتین
یہ عطر بار شام سے ہے وہ سحر سے ہے

اونکو کہا ہے حور تو تیور چڑھاتے ہین
اتنے قصور پر یہ قیامت ادھر سے ہے

بارِ نظر سے میرے لچکتی ہے بار بار
اک بال بھر لگاؤ جو اونکی کمر سے ہے

شعلے بھڑک رہے ہین جو عصیان کے داغ سے
دوزخ بھی منفعل مرے دامانِ تر سے ہے

کیا ہو مآل حال کا سرِ حشر دیکھیے
اولجھا ہوا یہ زلفِ بتِ فتنہ گر سے ہے

اے خضر کس طریق سے رستا حرم کا اون
کعبے کی راہ بھی تو اوسی بت کے گھر سے ہے

ناکام میکدے سے ہین ہون ساقی کے بخل سے
انکار ہے ایدھر سے تامل اودھر سے ہے

آسودگانِ خاک کی اے فتنہ سازِ دہر
مٹی خراب کیا تری نیچی نظر سے ہے

فتنے اوٹھائینگے قدِ آدم زمینِ حشر
ڈانڈا ملا ہوا جو تری رہگذر سے ہے

لطفِ شبِ وصال موذن نے کھو دیا
مسجد مین غل اذان کا پچھلے پہر سے ہے

انصاف کی نگاہ سے دیکھین مرا کلام
قیصر امید مجکو یہ اہلِ نظر سے ہے

سرِ عشق مین کامیاب ہوتا ہے
گرا وہ پاج درِ دو جناب ہوتا ہے

جو ذرہ درِ عالی جناب ہوتا ہے
عروج پاکے وہی آفتاب ہوتا ہے

بہت تنگ کعبے مین کیا اضطراب ہوتا ہے
جو وان سے قرب دیا جناب ہوتا ہے

دمِ سوال نکیرین کیون نہون خاموش
غلام آپکا حاضر جواب ہوتا ہے

جو پھول کہلتا ہے شمعِ مزارِ انور مین
دمِ سحر وہ گلِ آفتاب ہوتا ہے

بہارِ گلشنِ نعتِ نبی ہے رنگ پہ آج
قلم کی شاخ سے پیدا گلاب ہوتا ہے

جسے جگہ درِ پُرنور پر نہین ملتی
بہت خراب وہ خانہ خراب ہوتا ہے

جہان مین آئے ہین جبریل ہے شبِ معراج
براق برق روش انتخاب ہوتا ہے

ق

سحر نمود ہے پیری کی چونک اب اے دل
ہر اِک دیار مین ناحق خراب ہوتا ہے

یہان سے چل درِ مہرِ عرب پہ مل آنکھین
یہ نیند کیسی ہے کیون محوِ خواب ہوتا ہے

اخیر وقت ہے دن ڈوبتا ہے دیر نہ کر
جو شب ہوئے تو کہان آفتاب ہوتا ہے

جنابِ مرشدِ برحق کے فیض بیعت سے
نشانِ پائے نبی دستیاب ہوتا ہے

جو کعبہ پھرتا ہے گردِ مزارِ قبلۂ دین
نصیب اوسے کئی حج کا ثواب ہوتا ہے

نہ داغِ اُلفتِ مہرِ عرب سے مٹے اے دل
شبِ لحد مین یہی آفتاب ہوتا ہے

مہک پہنچتی ہے جب آپکے پسینے کی
گلاب پاش مین ہنچو د گلاب ہوتا ہے

شمارِ اُمتِ مرحوم مین ہوا اپنا
خدا کا فضل بھی کیا بے حساب ہوتا ہے

ق

پیام لائے ہین جبریل ہے خدا مشتاق
شبِ وصال ہے دل کامیاب ہوتا ہے

کہان ہین دیدۂ بیدار خوابِ راحت سے
زمین سے عرش پہ قصدِ جناب ہوتا ہے

حضور زینتِ پشتِ براق ہوتے ہین
نثار حلقۂ چشمِ رکاب ہوتا ہے

مین اوسکے چھینٹون سے آونگا ہوش مین نہ کبھی
شریکِ حال مرے کیون گلاب ہوتا ہے

نہین لگاتے جو مُنہ عہدِ ساقیِ کوثر
تو پانی شرم سے جامِ شراب ہوتا ہے

پہاڑ ہوتا ہے موسیٰ کو طور کا جانا
کبھی جو نورِ خدا بے نقاب ہوتا ہے

غلام آپکے پاتے ہین خلد بے پرسش
نئے سیاق سے انکا حساب ہوتا ہے

رواقِ روضۂ شاہِ رسل پہ وقتِ سحر
نثار نیّرِ گردون جناب ہوتا ہے

ق سیاہکار کہینگے یہ شہ سے روزِ شمار
خبر کو آئیے ورنہ عتاب ہوتا ہے

گنہ کی فرد پہ بخشش کا صاد ہو جائے
کہلا ہے دفترِ عصیان حساب ہوتا ہے

= مرے مسیح ملے مجکو شربتِ دیدار
تپِ درون سے کلیجہ کباب ہوتا ہے

نشانِ پا پہ بہچا تھا سرورِ دین کا
یہ نور اورسکے دستیاب ہوتا ہے

سحر کو چرخِ چہارم سے آفتاب سے لئے
جنابِ شہ مین طلب آفتاب ہوتا ہے

غلام آپکا ہون کیا لحد کا خوف مجھے
ہوا کرے جو سوال و جواب ہوتا ہے

نشان آپکی تشریف کا گرا سرِ عرش
حضور سا کوئی عالی جناب ہوتا ہے

مدد کو آئیے منزل کڑی ہے مرقد کی
سفر ہے سوئے عدم پا تراب ہوتا ہے

بہار ملتی ہے طیبہ مین خارِ عصیان کو
وہین پہ کھل کے یہ کانٹا گلاب ہوتا ہے

بُلا او روضہ پہ چلتی ہے سانس اب اُلٹی
مرے مسیح بڑا انقلاب ہوتا ہے

مرے گنہ تری رحمت سے بڑھ نہین سکتے
مرے کریم یہ پھر کیون حساب ہوتا ہے

ق ملک لگاتے ہین آنکہون سے اُسکے نقشِ قدم
جو خاکِ راہِ رسالت مآب ہوتا ہے

گذار عمر نہ غفلت مین دیکھ اے غافل
درِ رسول پہ چل کیون خراب ہوتا ہے

قضا کے ہاتھ سے مٹی نہو کہین برباد
دمِ اخیر ہے ضایع ثواب ہوتا ہے

سوائے حشر نہین آنکھ بیچ مین کھلتی
اجل کا خواب قیامت کا خواب ہوتا ہے

= خدا کے فضل سے مدح ہے جو لاثانی
تو شعر بیچ بھی کیا لاجواب ہوتا ہے

کھلیگا رازِ محبت شبِ وصال ہے آج
جو پردہ دار ہے وہ بے حجاب ہوتا ہے

اوڑا مین تا بہ معراج خاک اے قیصر
یہ غبار کہین آفتاب ہوتا ہے

مخمس بر غزل آتش مرحوم

نگاہ دکھائی گلشنِ جنت مقام کی
شہرت ہے مدتون مین ہوئی اوسکے کام کی

اے چشم دیکھ بے یہ روش انتظام کی
تصویر کھینچی اوسکے رخِ سرخ فام کی
اک صفحہ مین قلم نے گلستان تمام کی

کیا بیقرار ہو کے تڑپتے ہین جا بجا
ثابت بھی بازو انکا کوئی پر نہین رہا
مضطر یہ ہین کہ جان کی پروا نہین ذرا
اللہ رے تڑپنا اسیرانِ تازہ کا
صیاد خیر مانگتا ہے اپنے دام کی

جاتے تے فضائے بوئے گلِ تر دماغ ہے
ملتا نہین مزاج معطر دماغ ہے
گو قید مین ہے پر وہی برتر دماغ ہے
بلبل قفس مین عرش کے اوپر دماغ ہے
حالت وہی ہے نکہتِ گل سے مشام کی

پہونچے خموشی لبِ نادان سے کیا گزند
کرتے ہین واہ واہ وہی ہین جو حق پسند
رہتا ہون مدحتِ ملکوتی سے بہرہ مند
گھر سے خدا کے ملتے ہین مضمون مجھے بلند
فکر رسا کمند ہے کعبے کے بام کی

اس تھوڑی سی بساط پہ کیونکر نہ آئے رشک
خلعت یہ ہاتھ آیا ہے اسکو برائے رشک
کیون دامنِ کفن پہ نہون داغہائے رشک
باغِ جہان مین گل کی قناعت ہے جائے رشک
عمرِ دو روزہ ایک قبا مین تمام کی

کیا حالِ دل کہون جب مجھے عیسی جوابدے
کب تک یہ دکھ سہون جب مجھے عیسی جوابدے
مین خاک مین ملون جب مجھے عیسی جوابدے
بیمارِ عشق ہون جب مجھے عیسی جوابدے
کانون کو آرزو ہے اجل کے پیام کی

رہتے ہین جمع پاس مرے ذیِ کمال لوگ
خوش فکر و خوش کلام و عدیم المثال لوگ
ہوتے ہین ابرِ فیض سے کیا کیا نہال لوگ
اصلاح لینے آتے ہین رنگین خیال لوگ
خدمت ہے اس چمن مین مجھے انتظام کی

مے کی گلابیان نظر آئینگی شکلِ خار
میخانے مین رہیگی نہ ایسی کبھی بہار

ساقی رہے یہ یاد جو کہتا ہے خاکسار
پیدا نہوگا دوسرا مجھسا شراب خوار
مٹی خراب ہوگی مرے بعد عام کی

قیصر اگرچہ دل سے ہے مالوف فکرِ شعر
پر کاہشون مین رکھتی ہے مصروف فکرِ شعر
کرتی ہے گو جہان مین معروف فکرِ شعر
آشفتہ خدا کیواسطے موقوف فکرِ شعر
طاقت نہین دماغ کو تفہیمِ کلام کی

ایضاً

لب جو قمریان ہین نغمہ زن عشقِ صنوبر سے
چمن مین آرہی ہے مشک کی بو سنبل تر سے
ملی ہے فصلِ گل کی مجکو کیفیت مقدر سے
بہار آئی چھلکا ساقی شرابِ روح پرور سے
خزان کا غم بھلا دے بادۂ گلگون کے ساغر سے

نہ ہے کچھ تیغ سے مطلب نہ ہے کچھ کام خنجر سے
غرض ہے مجکو سفاکون کی بس چشمِ فسونگر سے
گذر جائین کہین یا رب یہ پیکان قلبِ مضطر سے
نگاہِ ناز کا خواہان ہون خوبانِ ستمگر سے
قضا کے تیر کا مشتاق ہون ترکون کے لشکر سے

بہارِ باغ پھر حاصل کہان بلبل کو پھندے مین
اگرچہ خواہشِ گل نیمجان بلبل کو پھندے مین
یہ لایا چاہتا ہے بیگمان بلبل کو پھندے مین
پھنسایا چاہتا ہے باغبان بلبل کو پھندے مین
کمر بستہ ہوائی ہے صیاد کی پھولونکی چادر سے

نہ زیرِ نخلِ طوبیٰ دل مرا آرام پائے گا
مثالِ شمعِ سوزان رشتۂ جان کو جلائے گا
حرارت آفتابِ حشر جب اپنی دکھائے گا
کسی دیوار کے سایہ کا عالم یاد آئے گا
قیامت ہوگی پھر گرمیِ خورشیدِ محشر سے

کبھی یادِ خزان باغِ ارم مین جا نہین سکتی
شبِ غربت کبھی صبحِ وطن دکھلا نہین سکتی
نحوست جغد کی سر پہ ہما کے آ نہین سکتی
عداوت بے شعورونکی ضرر پہونچا نہین سکتی
سوا اس کے دیوانہ کوئی لڑکون کے پتھر سے

پریشان کر دیا کیسا بہارِ سنبلستان نے
غضب کی آفتین ڈھائین قدِ شمشادِ بستان نے
دکھائی فتنۂ محشر کی صورت چشمِ حیران نے
قیامت کی دلِ مشتاق پر سیرِ گلستان نے
کوئی بوٹا سا قد یاد آ گیا مجھکو صنوبر سے

حسینون سے نہین ہے عشق جسکو وہ بھی انسان ہے
اُنھین پر دل تصدق ہے اُنھین پر جان قربان ہے
سمجھ مین کچھ نہین آتا ہے میری عقل حیران ہے
جفائے حُسن کا جسکو گلا ہے سخت نادان ہے
نہین خالی کوئی شمشیر خونریزی کے جوہر سے

کئے ہین داغِ دل کے لینے اب بے انتہا حاصل
نہ آگے اِسکو بھی اس رنگ سے بوئے وفا حاصل
ہوا اب یہ تری خوشبو سے اے گلگون قبا حاصل
کمالِ عشقِ حُسنِ گُل سے بُلبُل کو ہوا حاصل
صبا دو پھول اوڑا لائی تھی اِکدن تیرے بستر سے

نہ تھمے کیطرح کیونکر رہو مین چشمِ تر آتش
رہا ہے صدمۂ دلسوز میری جان پر آتش
مثالِ شمع مین گریان رہا ہون تا سحر آتش
وہ ماتم دوست ہون رو یا کیا ہون رات بھر آتش
چراغِ گور اگر گل ہو گیا ہے بادِ صرصر سے

مخمس بر غزل حضرت اوستادی مرحوم میر اعظم علیصاحب متخلص بہ اعظم

آہِ سوزان بھی عجب طرفہ بلا ہوتی ہے
رعد چلاتا ہے جسوقت بپا ہوتی ہے
وان پہونچتی ہے تو بجلی بھی ہوا ہوتی ہے
خوب آہِ دلِ بیتاب رسا ہوتی ہے
مین زمین پر ہون تو گردونپہ صدا ہوتی ہے

دودِ دل کا مرے اب قوسِ قزح سے ہے عبور
اے مہِ برجِ شرف و سے بتِ غارتگر حور
دولتِ عشق تو ہے گو مین نہین ذی مقدور
جانیو مانگ کے سو دین نہ مجھکو مجبور
کہکشان تک تو مری آہ رسا ہوتی ہے

دیکھو سٹی نہ کرو اُس دلِ رنجیدہ کو
کیون عبث پیستے ہو یون تنِ کاہیدہ کو
محشرِ تازہ دکھلاتے ہو ستم دیدہ کو
ٹھوکرین مارتے ہو فتنۂ خوابیدہ کو

چلتے چلتے بھی بلاخیز ادا ہوتی ہے

ہو نہین وہ فرق کہ شوقِ خفقان ہے جسکو
ہوئین وہ چشم کہ نرگس نگران ہے جسکو
وہ سخن ہون کہ خموشی ہی بیان ہے جسکو
وہ دہن ہون کہ تمنائے زبان ہے جسکو
وہ زبان ہون کہ جو محتاجِ صدا ہوتی ہے

ایک جانب ہے رقیب آہ و بکا کا پابند
اک طرف مینے بھی فریاد کی ڈالی ہے کمند
خوب باندھی ہے ہوا تو نے بتِ دانشمند
ایک سو غیر کی اک سو ہے مری آہ بلند
دو طرف کی ترے کوٹھے کی ہوا ہوتی ہے

ہے اگر بخت رسا بھی مرا رہبر اعظم
دیکھتا ہو نہین مزارِ شہِ اطہر اعظم
ابتو کہتا ہے بصد شوق یہ فقیر اعظم
روضۂ سبطِ رسولِ عربی پر اعظم
جا پہونچتا ہون جو تقدیر رسا ہوتی ہے

ایضاً

ظلم ہر چند کرین سب سر و پا کے اوپر
صدمے سہہ لینگے ہر اک رنج و بلا کے اوپر
مر مٹینگے روشِ ناز و ادا کے اوپر
مستعد ہین وہ اگر جور و جفا کے اوپر
ہم بھی بیٹھے ہین کمر کس کے وفا کے اوپر

طرفہ انداز جفا ہے عوضِ لطف و کرم
بڑھ گئے اونکے کہین حد سے سوا جور و ستم
اور تو اور پھڑک جاتا ہے ابیات پہ دم
سر فدا کرنیکی جانباز سے لیتے ہین قسم
ہاتھ رکھواتے ہین شمشیرِ ادا کے اوپر

ناز سے آتے ہین لچکا کے کمر جاتے ہین
گاہ آتے ہین ادھر گاہ اودھر جاتے ہین
حشر کی چال سے بسمل سمجھے کر جاتے ہین
آتے جاتے وہ ادھر سے جو گذر جاتے ہین
دم پھڑک جاتا ہے نقشِ کفِ پا کے اوپر

طرفۃ العین مین جاتی ہے غضب تو دیکھو
آبِ دیدار کا پیاسا کوئی اتنا بھی نہو

چشمِ مشتاق کے لپکے کو ذرا غور کرو — دیکھ آتی ہے پرستان مین پریزادون کو
اندنون ہے نگہِ شوق ہوا کے اوپر

یہ عجب راز تھا کوئی یہ عجب تھا اسرار — بیچا بانہ میسر نہوا کیون دیدار
دھیان رہ رہ کے یہی آتا ہے یارب ہر بار — ہمسے کیون کھل نہ سکا بندِ نقابِ رُخِ یار
کوئی پردہ تو نہ تھا عقلِ رسا کے اوپر

اب بہت ظلم جو ہوتے ہین وہ کم ہوتے تھے — لوگ آگے نہ تہِ تیغ دو دم ہوتے تھے
پائمالی کے تو ہان ذکر بہم ہوتے تھے — نازکی چال سے آگے تو ستم ہوتے تھے
اب سے گلے کٹتے ہین شمشیرِ ادا کے اوپر

تھا یقین کرتے یہ فریاد تری پیشِ خُدا — پر کرین کیا کوئی الزام کا موقع نہ ملا
متحیر ہین ترے کُشتۂ شمشیرِ جفا — حشر کے روز بھی قاتل ترا پردہ نہ کھلا
کوئی دھبّہ نہ ملا سُرخ قبا کے اوپر

جبکہ معلوم ہوا خواب ہے دُنیا کا خیال — دیکھکر یان کی خرابی کو ہوئے غم سے نڈھال
رفتہ رفتہ کیا آخر کو فنا نے پامال — بے ثباتی کا کھلا کھُلتے ہی کھُلتے احوال
زندگی آئی تھی امیدِ بقا کے اوپر

صفت نقشِ کفِ پا مجھکو بنایا تم نے — خاک مین خاک نشینون کو ملایا تم نے
رحم کیا ہاتھ بھی مطلق نہ لگایا تم نے — گر پڑا مین تو زمین سے نہ اوٹھایا تم نے
آسمان ٹوٹ پڑا مہرِ وفا کے اوپر

یہ تمنا ہے بہت روتے سے اے مایۂ ناز — کہ کھلے کچھ تری رفتارِ بلا خیز کا راز
آخرش فتنۂ آفاق نے یہ دی آواز — خوش خرامونکا نرالا ہے جہان سے انداز
ٹھوکرین چلتی ہین پامالِ جفا کے اوپر

کس جفاکش کا ہوا خانۂ ہستی برباد — کس ستم کش کی مٹی قصرِ بدن کی بنیاد

کس کے مرنے سے ہے وہ فتنۂ عالم دلشاد
کس کے تیجے کی ملی ہے مجھے قاتل کو مراد
پھول چڑھتے ہین مزارِ شہدا کے اوپر

جادۂ خلد برین سب کو دکھائے اعظم
قافلے کفر کے بھی راہ پہ لائے اعظم
مرحبا کیون لبِ قیصر پہ نہ آئے اعظم
راستے قربِ الٰہی کے بتائے اعظم
رہبری ختم ہے محبوبِ خدا کے اوپر

مخمس بر غزل نواب عبد العزیز خان مرحوم متخلص بہ عزیز رئیس بانس بریلی

برق اندازیان کرتی ہے سیاہِ شبِ ہجر
دیکھئے گرم ہے کس درجہ نگاہِ شبِ ہجر
آتش افروز ہوئی شامِ سیاہِ شبِ ہجر
چرخ پر آگ لگانے لگی آہِ شبِ ہجر
صورتِ مہر ہوا سوختہ ماہِ شبِ ہجر

نام کو بھی نظر آیا نہ کہین نورِ ظہور
نہ گھٹی طول مین رنگت مین بھی آیا نہ فتور
سب یہ حالات گزرتے رہے آنکھون کے حضور
نہ درازی مین کمی کی نہ سیاہی مین قصور
ہین مرے دیدۂ بیدار گواہِ شبِ ہجر

مجھکو ہی تاک لیا ہے مرا دم بھرتی ہے
پاؤن کے بدلے رہِ شوق مین سر دھرتی ہے
میرے ہی خانۂ تاریک پہ یہ مرتی ہے
شام کے ہوتے ہی ہر روز کرم کرتی ہے
گھر مرا ہی ہے مگر زیرِ نگاہِ شبِ ہجر

حلقۂ گیسوئے پیچ مین گردن ہو پھنسی
فق ہو مانندِ سحر خوف سے رنگت اسکی
شکل یون جکو نظر آئے تمنا ہے یہی
صبح ہو پنجۂ خورشید مین اس کی چوٹی
دیکھ لون آنکھ سے مین حالِ تباہِ شبِ ہجر

روتے روتے مجھے فرقت مین زمانہ گذرا
نہ ملا پر نہ ملا صبحِ شبِ غم کا پتا
اب مین رکھتا ہون یہی عزمِ مصمم بخدا
مجھکو مل جائے شبِ قدر تو مانگون یہ دعا
یا الٰہی نہ دکھا روئے سیاہِ شبِ ہجر

اس کے ڈسنے سے بھلا ہوتا ہے جانبر کوئی کب ۔ افعیِ گیسوئے خمدار کا موذی ہے لقب
مختصر میری دعاؤں کا یہی ہے مطلب ۔ ہے یہ ظالم نہ دراز اس کی ہو رسی یارب
گھٹ کے اک خال بنے روئے سیاہِ شبِ ہجر

اب نہ تڑپا کہ چلی جائے یہ ٹھنڈے ٹھنڈے ۔ خضر بنجا کہ چلی جائے یہ ٹھنڈے ٹھنڈے
راہ دکھلا کہ چلی جائے یہ ٹھنڈے ٹھنڈے ۔ صبح آجا کہ چلی جائے یہ ٹھنڈے ٹھنڈے
خطِ ابیض ہو ترا جادۂ راہِ شبِ ہجر

مثل قیصر شبِ غم کاٹتے ہو مر کے عزیز ۔ روح جنت کو چلی جسم نہین دھر کے عزیز
نجمِ ثاقب ہین یہ دیکھو تو نظر بھر کے عزیز ۔ ٹوٹتے تارے نہین تمکو ہدف کرکے عزیز
گولیان مار رہی ہے یہ سیاہِ شبِ ہجر

قصیدہ مدحیہ بتقریب جشن جوبلی جناب ملکہ معظمہ وکٹوریا خلد اللہ ملکہٗ و دام اللہ اقبالہٗ

جو بخت خواب مین جاگا تو آگیا یہ خیال ۔ کہ لکھ قصیدہ وہ جسکا نہو جہان مین مثال
ہو مدح ایسے شہنشاہِ ہفت کشور کی ۔ ہے رشکِ مہرِ مبین جسکا کوکبِ اقبال
ملا یہ مژدہ مجھے جبکہ خضرِ قسمت سے ۔ تو مین نے اوس سے بصد آرزو کیا یہ سوال
پتہ بتا مجھے ممدوح کا نشان بتا ۔ کہ تا مین گوہرِ مقصود سے ہون مالا مال
کہا یہ اوس نے شہنشاہِ ملک و قیصر ہند ۔ بڑھی ہے نیرِ تابان سے جسکی شانِ جلال
اوسی شہنشہِ عالی کا جشنِ جبلی ہے ۔ کہ جسکو تختِ حکومت پہ ساٹھوان ہے سال
جو مین یہ خوش خبری تا بگوشِ دل پہونچی ۔ ہوئی زبان کو اس کام کی دہن مین مجال
ہوے مدد کے لئے فکر و ذہن بھی موجود ۔ فلک سے آکے مضامین ہوئے شریکِ حال
جو مجھکو فضلِ خدا سے یہ مل گئے سامان ۔ اوڑا ہما ئے طبیعت بھی کھولکر پر و بال
گذر گیا وہ بلندی سے چرخِ چارم کے ۔ ذرا ترقی کو دیکھین تو اس کے اہلِ کمال
لکھے وہ مطلعِ روشن کہ جسکے پرتو سے ۔ بنا ہے مہرِ جہان تاب ذرے کی تمثال

وہ سعد ہے ترا سایۂ ستودہ خصال
پڑے گدا پہ تو پائے ہما کا وہ اقبال

ہر ایک وقت زمانہ رہے موافقِ حال
ہر ایک دن ہو مبارک سعید ہو ہر سال

ہوئی ہے محو دلون سے سخاوتِ حاتم
ہے جو فیض سے ہر ایک شخص مالا مال

پڑے اگر نظرِ کیمیا اثر تیری
مثالِ کوہِ طلا دم مین ہون جہان کے جبال

مدد کرے تری جبروت اگر سرِ میدان
شکار شیر کا کرنے لگے جھپٹ کے غزال

جلائے خرمنِ جانِ عدو کو اِک دم مین
جو برقِ تیغِ شرر دم گرے بوقتِ جدال

فلک بھی خم پئے تسلیم ہے ازل سے یونہین
جھکا رہا ہے سرِ بندگی ادب سے ہلال

جو دیکھ لے رہِ پُرنور کی وہ جلوہ گری
فلک کو جادہ پہ ہو جائے کہکشان کا خیال

ملے جو اوج تری درگہِ معلّٰی سے
ابھی ہوا پہ اوڑین طائران بے پر و بال

گھسی ہے جب درِ پُرنور پر جبین اسنے
ملا ہے مہر کو تب اسطرح کا اوجِ کمال

جو عدل و داد نے دی تیری سرکشی کی سزا
تو مثلِ نقشِ قدم ہو گئے عدو پامال

نگاہِ مہر جو انکی طرف ہو بھولے سے
چمک اوٹھے ابھی ذرّونکا کوکبِ اقبال

جو ہو اشارہ ترقی کا ماہِ نو کی طرف
بنے فلک پہ وہین چودھوین کا بدر ہلال

زمین ہے صورتِ نقشِ قدم تہِ فرمان
خلافِ حکم چلے یہ نہین فلک کی مجال

ق
برستا ابرِ کرم ہند مین نہ گر تیرا
جوان و پیر نہ بچتے نہ قحط مین اطفال

صفت زبان سے ہو کیونکر فلکِ بہادر کی
وہ منتخب تری سرکار مین ہین نیک خصال

خبر غریبون کی لی اس طرح گرانی مین
کہ دور بھاگ گیا منزلون یہان سے کال

یہ بند و بست تری عدل سے ہے دنیا مین
کہ زبردست و زیردست کا ہے یکسان حال

جو موجین بحرِ ترحم کی جوش پہ آئین
تو نخلِ خشک بھی باغِ جہان کے ہوئین نہال

یہ مملکت کی ہے وسعت ترے محالون پر
کہ آفتاب نہین ڈوبتا ہے اقبال

ٹھہر مقامِ ادب ہے یہ اے زبانِ قلم
اب اس طرح سے مناسب ہے تجھکو قیل و قال

حضور مہر درخشان چرخ عظمت ہین
حضور ہین سبب رونق جلال و جمال

حضور زینت اورنگ شان و شوکت ہین
حضور چاہین تو ذرے ہون آفتاب کمال

رہے جناب مسیحا کا فرق پر سایہ
ہمائے اوج حکومت رہے کشادہ بال

دعا پہ ختم کر اب تو قصیدہ اے قیصر
تری زبان سے ممدوح کی صفت ہے محال

رہین جہان مین جب تک کہ آسمان زمین
عروج پر رہے خورشید دولت و اقبال

قصیدہ فتحیابی جنگ ٹرنسوال ورشان جناب ملکہ معظمہ وکٹوریا قیصر ہند دام اقبالہا

جو مقام باغ خسرو بتقریب جشن جناب صاحب کلکٹر بہادر ودیگر حکام ورؤسا شہر کے پڑھا گیا

ادا ہو شکر کیسے نخلبند کن کے احسان کا
جہان سے بوستان پر ہے گمان گلزار رضوان کا

بہار تازہ آئی غنچہ و گل ہنستے جاتے ہین
قبائے گل پہ ہوتا ہے گمان گلچین کے داماں کا

صبا اترا رہی ہے فرش پھولون کا بچھاتی ہے
ہر اک جھونکا ہے عندلیبان خوش الحان کا

نسیم صبح دکھلاتی ہے اعجاز مسیحائی
ملے شاخون کی جنبش کو نہ کیونکر دم رگ جان کا

بڑھائی ہے کچھ ایسی آبرو قطرون نے شبنم کے
گلے مین موتیون کا ہار ہے ذرات غلطان کا

ہوا ابتار ہا ہے قمریون کی کچھ نہین سنتا
دماغ ایسا بڑھا ہے آجکل سرو گلستان کا

مسرت سے نہین پھولی سماتی جامے مین بلبل
خزان سے چھٹ کے ہے یہ باغ شق گردون گریبان کا

صدائین آرہی ہین جا بجا سے شادیانون کی
لب جو ہے ثنا گو سبزہ خلاق دوران کا

خوشی سے ہے خرمی ہے فتح کے نقارے بجنے پر
عدو کی فوج سے خالی ہے دامن دشت و میدان کا

سزا دی خوب سر تابی کی جراران لندن نے
عدو کا نام تک بورون کی افواج پریشان کا

شہاب ثاقبی بنکر جو گولے اونچے جا پہونچے
فراری ہو گیا جنگاہ سے انبوہ شیطان کا

ملی نصرت شہنشاہ جہان کو فضل خالق سے
خدا کے فضل سے قبضہ ہوا سلطان دوران کا

زمین و آسمان کا فرق دشمن سے ہے ٹیش سے
اوٹھائین کس طرح سے چیونٹیان حملہ سلیمان کا

خدائی کے یہ مالک اور باغی چند کھیتوں کے
کجا فرعون کا رتبہ کجا عیسی دوراں کا

کبھی ذرون کو ہو سکتی نہین خورشید سے نسبت
زمین کو اوج مل سکتا نہین مہر درخشان کا

بڑھے دولت جناب ملکۂ ذیشان کی ہر لحظہ
یہ دل سے وظیفہ ہے یہی ہر اک مسلمان کا

رہے ہر دم ترقی حشمت و اقبال و دولت کی
نشان روئے زمین پر جب تلک ہے چرخ گردان کا

اوٹھائے سر کوئی دشمن تو وہ پامال ہو جائے
نشان تک خاک مین ملجائے اوسکے جسم کا جان کا

قیامت تک رہے ہندوستان مین حکمران یارب
زمانہ ہو موافق تا ابد ایسے ذیشان کا

رحیم و عادل و انصاف پرور ذات عالی ہے
نہین اس عہد مین کھٹکا کسیکو مال کا جان کا

ملا ہے حق رعایا کو ادا سے فرض ہے جن مین
یہ سب ہے پاس آپ کو ہر قوم کے ملت کا ایمان کا

رہین ایسے شہنشاہ جہان دنیا مین تا محشر
رہے فضل و کرم حامی سدا اخلاق سبحان کا

جناب ویسرا لفٹنٹ صاحب بھی رہین شادان
رعیت کے رہے سر پر سایہ اونکے رحم و احسان کا

بہادر ہین کلکٹر صاحب عالی ہمم ایسا
سدا چمکے ستارہ یا الٰہی عزت و شان کا

بڑے آرام سے خلق خدا ہے عہد مین انکے
ترقی دن بدن ہو اور ہو افضال یزدان کا

جو ایسے عادلون کا ہے گھڑی ایک دم بستے
تامیون ہو کشور ہندوستان تختہ گلستان کا

دعا پر ختم کر اشعار اپنے یان سے لے قیصر
نہین ذرے سے ممکن وصف خورشید درخشان کا

قطعات

زہے اجلال کیا نعت ہے نقش پائے احمد کی
کہ جسکے سنگ کو اسود کا ہم ہمسنگ پاتے ہین

شب معراج پہونچے پاؤن جو عرش معلے پر
یہی قرآن مین قوسین کے معنی بتاتے ہین

ق

جہان ہے رتبہ انکا جسکے گھر مین جلوہ فرما ہون
سو انکے دل زیارت کو ملک اوس گھر مین آتے ہین

جگہ دیتے ہین اپنے خانۂ دل مین انکی قیصر
خلیل اللہ سے کہدو کہ ہم کعبہ بناتے ہین

قطعہ تاریخ عقد نور چشم بلند اقبال روحی فداک شاہ محمد علیم صاحب سلمہ اللہ تعالےٰ

بنا ہے جو بنا اک مہر تابان — سبار کباد کا غل ہے سما پر
ہوا ہے جو قران نجم سعدین — زمین گردون بنی ہے اس ادا پر
عطارد زہرہ و ناہید و کیوان — خوشی سے وجد کرتے ہین ہوا پر
ہوئی تب مجکو سال عقد کی فکر — نظر قیصر گئی ذہن رسا پر
اوڑا یون طایر دل سوے افلاک — کہ جیسے اوج پر کھولے ہما پر
پہونچکر وان یہ دیکھی شادمانی — کرن سہرہ ہے خود پیک صبا پر
کہا تب غنچہ پروین نے کھُل کر — کہ ماہ مشتری ہین ایک جا پر

۱۳۰۱ھ

قطعہ عیدی براے نور چشم شاہ محمد عبد النبی صاحب سلمہ اللہ تعالےٰ

ہو مبارک عید اے عبد النبی — ازدیاد عمر ہو دولت سے ملے
ہے دعا قیصر کی ہر شام و سحر — علم ہاتھ آئے تمھین عزت سے ملے

قطعہ تاریخ انتقال فقیر اللہ خان مرحوم مغفور

بیسوین کو مہ محرم کی — گئے دنیا سے حق کی رحمت ہین
پنجشنبہ کے روز وقت سحر — ایک ساعت ٹلی نہ رحلت ہین
تھی بچاسی برس کی عمر شریف — فرق لیکن نہ تھا بصارت مین
تھا جو بنوایا خانہ معبود — صحن اوسکا تھا اونکی قسمت مین
دفن اوس مین ہوئے زہے توقیر — آبرو دی خدا نے عزت مین
پوچھا قیصر نے جب وفات کا سن — بھر کے اشکونکو چشم عبرت مین
سر دل سے یہ بول اوٹھا ہاتف — قبر مسجد مین گھر ہے جنت مین

۱۳۰۶ھ

قطعہ تاریخ وفات مرزا اسحاق بیگ پہلوان الہ آباد

گئے جبکہ دنیا سے اسحاق بیگ — پہلون نے کیا غم سے سینونکو چاک

نہ تھا پہلوانون مین اون سا ہیبت … زیادہ تھے سہراب و رستم سے دہاک
ہے سال رحلت مری فکر بھی … تجسس مین تھی با دلِ دردناک
ندا دی یہ ہاتف نے ناگاہ رو کر … اکھاڑے مین اڑنے لگی ہائے خاک
۱۳۰۷ھ

قطعہ تاریخ انتقال اہل خانہ برادر مکرم حاجی احمد اللہ صاحب لیدپوری ضلع اعظم گڑھ

احمد اللہ حاجی حر مین … تھا برادر وہ میرے نیک نہاد
اہل خانہ نے اونکی صد افسوس … [illegible] ویران گلشن ایجاد
ہوگیا آہ اونکی رحلت سے … دنیوی انتظام سب برباد
پونچھا رضوان سے مینے حسب قیصر … سال فوت اونکا با دل ناشاد
بول اوٹھا وہ زبان حال سے یون … قصر خلد برین ہوا آباد
۱۳۰۷ھ

قطعہ تاریخ وصال حضرت [illegible] شاہ حق آگاہ

فداد ان سالک و پیر طریقت … حسن [illegible] حقیقت بین حق آگاہ
فریدِ عصر معروفِ زمانہ … وظیفہ داشت شغلِ ذکر اللہ
بہ فرش بوریائے بے ریا خفت … بتختِ فقر و درویشی شہنشاہ
معین و دستگیر اہل بیعت … توجہ کن کرم فرما بہ اخواہ
بگردش طالبانِ معرفت جو … لبانِ تشنہ کامان بر سرِ چاہ
ضمیرش بود روشن صورت شمس … کمال او ہویدا بود چون ماہ
چو ذوق [illegible] قیصر فزون شد … فنا فی اللہ او گردیدہ ناگاہ
بدین اوج مراتب بعد [illegible] … زمین مرقد او [illegible] فلک جاہ
بہ ہجری گفت گردون سال رحلت … نہان شد [illegible] [illegible] آہ
۱۳۰۷ھ

قطعہ

داد اسے منشی حکیم الدین … آپ بین اپنے جد کے نور نگاہ

دوستون پر سدا ہے چشم کرم
ہین شفقت سے ہے اونپہ شام و پگاہ

آپ کے ہمنشین ہین جتنے لوگ
ہین وہ سب آپ کے ترقی خواہ

یہ دعا ہے کہ آپ کے دشمن
رہین ہردم ذلیل و خوار و تباہ

ہے رودلی مین جنکی قبر شریف
شیخ عبد الحق خدا آگاہ

ہین بزرگ آپ کے وہ اہل کمال
اونکا روضہ ہے سب کی جائے پناہ

مہر اقبال تا ابد چمکے
نظر آئے کبھی نہ روز سیاہ

رہین حامی وہ آپ کے ہردم
ہین رسولوں کے جو کہ شاہنشاہ

روک کر اب قلم کو اے قیصر
عرض کر حق سے یہہ کہ یا اللہ

آل و اولاد سے یہ شاد رہین
فضل تیرا سدا رہے ہمراہ

قطعہ دیگر

نام نامی جنکا ہے قیصر محمد یا حسین
ہین بڑے عالی نسب والا حسب خوش خصال

کن مراتب سے مرتب قطعہ ہے یہ دیکھیے
اسکے ہو ہر لفظ پر چشم بصیرت سے خیال

علم و فضل و زہد و تقویٰ و ریاضت کا شرف
صابری چشتی و حاجی حافظ و اہل کمال

ولہ

سید اصغر علی خان صاحبِ جود و سخا
شرق سے تا غرب دنیا مین نہین اونکا نظیر

شاہ ارضِ طوس ضامن اونکے لئے قیصر ہین
ہین امیر ابن امیر ابن امیر ابن امیر

قطعہ تاریخ تولد فرزند ارجمند جناب مولوی حشمت اللہ صاحب قائمقام کلکٹر بہادر ضلع بلیا

ہو مبارک نور چشم غنچہ لب پیدا ہوا
یہ اوڑائی خوش خبر بادِ صبا نے کو بکو

سنتے ہی کی عندلیب دل نے خالق سے دعا
عمر و دولت دے خدا اور اعطا کر آبرو

ہو گیا جب مین ہوائے خرمی سے باغ باغ
سالِ رنگین تولد کی ہوئی جب جستجو

یون زبانِ سوسنِ گلشن نے قیصر سے کہا
آج وہ پھولا گلِ شاخِ نہالِ آرزو

۱۳۱۲ھ

قطعہ تاریخ رسالہ سفینہ نجات مصنفہ جناب میر احسان علی صاحب وکیل شہر الہ آباد

میر احسانِ علی والا نسب — راست جنکی ہے خرد کی اک دلیل
خوب لکھا ہے رسالہ واہ وا — جسکی خوبی کا مقر ہے ہر عقیل
جب ہوا تصنیف کے سن کا خیال — مل گیا اچھا یہ مضمون جلیل
بانے بسم اللہ سے ہاتف نے کہا — ہے یہ قیصر بے نظیر و بے عدیل
۱۳۰۶

قطعہ تاریخ رحلت جناب میر اعظم علی صاحب اعظم تخلص اُستاد بندہ ناچیز و شاگرد جناب خواجہ آتش مرحوم

حضرتِ اعظم کو قیصر سال میں — جب بلایا رحمتِ قیوم نے
انتظامِ مصرعۂ تاریخ میں — فکر کی کی دلِ مغموم نے
کی قضا ہے سب یہ ہاتف نے کہا — یادگارِ آتش مرحوم نے
۱۲۹۱ھ

قطعہ تاریخ بنانے مکان خواجہ حسن نواب صاحب واقع محلہ سبزی منڈی شہر الہ آباد

کامیابی سے حسن نواب کی — غنچۂ خاطر شگفتہ ہو گیا
جو مخالف تھے ہوئے وہ منفعل — معرکہ میں کھیت ہاتھ انکے رہا
بعد پانے فتح کے تعمیر کی — ایک حویلی دلپذیر و دلکشا
مادہ کی فکر تھی قیصر مجھے — جس سے نکلے سال تعمیر بنا
خانۂ دلکش مبارک ہو جیو — ناگہاں یہ غیب سے آئی ندا
۱۳۰۲ھ

قطعہ تاریخ تولد فرزند دلبند سید محمد ناصر صاحب منصرم عدالت سب ججی الہ آباد

نہالِ گلشنِ عشرت میں جب ثمر آیا — ہوا شگفتہ و شاداب باغ خانۂ دل
دکھائی مادہ سن نے کیا ضیا اپنی — پکار الہام غیبی چراغ خانۂ دل
۱۲۹۴ء

رباعیات

مشہور ہوں مذاق جمیر یوں میں — رستے میں فرزق سے بھی بڑھ کر ہوں میں

ہے مملکتِ نظم مین قبضہ میرا
جو عبد شہِ دین ہے وہ قیصر ہون مین

ولہ

تنہا شہِ لولاک کو بلوایا تھا
معراج مین کیا مرتبہ ہاتھ آیا تھا
وحدت ہی سرِ عرش تھی اللہ اللہ
ہمراہ نہ سایا تھا نہ ہمسایا تھا

ولہ

ارکانِ شریعت کی بنا ہین چارون
شمعِ حرمِ دین کی ضیا ہین چارون
قرآن مین یہی کہتے ہین یہی چارون قل
اصحابِ نبی نورِ خدا ہین چارون

ولہ

شاداب طبیعت کا چمن رہتا ہے
گلزار گلستان کا سخن رہتا ہے
قیصر ہون مین عندلیب باغِ مدحت
معمور گلاب سے دہن رہتا ہے

ولہ

شاداب وہانکی ہر گلی رہتی ہے
ہر شاخ شجر پھولی پھلی رہتی ہے
اللہ رے ہوائے چمنِ روضہ شاہ
گلزار مدینے کی گلی رہتی ہے

ولہ

یا شاہِ رسولان درِ دولت ملجائے
بنیاد کرم قصر زیارت ملجائے
ہے روضۂ عالی ترا بخشش کا محل
قیصر ہے قصوروار جنت ملجائے

ولہ

اے نذر حسن اے خلفِ سید ذیجاہ
ہر وقت رہے فضل خدا شامل وہمراہ
دشمن پہ ظفر یاب رہین آپ ہمیشہ
غالب رہے جسطرح جنابِ اسد اللہ

ولہ

برسات عجب اب کی برس آئی ہے
جب دیکھئے گردون پہ گھٹا چھائی ہے
قیصر ہے جہان تمام تر عالم آب
پانی ہی نے جاگیر زمین پائی ہے

ولہ

کیا زور کی تقریر ہے ماشاء اللہ
کس حسن کی تحریر ہے ماشاء اللہ
ہر صفحہ اس اخبار کا دیکھو قیصر
اک نور کی تصویر ہے ماشاء اللہ

ولہ

اصحاب نور تھے شہِ گردون جناب کے
تھے جان نثار شاہ ثریا رکاب کے
روشن ہے انکی جلوہ گری فرش و عرش پہ
چارون قمر ہین گرد جیسے آفتاب کے

ولہ

ہے مسرت عید کی دل شاد ہے
ہر طرف شور مبارکباد ہے
مسجدون مین ہین نمازی جمع سب
گھر خدا کا بندون سے آباد ہے

للّٰہ الحمد ہر آن امر کہ خاطر میخواست ❊ آخر آمد زپس پردۂ تقدیر پدید

عظمت مآب عالی جناب والا دودمان شوکت نشان جناب منشی حکیم الدین صاحب وکیل رئیس قصبہ احمد پور ملک اودھ وستہ ہی سندی گل شاداب چمنستان نجتن جناب سید نذر حسن صاحب رئیس موضع کھیتری فیروز آباد ضلع مظفر نگر کے ایماسے آفتاب سپہر سیادت گوہر رخشندۂ بحر سخاوت جناب نواب سید اصغر علی خان صاحب راس الرئیس قصبہ جانسٹھ نے میرے کلام کی ایسی قدردانی فرمائی کہ منجملہ کلیات کے دو حصہ دیوان کے چھپنے کی نوبت آئی۔ خدا ان حضرات کو مقاصد کونین سے کامیاب رکھے آمین ثم آمین۔ اور چار قطعہ تاریخ طبع دیوان نواخ انقوش تاریخی بہشت وبیستان راحت روح جان خال گل سبز بستان فیض الٰہی وموسوی وعلیمی و اعلائی یحیائی افضلی فضیلت دستگاہ شرافت پناہ وجہ سرور زندگانی عزیز قلبی مولوی محمد مہدی سلمہ القوی متخلص بہ افضلی اور دیگر تقریظات ورباعیات وقطعات عزیزان محترم ورؤسا معظم واحباب کریم وتلامذۂ ذی حشم حسب الایمائی ونیز لکھی ہیں جو ناظرین ہیں انھیں ملاحظہ فرمائیں وحظ وافر اٹھائیں۔ فقط

(فقیر احقر شاہ امین الدین متخلص بہ قیصر)

رباعی

افضل ہوان مہدی سراپا ہون مین ❊ سجادہ نشین جد والا ہون مین
ہے فن کلام کی یہ پانچوین پشت ❊ فیض موسیٰ علیم و اعلےٰ ہون مین

دیگر

نائب دراں تقریظ سرہون مین ❊ اعلیٰ ہون نکیون ابو المظفر ہون مین
ہون سلسلہ جنبان تسلیم و موسیٰ ❊ دریائے مشائخی کا گوہر ہون مین

تقریظات جلیلہ خامۂ سحر نگار از نتائج افکار حضرت نازک خیال وعدیم المثال

تقریظ نوشتہ مولوی محمد سلطان علی صاحب الہ آبادی یکتائی افضلی الطال عمرہ وفضلہ

دوان سپاس مرشدی را کہ دیوان روزگار بر دو صفحۂ لیل ونہار انشا فرمود وبحکم جف القلم

ہما ہوکان کسی راجائے انگشت نہ دن کو وسپے پایان درود برنشاء انشا کہ عندلیب
قلم آن منشی برگل عارضش غزل سراست و بہ فحوائے احببت ان اعرف فخلقت الخلق
کسے راجائے دم زدن نیست دل برمنشی و جان برنشاء فدا و جان بمنشی و دل برنشاء نثار
ہر لفظے کہ از زبان سخنگو برآید بصد حسن نکتہ در جیبے کہ از کلک قلمکش سرزند بہ نقش نقطہ
تا دب یا قلم ہرکس ہمچو تو مظلوم و جہول لائق چشم ہے و ہرکس ہمچو تو گم شدہ و گم گشتہ
سزاوار نقش نہ سراز ین دریاست ناپیدا کنار سرآرد محاسن محاسن گوئی آنحضرت بشمار
آن دُرِ دریائے شرافت آن گل گلزار نجابت آن سالک مسالک تازہ ادائی۔ آن
مالک ممالک سخن سرائی۔ آن مظہر ذات پاک علیم آن مصدر فیوض عمیم آن بحر مواج گہر ریزی
آن سلطان اقلیم نکتہ انگیزی آن مداح حضور طٰہٰ و یٰسین قبلہ و کعبہ ام جدی حضرت شاہ
امین الدین دام ظلہم و عم فیضہم سجادہ نشین واقف رموز الفقر فخری دانائے حقیقت
من احبنی فاکثر ذکری از دنیا و ما فیہا غافل بمحبوب سرمدی واصل حضرت شاہ محمد علیم
سجیانی افضلی الہ آبادی قدس سرہ العزیز کہ سر دفتر سخنوران زمن و استاد استاذہ این
فن اند بموجب فعل الحکیم لا یخلو عن الحکمت قصد طبع دیوان معلی فرمودند الحمدللہ کہ دیوانے
بالا جائے از زیور طبع آراستہ و پیراستہ شدہ خواستگاران را فرحت و طالبان را نوید کہ دیوانے
کہ غزل غزلش سفینے شعر شعرش نہ لفظ لفظش بل حرف حرفش دلکش است از انوار
محمدی نور نور علی نور گردید۔ دیوانے کہ گر قصیدہ نعتیہ اش را باہنگ حجاز سرآیند در عراق و
صفاہان عشاق رسول در پردہ از جمال مصطفوی بہرہ یاب شوند۔ خداوندا حضرت جدی قیصر
مظفر را در دو عالم منصور فرمایاد۔ آمین۔

تقریظ چکیدہ قلم منشی محمد کریم الدین صاحب سب رجسٹرار تحصیل سکری المتخلص
بہ صبا احمد پوری شاگرد مولانا حافظ شاہ محمد حسین صاحب الہٰ آبادی زبدت معالیہ

لفظ کن مادہ کل موجودات عالم ہے بلاغت کی قدرت نہیں کہ احاطہ کرسکے فصاحت کی

جرأت نہین کہ شرح لکھ سکے۔ معنی آفرین نے خیابان سخن مین کچھ ایسی پُر بہار آبیاری
کی ہے کہ فریب نظر کے لئے اس سے اچھا کوئی حسن منظر نہین ہے۔ شاہد معنی کے
جلوہ جمال ہی نے حسن یوسف کو دلفریب عالم بنایا۔ ورنہ کنعان کے گوشے مین اس آفتاب کی
شعاعین طلوع اور غروب ہوکر رہ جاتین۔ حضرت سخن کا فیض تھا کہ لیلی کو بھی قیس عامری سا جانباز
مل گیا۔ ورنہ حسن کی تو یون ہی صدنشینان عالم کی عزت کی سزا وار وہ کب تھی شیرین و فرہاد کا
افسانہ کیا تھا یہ ساری سخن سازی بمصداق اس کے مصرع۔ اتنی سی بات تھی جسے افسانہ کر دیا
فیض سخن سے ہوئی ورنہ کہان وہ معمار اور پیوند کے لئے دختر شہریار غرضکہ کلام ایک بیش بہا
دولت خزانہ قدرت مین ہے۔ کہ جسکی نظم و نثر دونون دشوار گذار راہین نقادان سخن کے لئے
کسی ہفت خوان سے کم نہین لیکن ان راہون کے چلنے والے دنیا مین بہت سے گذر گئے
اور ہزارون کی تعداد اب بھی موجود ہے۔ بمصداق اس کے فضلنا بعضکم علی بعض ایک کو
دوسرے پر ترجیح ہے۔ کسی کو حسان العجم کا لقب ملا کسی نے فصاحت کے تمغے پائے
کوئی خلعت بلاغت سے سرفراز ہوا لیکن ایسی کوئی مثال نہین ہے جس سے پتہ چلے کہ
میدان سخن کسکے ہاتھ رہا غرضکہ زمانہ نے خاقانی سے غالب تک میر سے آتش تک
سیکڑون حجاب انقلاب الٹے مگر یہ پردہ ہمیشہ ایک انکار نقاب افگندہ موجود تھا۔ اب
کہ چشم انتخاب غالب او رصہبائے میر اور سودا کے مثل اس صدر نشینی کے لئے ڈھونڈھ
رہی تھی۔ اور دلون مین ایک نئی یادگار زمانہ کے دیکھنے کی آرزو تھی کہ (فرمان سخن) نے
پردہ غیب سے میدان شہود مین قدم رکھا۔ ارباب بزم نے اکلیل سخنوری فرق شاہ محمد
امین الدین پر رکھکر قیصر شعرا کا لقب دیا فخر خاقانی رشک شیرازی یعنی شاہ محمد امین الدین
علیمی المتخلص بہ قیصر الہ آبادی کا دیوان فرمان سخن زیور طبع سے آراستہ ہوگیا چشم نظارگیان کہ
منتظر ہو کہ شعرا کے لئے ایک دستور العمل مرتب ہوگیا۔ زمین شعر اگرچہ کبھی زعفران زار
تھی لیکن اس کی پامالی سے [illegible] دگنے کی بھی کسکو امید تھی۔ [illegible]

گئی ہوئی بہار آب از جوئے رفتہ کے مصداق ہوگئی تھی کہ دفعتاً اس ویرانہ مین چمن کے چمن
لہلہاتے ہوئے نظر آنے لگے فیض سخن نے چشم نرگس کو بھی مژدہ سُنا دیا حضرت میر
اور سودا کی روحین درود پڑھتی ہوئی موجود ہوگئین اور زبان حال سے یون ارشاد فرمانے لگین

این نُسخہ کہ خامہ کرد بُنیاد　　توقیع قبول روز بیش باد

تقریظ جناب شاہ محمد ابرار عالم صاحب قادری نظامی صابری ہسوہ فتحپوری متخلص بہ ابرار

دُرِ رغُرر حمد نثار کرنا روا ہے اوس موجود بے قیود پر کہ جس نے اس مشت خاک دین
مستین ناسوتی کو مظہر انوار لاہوتی بنایا۔ اور ارواح طیبہ ملکوتی کو تجلیات جبروتی سے منور
فرمایا اور جواہر زواہر درود نامحدود تصدق کرنا بجا ہے اُس وجود باجود پر کہ جس نے گم گشتگان
صحاری ضلالت کو راستہ ایمان وعرفان دکھایا اور کافہ موجودات کو کمال رحمت سے مژدہ
نجات کا سُنایا اور لالی متلالی منقبت قربان کرنا زیبا ہے حضرات آل اطہار واصحاب اخیار پر
کہ جنکے اجتہاد وجانفشانی نے دین کو اوج تکمیل پر پہونچایا اور اطراف گیہان واکناف جہان
مین بہزار جد وجہد ڈنکا اسلام کا بجایا صلواۃ اللہ علیہم اجمعین۔ الی یوم الدین الحمد للہ کہ معجز
نگار سحر کار یکتائے روزگار معنی پرور جناب شاہ امین الدین صاحب متخلص بہ قیصر افضلی بجیاتی
الہ آبادی سجادہ نشین دایرہ حضرت شاہ محمد علیم قدس سرہ کے کلام کی کیا تعریف کیجائے
ہر شعر پر زبان سے بیساختہ واہ واہ اور کیا خوب نکل جاتا ہے کلام کی شیرینی زبان کی حلاوت
مضامین کی بلندی مطالب کی رفعت اس پایہ کی ہے کہ اگر آتش ومصحفی وقت کہا جائے
تو بیجا نہو گا۔ جسقدر کلام بلاغت التیام دیکھا تو بے عدیل و بے ہمتا پایا نظم۔ کلام پاک ہے
کام ودہن پاک ٭ زبان پاک اور بیان پاک اور سخن پاک ٭ وہ ہر ہر لفظ مین رنگ وادا ہے ٭
ارم بھی عندلیب مدعا ہے ٭ عجب گفتار یہ صل علیٰ ہے ٭ کہ جسپر جان سو جان سے فدا ہے۔
سچ تو یہ ہے کہ کلام شاہ صاحب کا مملو بہ مضمون تازہ اور معشوق سخن کا غازہ ہے اردو زبان
مین وہ دستگاہ ہے کہ میر کی عذب البیانی کا لُطف آتا ہے سلاست اور رنگینی مین وہ بات ہے

کہ ذوق و حسن و نصیر و سودا کا دھوکہ ہوتا ہے غرض اس دیوان میں ایسی دلبستگی و جذب
کہ ہر بات ہے کہ دل دیکھنے سے سیر ہی نہیں ہوتا ہے کلام کے دیکھنے سے جو معلوم ہوتا ہے
کہ ہرگز آورد نہیں نہ لفظوں پر معنی چڑھاتے ہیں بلکہ سراسر آمد ہے اگر اس دیوان کی ہر بیت کو
تجلی طور سے تشبیہ دیجئے تو بجا ہے اور ہر مصرعہ اس دیوان کا مطلع خورشید سے بڑھ جاتا ہے
اور ہر لفظ دیوان کے آب و تاب میں گوہر سے بڑھا ہے ہر حال جو کچھ اس دیوان میں ہے قابل
ستائش ہے اللہ پاک بطفیل تاجدار لولاک ہمیشہ تعالیٰ شاہ صاحب کے کلام میں
اس سے زیادہ دل آویزی پیدا کرے آمین یا رب العالمین ۔

قطعات تواریخ طبع از شعراے نامدار برگزیدہ روزگار خلاق معانی کشاف رموز
نکتہ دانی زبدہ سادات عظام و نقاوۃ والاشان ذوی الاحترام واعزا و احبا و تلامذہ ما لیمۃ

قطعات و نقوش تواریخ از مخزن بکمال بیان ناظم مولوی مولوی محمد تقی حقیقی نقشبندی تخلص
بہ افضلی رئیس الہ آباد

مثلہا فی البلاد لم یخلق ۱۲۹۳
مدعیش چون بوفق نقش اجل ۱۲۹۳
تا بتاریخ طبع این دیوان ۱۲۹۳
حسب حال اوست قیصر
از کلام بلیغ خود فرمود
شکل نقش مراد را بربست

اقتباس است از کلام خدا
وفق خوانا چو کم شود ہر جا
کہ بیم النظیر و بے ہمتا
ناظم یادو زیب ... ما
جمع ہست تفرج دلہا
افضلی نادم عباد خدا

مثلہا فی البلاد لم یخلق ۱۲۹۳	۱۳۶۸	۱۳۹۳	سنہ ۱۲۹۳ ہجری
۱۳۵۹	۱۳۳۳	۱۳۲۹	۱۳۰۹۳
۱۳۳۹	۱۳۲۲	۱۳۲۹	۱۵۰۲
۱۳۵۳	۱۳۹۰	۱۳۴۳	۱۳۰۹

ملو لاً جیاہ یتقابلین مجموع اعداد مصرع اور تاریخ کے ہیں اور عرضاً اور قطراً کل اضلاع وچہار اوساط و نیز ہر چہار زوایا و چند مجموع مذکور ہیں اور مجموع بوافق بیوت ثمانیہ چہار چند ـ نقش کی چال مطابق اس شعر کے ہے

اسپ فرزین اسپ پیل ہر چہار	باز رخ کن در مربع اختیار

قطعہ تاریخ بقاعدہ جفر

شاہ اقلیم سخن خال گرامی قیصر
نام قیصر چہ عجب شان مبارک دارد
زہمین رو بہمین نام چو جستم تاریخ
ناگہان ملہم غیبم باصول جفری
بعد تفریق جو حاصل شود آنرا بنویس
صفر خالی است ازین روش نباید بحساب
اقصلی بے سروپاست کجا علم جفر

کہ برین نام فدا احسانِ دلِ اہل کلام
کہ ازین نام رسد خلق بانجاح مرام
طبع دیوان چو شد از بہر ہمہ خاص و عام
بدل افگند کہ بنویس عدد را بہ نظام
باز کن جمع ہمان تا شود ثبت کار تمام
غفر اللہ لنا الذنب و کل الآثام
بندۂ خاک نشین است نہ از اہل و کرام

سہ نقش مثلث شروع از عدد آیہ شریفہ ذٰلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء کہ تاریخ در اول بخانہ اخیر و در دوم بخانہ وسطے یعنی پنجم و در سوم بخانہ ششم کہ اخیر ضلع دوم است

۱۶۸۳	۲۵۵۸	۱۴۷۳
۱۶۲۸	۱۹۳۸	۲۲۴۸
۲۴۰۳	۱۳۱۸	۲۰۹۳

۱۰۰۸	۲۵۵۸	۳۸۸
۶۹۸	۱۳۱۸	۱۹۳۸
۲۲۴۸	۶۸	۱۶۲۸

۱۳۱۸	۲۵۵۸	۸۳۲
۱۰۷۰	۱۵۶۶	۲۰۶۴
۲۳۱۰	۵۷۴	۱۸۱۴

نقوش مربع آیات شریفہ

ذٰلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء ۲۵۵۸ و لم یخلق مثلہا فی البلاد ۱۵۴۴

۴۷۶	۱۱۸۲	۸۳۲	۶۸
۲۴۲	۶۲۸	۱۲۵۰	۴۰۸
۱۱۱۴	۵۴۴	۱۳۶	۷۶۴
۶۹۶	۲۰۴	۳۳۰	سنہ ۱۳۱۸ھ

۸۷	۱۲۹۴	۱۴۸	۱۵
۵۱	۱۱۳	۱۳۰۶	۷۵
۱۲۸۲	۹۹	۲۷	۱۳۶
۱۲۴	۳۹	۶۳	سنہ ۱۳۱۹ھ

جناب خال گرامی شہ سریر کلام
بحمد و نعت و سراپا و مرثیہ فرسود
مخمسات و رباعی مسدس و ترجیع
با متثال گرامی چو طبع شد دیوان
چنان نیاز بامداد نام ابائی است
کہ فیض روح قدس بہر سال طبع آن
سنہ ۱۳۱۸ھ

ولہ

ہمیشہ شعر و سخن ہا بشان والا گفت
قصیدہ منقبت و قطعہ و غزلہا گفت
بفرد و مثنوی و بیت باسخنہا گفت
مرا گفتن سالش جناب والا گفت
کہ افضلی گردمین ہاسے آسما گفت
رموز قیصر تاج علم است علی گفت
۱۳۱۹ھ

دیوان بے مثال ہوا چھپ کے جب تمام
تاریخ طبع اوسکی کہی افضلی نے یون

ولہ

جسکا ہر ایک شعر ہے سلک درِ یتیم
سب مقصد کلام ہین است علی خدا علیم
۱۳۱۸ھ

جناب نواب حافظ سید محمد زکریا خانصاحب بہادر رئیس دہلی متخلص بہ ذکی

شیخصر بفن شعر بود فردوسی عدیل
در تربیت کلام بہار است فکر او
از خاندان اہل طریق است ذات او
با دوست یکجہت بہ عدو آشتی پسند
دیوان او بطبع رسید است و دوستان
در خوبی کلام ذکی بسکہ شبہ نیست

جائی ندیدہ دیدہ گیتی مثال او
در گلشن سخن چمن آرا خیال او
باشد بکیفیت حال ہم آغوش قال او
سنجیدہ و سلیم شعار و خصال او
دانند قدر و مبلغ علم و کمال او
ز انرو نوشتہ ام سخن خوب سال او
۱۳۱۸ھ

دیگر

سخنور شاه امین الدین قیصر ... که با ذاتش اله آباد نازد
چه قیصر مالکِ مُلکِ معانی ... چه قیصر کشورِ فن را سر آمد
اگر حرفی بود آشوب وارش ... دلِ دشمن ز عنفِ او هراسد
دگر لفظی بگوید از تلطف ... گره از خاطرِ یاران کشاید
زمانی بود از آزادگیها ... که تا من باشم آنها یاد ماند
رہا و برق و حیرت جمع بودند ... شهید نامور تد کار دارد
گذشته از خراب آباد عالم ... همه را ایزدِ بخشنده بخشد
نه من این داستانها هرزه گویم ... گواهم خواجه ذوالقدر باشد
همانا خواجه شمعِ انجمن بود ... که با پروانها در بزم سازد
ازان هنگامه آرایان نیکواست ... یکی قیصر که شعرِ نغز گوید
کلامِ او مرتب گشت و مطبوع ... امیدِ بستهٔ یاران بر آمد
زکی تاریخ طبع او همین بس ... بچشمم نغز و نادر می نماید
۱۳۱۸ھ

دیگر

سخنور شهپرِ عالی طبیعت ... زمینِ شعر را برده به پروین
بلندی هاے فکرِ او ستوده ... ملائک می کنند از عرش تحسین
برنگ آمیزیِ کاندر سخن هست ... نهد هر گونه صد خرمن ریاحین
زجدت بهرهٔ کافی به طبعش ... بهر شیوه لوای او نو آئین
اگر از عشق حرفی بر نگارد ... کشد تصویرِ قیسِ زار و غمگین
وگر از حسن بی پروا کند ذکر ... بود پیشِ نظر انداز شیرین
کلامش منطبع گشت و زکی را ... خبر کرده که یارش بود دیرین

دلش از بارے چون سیماب برجست — که در گوشش رسانیده نوید این
بہ رنگا رنگ دیوانش که دیده — بلطف لالہ و طرفہ زمین
بہ شوقیہا سر بیاین برین — سر وشم گفت سال این نظم رنگین
۱۳۱۰ھ

جناب منشی خواجہ عزیز الدین صاحب رئیس شہر لکھنؤ

زہے رنگین دیوان حضرت شاہ امین الدین — که از نقش و نگارش شد نگارستان چین پیدا
ہم از شادابی اوراق رشک گلبن تو است — ہم [illegible] گلشن خلد برین پیدا
چہ دیوان ہست گویا طرفہ شارستان عالیشان — که ہر بیتش در او ما انقصر دلنشین پیدا
اگر جستمت سوادِ سال طبع او کند روشن — از ابیات امین انوار آیات مبین پیدا
۱۳۱۰ھ

جناب منشی خواجہ نور الدین صاحب رئیس لکھنؤ

چو شد طبع دیوان حضرت امین — چہ دیوان که آمد بلاغت نظام
پئے سال تاریخ کردم رقم — پسند خلائق شده این کلام
۱۳۱۰ھ

جناب سید علی جواد صاحب رئیس الہ آباد و تحصیلدار سابق جالندھر

شاہ صاحب کا یہ دیوان چھپا — یا کہ یہ گلشن طبع موزون
سال تاریخ کہا ہاتف نے — جدول بحر لطیف مضمون
۱۳۱۰ھ

جناب سید علی عباد صاحب رئیس الہ آباد تحصیلدار سوراؤں تخلص نیسان

دیوان شاہ ملک معانی کا چھپ گیا — احباب کے لئے یہ خوشی کا مقام ہے
کیا خوب سال مصرع تاریخ طبع ہے — قیصر کے شعر ہیں کہ ملوک الکلام ہے
۱۳۱۰ھ

ولہ

مطبوع دیوان حضرت قیصر کا ہو کلام — ہر فرد بے مثال ہے ہر شعر انتخاب
نیسان یہ خوب مصرع تاریخ طبع ہے — رنگین ہے باغ [illegible] دیوان لاجواب
۱۳۱۰ھ

ولہ

چھپا شاہ صاحب کا دلکش کلام — فصاحت میں ہے ہر غزل بے نظیر
کہی میں نے تاریخ آغاز طبع — یہ دیوان چھپا ہے بدل بے نظیر
۱۳۱۰ھ

مشہور جو ہین خسرو اقلیم فصاحت
دربار کی تصویر ہے ہر صفحہ دیوان
کیا دبدبہ نظم ہے کیا شوکت الفاظ
مطبوع یہ چھپ جانیکی تاریخ ہے نسیان

ولہ
کس حسن لطافت سے کلام انکا چھپا ہے
ہر مصرعہ صاف آئینہ شان خدا ہے
حیران جسے دیکھ کے چشم شعرا ہے
دیوان جلوہ خانہ قیصر سے سوا ہے
۱۳۱۸ھ

ز طبع کلام خدیو سخن
رقم زد قلم سال تاریخ طبع

ولہ
گشادند چون منظر حسن و عشق
چہ زیبا بود دفتر حسن و عشق
۱۳۱۸ھ

جناب نواب محمد اشارت علی خانصاحب صدق رئیس میرٹھ

چہ دیوان رنگین مضامین قیصر
فشاندہ بہ ولعل و گوہر بلاغت
بگو صدق از بہر تاریخ طبعش
علو مطلع آفتاب فصاحت
۱۳۱۸ھ

ولہ
اے زہے شاہ امین الدین قیصر خوش بیان
نظم دیوانش پسند خاطر ہر خاص و عام
از پے تاریخ طبعش صدق نکتہ سنج گفت
این کلام شاہ قیصر شاہ انداز کلام
۱۳۱۸ھ

جناب مولوی محمد تقی صاحب متخلص بہ صفا ہیڈ مولوی مشن ہائی اسکول غازیپور

المعی و ادیب و معدن فضل
صاحب جوہر و بلیغ و فصیح
قیصر کشور سخن سنجی
طبع او چرخ نظم را ست مسیح
رتبہ اش در ممالک ترصیع
نیست محتاج شرح بالتصریح
نظری ہم بری از سخنش
مجملش ہست غیرت توضیح
غرضش رنگ جوہری دارد
نکتہا را بیان او توشیح
سال دیوان او صفا گفتہ
نظم زیبا کلام پاک و فصیح
۱۳۱۸ھ

ولہ
عجب زیبا سخن رنگین بیان است
امین الدین قیصر قیصر جامی
کلامش پاک از جملہ نقائص
بری از وہم تعقیدات و خامی
فصاحت جان نثار حسن کلکش
بلاغت خادم شیرین کلامی

ہے اشعار او شعری مراتب / دُر افشاں صورت نظم نظامی
صفا گفتا ہے ترتیب نظمش / کلام روشن قیصر گرامی
۱۳۱۹ھ

جناب سید یعقوب حسین صاحب متخلص بہ قابل بابوی متعلقہ شہر دہلی

الہ آباد میں ہے مثل نادر / چھپا قیصر کا کیا شستہ ہے دیوان
کہو قابل زروئے داد و انصاف / بلا شک شستہ و رفتہ ہے دیوان
۱۳۱۹

جناب سید جعفر حسین صاحب اسسٹنٹ منیجر ریاست بہیڑہ ور اضلاع مظفرنگر

دیوان چھپا ہے قیصر عالیجناب کا / یہ نظم اس زمانہ میں کس کو نصیب ہے
صادق تو صدق دل سے یہ تاریخ کہہ / دیوان آپ کا عجیب و غریب ہے
۱۳۱۹ھ

جناب سید ذاکر حسین صاحب رئیس الہ آباد متخلص بہ ذاکر شاگرد جناب میر ابو الصفا صاحب مونس مرحوم

دیوان جناب قیصر نازک خیال کا / بیحد پسند خاطر اہل کمال ہے
نقطہ ہر ایک نجم درخشاں سے کم نہیں / ماہ مبین کو دائروں سے انفعال ہے
مصرع لکھا ہے جو خم ابرو کی وصف میں / روشن ہر ایک پہ ہے کہ رشک ہلال ہے
اللہ رے شاہدان مضامین کے نازکی / جو ہے وہ اپنی خوبی میں حور امثال ہے
ذاکر لکھو یہ از سر الہام سال طبع / نادر چھپا یہ دفتر سحر حلال ہے
۱۳۱۹ھ

ولہ

دیوان کے طبع ہونے کی ذاکر نے فی البدیہہ / تاریخ دوسری لکھی بے قیل و قال ہے
یعنی کلام قیصر نازک خیال کا / پوچھے اگر کوئی تو کہوں بے مثال ہے
۱۳۱۹ھ

جناب مولوی محمد متین صاحب متخلص بہ متین رئیس الہ آباد وکیل عدالت العالیہ ہائی کورٹ

دیکھ کر رنگ غزلہائے جناب قیصر / باغباں باغ میں رنگینی گلشن بھولا
مجھ سے ہاتف نے کہا طبع کی تاریخ متین / کہ یہ دلچسپ گلستان فصاحت پھولا
۱۳۱۹

جناب چودھری سید غلام حیدر صاحب رئیس و تعلقدار ارجن پور ضلع الہ آباد

شاد صاحب کا مرتب ہو گیا دیوان / دیکھکر حاسد بہت ہی دل میں گھبرا گیا

ازسرِ الہام ہاتف نے کہی تاریخ طبع ۔۔۔ ہے کلامِ شاعرِ روشن بیان اچھا چھپا
۱۳۱۸ھ

جناب سید شاہ محمد بشیر صاحب محمدی اجملی سجادہ نشین دائرہ قطب اکمل حضرت شاہ محمد اجمل قدس سرہ
شاگرد حضرت شاہ محمد غلام اعظم صاحب افضل قدس سرہ و جناب سید اسمٰعیل حسین صاحب منیر مرحوم

چو خالم شہ و قیصر ملک شعر ۔۔۔ مرتب نمودہ کلامِ ملیح
پئے سال ترتیب دیوان بشیر ۔۔۔ بگفتم کلامِ بلیغ و فصیح
۱۳۱۸ھ

ولہ

لفظ لفظِ کلامِ حال مرا ۔۔۔ دیدہ در رشتۂ نظم گوہر گفت
سال ترتیب بہر طبع بشیر ۔۔۔ دُرِّ شاہوار قیصر گفت
۱۳۱۸ھ

ولہ

بشد طبع در مطبع نامور ۔۔۔ چو دیوان قیصر نظامی نظام
لبِ فکر سنِ طبع گشتم بشیر ۔۔۔ بگفتم خوش افسکر زیبا کلام
۱۳۱۸ھ

جناب سید شاہ محمد فاخر صاحب عرف محمد راشد صاحب متخلص بہ بیخود محمدی اجملی رئیس شہر الہ آباد

مرتب گشتہ چون دیوان قیصر ۔۔۔ چو ہر کس دید او را سے وصل گفت
سنِ ترتیب بیخود ہاتفِ غیب ۔۔۔ کلام بے نظیر و بے بدل گفت
۱۳۱۸ھ

ولہ

گر دید سبز چون دیوان حضرت قیصر گل بشگفتہ ۔۔۔ پر ز فصاحت گلدستہ سال ترتیب بیخود گفتہ
۱۳۱۸ھ

ولہ

چو شد مطبوع فکر شاہ قیصر ۔۔۔ ز ہاتف خواستم تاریخ طبعش
نظر سوئے کلام نغز او کرد ۔۔۔ چہ زیبا فیضِ قیصر گفت سالش
۱۳۱۸ھ

ولہ

چھپکے تیار ہو گیا دیوان ۔۔۔ جسکے ہر لفظ میں بلاغت ہے
اوسکی تاریخ طبع اے بیخود ۔۔۔ کیا چھپا مخزنِ فصاحت ہے
۱۳۱۸ھ

ولہ

ہوا دیوان قیصر چھپکے تیار ۔۔۔ وہ دیوان دل سے جو ہے سبکو مرغوب
تو بیٹے معنوی و صوری یہ تاریخ ۔۔۔ چھپا تیر سو اٹھارہ کہی خوب
۱۳۱۸ھ

جناب مولوی سید عزیز الدین حیدر صاحب اثر رئیس شہر الہ آباد

شعر سے کیا ہی کھینچا نقشۂ محبوب ہے ۔۔۔ آج مانی کو ہے خجلت دیکھ وہ محبوب ہے
۱۳۱۸ھ ۔۔۔ ۱۳۰۹ سنہ الہٰی

رشک قیصر باغ ہے لو دیکھو قیصر کی کتاب — ہر چمن خوش قطعہ ہے زیبا ہے خوش اسلوب ہے
۱۹۰۱ء درصنعت فوق النقاط — سنہ ۱۹۰۵ درصنعت فوق النقاط

بندش ترکیب اشعار و معانی ٹھیک ٹھیک — بیت اس کی نظم گوہر سے زیادہ خوب ہے
۱۹۰۵ء درصنعت فوق النقاط — سنہ ۱۹۰۵ درصنعت فوق النقاط

ہے بہت اچھا اسے لکھوں جو سہل ممتنع — کیونکہ آسان ہوگئے اب مشکل ہوا یہ خوب ہے
۱۳۱۸ ہجری — ۱۳۰۷ بنگلہ

لو ہوا روشن جلی خط میں چھپی کیوں یہ کتاب — دیکھو اسمیں ہے اشارہ سوز دل مکتوب ہے
۱۹۰۰ء — ۱۳۱۸ ہجری

اس قدر ان کو مسلم جانتے ہیں اہل فن — سب نے یہ دیکھ کے کہا قیصر یہ دیوان خوب ہے
۱۳۰۷ بنگلہ — ۱۳۱۸ ہجری

واہ افسر کیا ہی اچھے نکلے ہر مصرع سے سن — آپ کی طبع رسا اس فن میں از حد خوب ہے
۱۳۱۸ ہجری — ۱۳۰۹ فصلی الٰہی

جناب محمد مختار احمد صاحب مختار تخلص رئیس موضع دادرہ ضلع بارہ بنکی ملک اودہ ہمشیرزادہ عالیجناب منشی محمد حکیم الدین صاحب وکیل شاگرد شیخ کریم الدین صاحب احمد پوری تخلص صبا

ہوا پُر نور چھپکر جبکہ یہ دیوان لاثانی — جلوس اس طرح کب اورنگ رفعت پر ہوا جم کا
ہر اک مطلع ہے پر ضو اور ہیں شعر نورانی — نہو کیوں اوس کے جلوے پر گمان خورشید عالم کا
یکایک فکر مجکو ہو گئی جب طبع کے سن کی — نتیجہ صاف روشن ہو گیا اس خوض پیہم کا
سر احمد جھکا کر دفعتاً مختار کر دوں نے — کہا یوں کیا جہاں میں آفتاب شاعری چمکا
۱۳۱۸ھ

از جناب سید وارث حسین صاحب متخلص بہ وارث رئیس و تعلقہ دار اوترانون ضلع الہ آباد

کلام قیصری چھپتا ہے وارث — معرف جسکا ہر خرد و کلان ہے
سن ہجری میں لکھو تم بھی تاریخ — یہی گلشن بہار بے خزان ہے
۱۳۱۸ھ

جناب منشی باقر حسین صاحب رئیس الہ آباد ذبیح تخلص و ناظر سررشتہ کلکٹری الہ آباد

شاعر نکتہ رس و عالی ذہن — گو ہر حسن بسلک جان سفت
از سر جہد ذبیح خوش فکر — سال طبعش سخن قیصر گفت
۱۳۱۸ھ

ولہ

غازہ روئے ہے تمنا ہے کلام قیصر — کیوں نہو لطف سخن جب ہو سخندان ایسا
جلوۂ شاہد معنی کا اگر دیکھے فروغ — اودعا پھر نہ کرے مہر درخشان ایسا
اپنے خرمن کو جلادے نہ کہیں خوف یہ ہے — دیکھکر اسکو تجلی سے مہ تابان ایسا

ہو اگر دعویٔ رنگینیٔ گلہائے بہشت — لائے گلدستہ بناکر کوئی رضوان ایسا
از سر حسن یقین کہدو یہ تاریخ ذبیح — جسکا ثانی نہیں ممکن یہ ہے دیوان ایسا

۱۳۱۸ھ

جناب سید احمد شاہ صاحب بسمل ہمشیر زادہ میر ظہور حسین مرحوم وکیل و شاگرد رشید جناب قیصر الہ آبادی

دکھا کرشب کو جلوہ یوں کہا اک ماہ طلعت نے — رخِ پرنور پر جسکے نقابِ فکرِ نازک ہے
ہوا ہے طبع فرمانِ سخن اس حسن و خوبی سے — کہ جسکا نقطہ نقطہ انتخابِ فکرِ نازک ہے
مرقع مانی و بہزاد کا ہے ہر غزل اسکی — تحیر خیز تصویرِ شبابِ فکرِ نازک ہے
نہیں ہیں اوسکی سطریں صاف وہ موتی کی لڑیاں ہیں — ضیا گستر کچھ ایسی آب و تابِ فکرِ نازک ہے
سر میدان کاغذ یوں رواں ہے اشہب خامہ — جلو میں فوج معنی ہمرکابِ فکرِ نازک ہے
کھڑے ہیں دست بستہ سامنے دستے مضامیں کے — شہنشاہِ سخن پرور خطابِ فکرِ نازک ہے
زمینِ شعر میں دریا بڑھا ہے یہ فصاحت کا — سرِ عرش بریں پہونچا حبابِ فکرِ نازک ہے
زبان دانوں میں شہرت ہے اسی نطقِ بالحق کی — کلیم خوش بیاں بھی فیض یابِ فکرِ نازک ہے
یہ سنکر مژدۂ خوش بسملِ جادو بیاں چونکا — جو رشکِ طوطیٔ حاضر جوابِ فکرِ نازک ہے
یکایک کھل گئیں آنکھیں جو فکرِ طبع کے سن میں — کہا دل نے شعاعِ آفتابِ فکرِ نازک ہے

۱۳۱۸ھ

ولہ

قیصر کہ ہست قیصرِ ملکِ سخنوری — شاہ است او و باج دہش انوری بود
زیبا است ایں تخلص زیبندہ بہر او — کش بر جماعتِ شعرا سروری بود
دیوان بے مثال چو فکرش نمود جمع — کیں کیش شاعران بہ سخن گستری بود
آمد ندا زغیب کہ ارزان بود بجان — ایں جوہر گران چو کسے جوہری بود
تاریخ طبع بسمل در خون طپیدہ گفت — در یتیم را ہمہ کس مشتری بود

۱۳۱۷ھ

ولہ

جناب قیصر ملک فصاحت — چہ تصویر معانی بر کشیدہ
بیک نظارہ اش حیران چنان شد — کہ رنگ از چہرۂ مانی پریدہ

زلیخائی است طبع او و مضمون — غلامش ہمچو یوسف زر خریدہ
صلائے طبع دیوانش چو دادند — نوید آن بگوشم من رسیدہ
نوشتم بسمل از منقوط سالش — عزیز مصر را از جا کشیدہ
تر او دیدہ و یوسف را شنیدہ — شنیدہ کے بود مانند دیدہ
١٣١٨ھ

ولہ

چھپا وہ حضرت قیصر کا دیوان — ہوئی ہے جسکی اک عالم میں شہرت
سنہ تاریخ زبر و بینت میں — شگفتہ ہوکے یون بولی طبیعت
دل ان دونون سے کر تم انہیں ملاکر — لکھو بسمل کہ گلزار فصاحت
١٣٠٨ فصلی

ولہ

مسرت ہوئی مجکو سنکر کمال — کہ اوستاد کا میرے دیوان چھپا
سنہ پوچھے سال جب زبر میں بینہ میں — جو بسمل ذرا غور میں نے کیا
بصد شوق تب ملہم غیب نے — کلام فصاحت بیان ہے کہا
١٣١٩ھ

ولہ

ہیں اشعار دیوان کے جو گوہر یان — روش احسن بندش کی رشک چمن ہے
سیاہی ہے یا سرمہ چشم نرگس — جو ہے صفحہ وہ تختہ یاسمن ہے
زمین ہے دلربا شاعران سخن میں — نئی نازکی ہے نیا بانکپن ہے
کہا ہاتف نے لکھو کوئی قطع تو بھی — جہان میں یہی شاعر و نکتہ چین ہے
یکایک سر حرف طالب ہے بسمل — یہ دیوان [illegible] سخن ہے

ولہ

بصد شوکت چھپا دیوان استاد اعظم کا — [illegible]
سنہ تاریخ تب یون بلبل [illegible] نے کہا [illegible] — [illegible]
١٣١٩ھ

ولہ

١٣/١٢ چلتی نسیم فکر ہے گلزار ہے باغ سخن — ہے جن گل الفاظ پر بلبل دل احباب ہے ١٢
١٣/١٢ نگین لکھی تاریخ بسمل بصنع بینہ — اشتاق نہال شاعری کیا کیا ہوئی شاداب ہے ٢٢

جناب منشی شیخ انور علی صاحب انصاری المتخلص بہ انور رئیس شہر شاگرد رشید حضرت قیصر الہ آبادی

کیون نہو دیوان رنگین میں بہار — اسکا ہر اک شعر ہے گل پیرہن
نقش دلکش ہیں معانی سر بسر — پیکر تصویر مضمون ہے دلہن
کیا جدت ہے شعر میں بندش ہے چست — [illegible] ہے بیت بیت بانکپن
آفتاب [illegible] — [illegible] ہر ایک مصرع کی کرن

نقطے ہیں سب قطرۂ آبِ گہر
سمجھیں کیا نافہم پاکیزہ کلام
جوہری ہی ہوتے ہیں جوہر شناس
ہے انوکھی یہ کہانی عشق کی
اللہ اللہ جلوۂ حسن کلام
دیکھکر رنگینی گلہائے نظم
صنعِ زیر و بینہ ہو طبع زاد
کہدو انور مصرعۂ فوق المنقوط
رنگ پھر لائی بہارِ دستان
یک بیک پھر طبع نے انور کہا
بیت برجستہ سے دو سن ہیں عیان
دل ہوا محفوظ ہے یہ عیسوی
۱۹۰۷ع

سحر ہے ہر اک غزل کی موج زن
قدر اسکی جانتے ہیں اہلِ فن
سب نہیں پہچانتے دُرِ عدن
دور اس سے ہوتے ہیں رنج و محن
شمع ہے گویا میانِ انجمن
دل ہوا فرطِ خوشی سے خندہ زن
اس نئے انداز سے لکھو یہ سن
سچ ہے یہ بے شک ہے بزمِ سخن
۱۳۲۵ ہجری
پھر ہوا شاداب مقصد کا چمن
کیوں ہو بحرِ جستجو میں غوطہ زن
فکر کیا ہے کہہ دو دل او دہن
اور ہجری ہے دُرِ تاجِ سخن
۱۳۲۵ھ

ولہ

رہیں حیران مصور کیوں نہ پھر تصویر کی صورت … چمک ہے جوہرِ آئینۂ مضمون کی دیوان میں
ہے فیضِ آتش و اعظم سے شمعِ شاعری روشن … غنیمت حضرتِ قیصر بھی ہیں بزمِ سخندان میں
قلم نے صنعتِ توشیح میں تاریخ جب لکھی … یمن میں چین میں شہرت ہوئی شہرستان میں

ولہ

جنابِ شاہ صاحب شاہِ اقلیمِ فصاحت ہیں … پسندِ خاطرِ اہلِ جہان ہے دفتر یکتا
پڑھی ہے دیکھئے کیا آبرو ملکِ بلاغت کی … مزین ہے سرِ اقدس پہ تاجِ گوہرِ یکتا
لطافت حسنِ معنی کی ذرا اہلِ نظر دیکھیں … کہ آئینہ ہے عالم میں کلامِ سحر پر یکتا
سرِ بدیع قلم ہو جو ہر مضمون سے کہلے انور … چلے ایسی صفائی سے زبانِ خنجرِ یکتا
حروف بانقط میں مصرعِ تاریخ یہ لکھدو … سلیس و صاف و شستہ ہے کلامِ قیصرِ یکتا
۱۳۲۵ھ

ولہ

جب چھپا دیوان فرمانِ سخن … نقطے نقطے سے ہوئی توقیرِ نظم
فکر نے تاریخِ زبر و بینہ … کن کن اندازوں سے کی تحریرِ نظم
اوّل و آخر سے لیکر کل حروف … زیبِ دل ہے کہدو عالمگیرِ نظم
۱۹۰۷ سمت

ولہ

جب لگی کھنچنے شبیہہ نظمِ عالی منزلت … چرخ سے خورشید نے بھیجی سیاہی نور کی
کیوں نہو سرسبز پھر شاخِ نہالِ شاعری … ہے روش باغِ سخن میں اعظمِ مغفور کی

بیت رنگین پرنہین نقطونکے چھینٹ کی فضا — یہ بہار دلستان ہے خوشۂ انگور کی
دائرہ ہر نرگس شہلا کا بجا ہے گمان — کھل گئی ہین شوق نظارہ مین آنکھین حور کی
صفحۂ قرطاس ہے آئینۂ شوکت نما — نقطون نقطون مین نمیا ہے پارہ نور کی
مرہم زخم محبت نسخۂ اشعار ہے — سلسلے سطرون کے ہین پٹیان ناسور کی
معجزہ ہے سحر ہے جادو بھرا ہے کلام — یا سراپا ہے کہانی عاشق مہجور کی
کین ادا اون سے ہے لیلائے [illegible] — ہے گندھی کس حسن سے چوٹی شب دیجور کی
شکل جو دل مین تھی پنہان وہ نمایان ہو گئی — آ گئی لو سامنے آنکھونکے صورت دور کی
تا نہج تدبیر نے سال مسیحی کے لئے — کھولدی اولجھی ہوئی گتھی دل رنجور کی

ولہ

کہد و انور ہے یہ روشن مصرعۂ فوق آ — نور اس دیوان کا ضو ہے چراغ طور کی

جناب سید ابوالحسن صاحب چشتی صابری رجسٹرار قانونگو تحصیل کرچھنا ضلع الہ آباد متخلص بہ شایق رئیس شاہجہان پور و شاگرد رشید حضرت قیصر الہ آبادی

ز فکر قیصر ستادہ اولوالعزم — مرتب شد عجب نایاب دیوان
بگو اے ابوالحسن تاریخ ترتیب — کلام منتخب نایاب دیوان ۱۳۲۸ھ

ولہ

ہوگئی ترتیب نظم پاک کی — ہر طرح بے مثل ہے بے عیب ہے
اوسکی یہ تاریخ شایق نے لکھی — بے بدل دیوان لسان الغیب ہے ۱۳۱۸ھ

ولہ

شہ عالی قیصر نکتہ سنجے — چہ دیوان گفتا گہر بالسفتا
پئے سال طبعش سروشی بہ شایق — خوشا نظم نادر بمنقوط گفتا ۱۹۰۰ع

ولہ

شاہ ذیجاہ امین الدین نے — جنکو کہتا ہے زمانہ قیصر
تازہ دیوان کی دی ہے ترتیب — جسکا ہر شعر ہے سلک گوہر
سارے عالم کو کیا ہے بے چین — شوخیٔ نظم نے جسکی لیکر
اسکے تحریر کے خاطر لائے — دیدۂ حور سے شرمندہ ہوکر
ہے یہ دیوان جنان جنت — ہین یہ اشعار زلال کوثر
کہین لکھا ہے سراپائے رسول — کہین لکھی ہے ثنائے حیدر
پس یہ لازم ہے بنا ہین تعویذ — حور و غلمان ملک و جن و بشر
عیسوی اوسکی یہ تاریخ ہوئی — قیصری نظم سراپا دلبر ۱۹۰۰ع

از فضل خداوند جہان حضرت قیصر
علم از دل و جان گشت محیط سخن فرمود

وله

آراسته فرمود چو دیوان بلطافت
گوید دل آگاه از سخن ابر سپہر حکمت ١٩٠٠ء

جہد ادیوان تجلی گاه مدح شاه دین
بہر سال طبع وہم ترتیب جبریل امین

وله

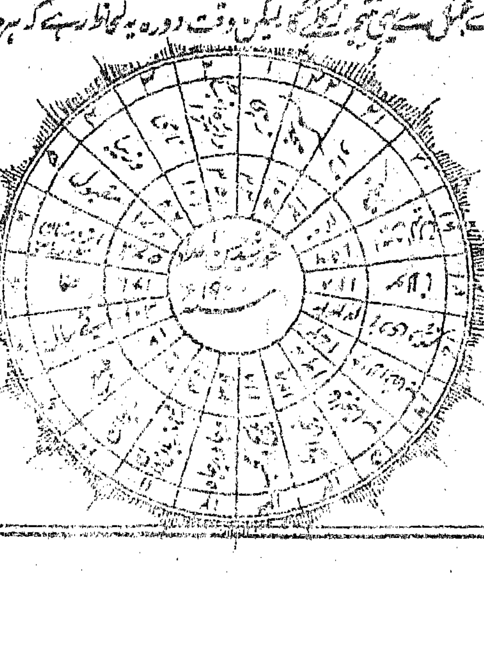
ده چو نظم لاجوابی شاه قیصر جاه گفت
چہ تو نور محمد یا رسول اللہ گفت

دلچسپ نظم قیصری صد رشک فی تحسین ہے
ماه سما ہے تیری خورشید برج الدین
اے راحتی و بہار ادوار روح روا نجا را غذا
شمع شبستان سخن نور چراغ انجمن
اے شاه عالی شان من قربان تیرے خیال
تیرا نوازش بہ بین چشم بصیرت سرمگین
بے مثل جو شد شمع عدد بین شده تاریخ او

وله

ہم قابل صد مرحبا نادر کلام خوش مذاق
مرآت فکر شہر را جلا نادر کلام خوش مذاق
سر تشنہ را آب بقا نادر کلام خوش مذاق
آئینہ دل را صفا نادر کلام خوش مذاق
خوش گفتہ صل علی نادر کلام خوش مذاق
فرمود کار طوطیا نادر کلام خوش مذاق
جوہر نما ہم دل ربا نادر کلام خوش مذاق

اس دائرہ کا تاریخی نام خورشید حسن اعداد سے ہے ہر طرح پر اس سے سنہ عیسوی سے جلوہ گری ہے اول یہ عدد نصف دائرہ سے دو طرح پر - دوم - ٢١٠ - اس طرح پر کہ ایک خانہ چھوڑ کر دوسرے کے اعداد جمع کیا دین تمام دائرہ کا دورہ اسی طریقہ سے کرینگے بعد میزان ہے مطلوب حاصل ہوگا سوم - ٢٢ اس طرح پر کہ ایک خانہ کو مبدا قرار دیکر ٧ - ٧ - خانہ کا دورہ کریں - اور عدد ہر خانہ علیحدہ لکھتے جاوین اور یہ دورہ اوس وقت تک جاری رہے جب تک خانہ مبدا پر تمام نہو پھر میزان دیکر سنہ ١٩ء کو ملاحظہ کریں ہر خانہ کے عمل سے یہی نتیجہ نکلیگا لیکن وقت دورہ یہ لحاظ رہے کہ ہر مرتبہ ہر ساتوین خانہ کا مکرر شمار ہوگا۔



تیسرا تاریخی دائرہ [illegible]

جناب سید عنایت حسین صاحب ملقب بہ مقبول شاہ چشتی صابری قادری نوری لکھنوی ہیڈ کلارک محکمۂ پولیس ممالک مغربی وشمالی واودھ شاگرد حضرت قیصر الہ آبادی

چھپا کیا حضرت قیصر کا دیوان — ورق ہر ایک اوس کا یاسمن ہے
ہین سطرین رشک سنبل نکتے غنچے — جو صفحہ ہے وہ گویا نسترن ہے
کج و پیچ اوس کے حرفون کی نہین ہین — عروسان چمن کا بانکپن ہے
زمین ہر اک غزل کی چشم بد دور — بعینہ اوس مین سب [illegible] ہے
بہار باغ فردوسی و سعدی — فدا ہے جس پہ [illegible] ایسا یہ چمن ہے
مضامین کی روش مین ہر طرح سے — نسیم نو بہاری کا چلن ہے
رہے کیون باد صرصر سے نہ محفوظ — کہ ابر باغ کن سایہ فگن ہے
ہوئی پھر فکر تاریخ اشاعت — نہ ہو کیون یہ رنگ اہل فن ہے
پکارا یک بلبل دل نے عنایت — جو شاخ نخل تن پر نغمہ زن ہے
کہا یون مصرعۂ تاریخ رنگین — یہی گلدستۂ بزم سخن ہے ۱۳ھ

جناب حکیم مظہر الحق صاحب عرف ننھے میان صاحب خلف جناب مظہر محمدی رئیس شہر الہ آباد

حضرت قیصر کی عالی فکر کا حاصل ہو — یہ چھپا ہے کراسے مجموعہ کامل ہو
شش جہت مین دھوم ہے مظہر کہ ہو تاریخ طبع — غیب سے آئی ندا مرغوب اہل دل ہو ۱۳

جناب سید یوسف علی صاحب یوسف رئیس الہ آباد و شاگرد جناب قیصر الہ آبادی

چھپا ہے حضرت قیصر کا اسطرح دیوان — کہ جیسے پھولون مین سورج مکھی میان چمن
ہر ایک شعر مین ہے نور مطلع خورشید — ورق ورق ہے ہر اک مہر سطر سطر کرن
ہین شاہدان مضامین کے رخ کے وہ جلوے — کہ جنکے حسن سے حیران ہے آسمان کہن
نظر پڑے جو یہ انوار جلوسے یوسف — کہا یہ فکر نے لکھ مادہ کوئی روشن
عروج مصرع تابان کو اس طرح کلک نے — کہ جس مین صاحب معراج کے ہو پیچ کا سن
سر جلوس سے ناگہ یون اوٹھا ہاتف — عجیب اوج پہ ہے پایۂ سپہر سخن ۱۳

ولہ

چھپا ہے استاد کا جبکہ دیوان — ہوئی خرمی مجھکو حد سے فزون
دو چندان عدد کرکے کہہ سال ہجری — سر طبع و قلب سخن پاسے مضمون ۱۳

ولہ

ضیائے مضامین اشعار قیصر — ہوئی بزم عالم مین جید نمایان

چراغ تفنگر کو ہاتھون مین لیکر
جو یوسف ہوا طبع کے سن کا جویان

سر بلور تب جلوہ گر ہوکے ہم
یہہ بولا کہ شمع شبستان دیوان
۱۳۱۵ سنہ

جناب میر احسان الحق صاحب تخلص احسان قادری خوشنویس ساکن الہ آباد نبیرہ سید عبد العلی صاحب عرف میر سید صاحب مرحوم دہلوی

لکھا وہ حضرت قیصر نے دیوان
کہ جسکی نظم ہے یکتا سراسر

نہون کیونکر بلند اسکے مضامین
ہین عالی خاندان و اہل جوہر

زبان شیرین کلام پاک شیرین
نکیون ہر شعر ہو قند مکرر

بڑے استاد تھے گو غالب و ذوق
مگر قیصر بھی ہین اسے علی سخنور

سن انیس سو مین خوب احسان
ہوا مشہور یہہ دنیا مین چھپکر
۱۹۰۰ عیسوی

جناب شاہ محمد ابرار عالم صاحب قادری نظامی فتحپوری تخلص بہ ابرار

جب قیصر نے دیوان ایسا لکھا
کہ حاسد کا رخ رشک سے زرد ہے

ہوئی فکر تاریخ ابرار جب
فلک نے کہا نغمۂ درد ہے
۱۳۱۵ ھ

جناب مولوی عبد الرزاق صاحب تخلص بہ سحر شاگرد جناب تسلیم لکھنوی

چھپا شاہ صاحب کا دیوان اب
مرصع ہے اول سے تا اختتام

زبان صاف بندش بھی سب سے الگ
اچھوتے مضامین ستھرا کلام

نہین صفحۂ کاغذی پر حروف
ہم آغوش ہوکر ملے صبح و شام

لباس حروفی مین خطاط نے
نگہ کے لئے کیا بچھایا ہے دام

اگر سحر تاریخ کی فکر ہے
تکلف نہ کر کیا ضرور اہتمام

بلا سے ہو پامال اعدا کا سر
چلے اشہب خامۂ خوش خرام

دم فکر ہاتف نے آواز دی
کہ لکھ سحر افصح و ابلغ کلام
۱۳۱۵ ھ

ولہ

اہون دیوان قیصر پاکہ نکلا
درخشان مطلع مطبع سے اک مہر

مسیحی سال تم روسلے وب سے
کلام حضرت قیصر لکھو سحر
۱۹۰۰ ع

جناب قاضی شاہ عبد الغنی صاحب تخلص بہ غنی خلیفہ سجادہ نشین افضل الہ آبادی شاگرد جناب [illegible]

قبلہ من جناب عسم کرم
در معنی بہ سلک دیوان سفت

سال طبعش غنی زجد نگار
سخن آبدار قیصر گفت
۱۳۱۸ ھ

جناب شیخ محمد حسن صاحب لاغر تخلص رئیس الہ آباد شاگرد حضرت قیصر الہ آبادی

دیدہ بہ نظم کا تماشا نہ ہے ۔ ہمین دیکھا کبھی ایسا کہنا
کہدو دیوان کی یہ لاغر تاریخ ۔ واہ ۔ قیصر ملک سخن کیا کہنا

چھپا دیوان مرے استاد کا واہ ۔ کہ ہے ہر شعر اوس کا روح افزا
تر و تازہ ہین اوس کے سب مضامین ۔ گمان ہے جس پہ گلزار جنان کا
ہوئی لاغر جو مجھکو فکر تاریخ ۔ کہا یون طبع نے ہو قطعہ ایسا
سر ہر لفظ مصرع سے عیان ہو ۔ سن ہجری بھی کا سال پیدا
یہ سنکر بلبل دل بول اوٹھا یون ۔ حنا و یاسمین و شاخ و غنچہ

جناب سید جعفر حسین صاحب جعفر رئیس محلہ دریا آباد شہر الہ آباد شاگرد جناب قیصر الہ آبادی

دیوان چھپا یہ اچھا ہے شکر یا الہی ۔ روشن ہے نکتہ نکتہ ہے نور کی سیاہی
تاریخ طبع کوئی اس کی جو مجھسے پوچھے ۔ جعفر نشان دیکھو کہدے ہے نظام شاہی

جناب میر سید حسین صاحب فوق رئیس الہ آباد شاگرد جناب قیصر الہ آبادی

دیوان بے نظیر جب استاد کا چھپا ۔ یہ آیا فضل حق سے مرے دل کا مدعا
اے فوق مجکو طبع کے سن کی ہوئی جو فکر ۔ ہے غنچۂ مراد یہ رضوان نے دی ندا

جناب سید کرم حسین صاحب نیر رئیس الہ آباد شاگرد جناب قیصر الہ آبادی

جب مرے استاد کا واہ یہ دیوان چھپا ۔ بلبل دل ہر ایک کا فرط طرب سے کھل گیا
فکر جو سال طبع کی نیر عاصی ہوئی ۔ نغمہ بہار یہ ہاتف غیب نے کہا

جناب سید نوازش حسین صاحب سادات بارہا رئیس محلہ دریا آباد شہر الہ آباد ملازم عدالت العالیہ ہائیکورٹ شاگرد جناب قیصر صاحب الہ آبادی

مین پے تفریح جا نکلا جو خسرو باغ مین ۔ وان بہار تازہ کا سامان نظر مجکو پڑا
فرط شادی سے ہر اک گل ہنس رہا ہے چار سو ۔ اور غنچون کے چٹکنے سے یہ آتی ہے صدا
مدتون آتش رہے فرمانروائے ملک نظم ۔ بعد قبضہ مین آ اعظم کے رہا یہ سالہا
سلطنت اعظم کی جب پہونچی قریب اختتام ۔ پھر تو اقلیم سخن مین قیصری ڈنکا بجا
مدتون تک زمین پر خوب ہی ہے انتظام ۔ دست بستہ دیکھو حاضر ہے مضامین کا پرا
ماشاءاللہ اوج پر ہے کیا نشان شاعری ۔ مشتہر ہو نیکو فرمان سخن ہے جیب یا

اسلئے مژدہ سناتے ہین تجھے یہ عندلیب — چہچہے کر توبھی کہہ صل علیٰ صل علیٰ
جب نوازش مین سنے وان بن تک کی دیکھی بہا — دفعتاً یہ بول اُٹھا مجھسے مرا ذہن رسا
حضرت شاہ امین الدین مرے استاد ہین — ہین وہی لاریب ہین ملک سخن کے بادشا
طبع دیوان کے لئے اونکے کوئی لکھ دے وہ شعر — جس سے سال عیسوی بس صاف ہو جلوہ نما
بلبل دل نے کہا دو بار کہہ لفظ ہزار — عیسوی سن ہے کرے گر تو سوکا ہندسا ۱۹

ولہ

چھپا ہے فضل حق سے کیا بصد زیب — کلام حضرت استاد ذیشان
زمین ہے چرخ چارم ہر غزل کی — ندا دیتا ہے یہ گردون سے کیوان
بلاغت سے فصاحت سے ہے مملو — کرے گا قدر اسکی ہر سخندان
ستارونکی طرح روشن ہین نقطے — ہر اک مصرع ہے رشک ماہ تابان
ہر اک مضمون ہے اعلیٰ سے اعلیٰ — یہ کیونکر دیکھ کے حیران ہے سحبان
ہوئی جب طبع کی سن کی مجھے فکر — ندا دی عقل نے کیون ہے پریشان
عیان کردے حساب عیسوی مین — نوازش حضرت قیصر کا دیوان ۱۹

جناب منشی محمد فصیح اللہ صاحب متخلص بہ فصیح رئیس شہر شاگرد حضرت قیصر الہ آبادی

عجب حسن بندش ہے اشعار مین — کہ مشتاق ہین اس کے برنا و پیر
کہو اس کی تاریخ یون اے فصیح — یہ دیوان چھپا ہے کیا بے نظیر ۱۳۱۸ھ

جناب مہدی حسین خان صاحب مہدی تخلص رئیس شہر شاگرد حضرت قیصر الہ آبادی

چھپا دیوان جب سلطان اقلیم بلاغت کا — صدا لئے مرحبا دی یک بیک سحبان وائل نے
مجھے مہدی جو اسکے طبع کے سن کا خیال آیا — کلام شاہ اقلیم سخن ہے یہ کہا دل نے ۱۳۱۸ھ

جناب شیخ کمال الدین صاحب کمال زمیندار موضع لبھندی شاگرد حضرت قیصر الہ آبادی

چھپا اس حسن سے قیصر کا دیوان — کہ ہر صورت سے وہ محبوب دل ہے
کمال زار نے پوچھی جو تاریخ — کہا ہاتف نے اک مرغوب دل ہے ۱۳۱۸ھ

جناب محمد جعفر خان صاحب متخلص بہ جعفر رئیس شہر شاگرد حضرت قیصر الہ آبادی

نہین ہے اسکا جہان مین نظیر دل بولا — کہ لاجواب کلام جناب قیصر ہے
جو پوچھا مین نے سن طبع تو بصد فرحت — کہا یہی سخن ہمیشہ آل جعفر ہے ۱۳۱۸ھ

جناب سید حیدر حسین صاحب حیدر مترجم مینوسپل بورڈ شاگرد جناب سید احمد شاہ صاحب اسلم

حسرت اُستاد کا دیوان چھپا ہے ازل سے جو کہ ہین سرشار معنی
نسیم فکر کے چلنے ہین جھونکے مہکتے ہین گل رخسار معنی
بہار آئی ہے کیا باغ سخن مین پھلے پھولے ہین سب اشجار معنی
گل مضمون سے جو جو رشک کہا ہین پُچُبھین اوسکے جگر مین خار معنی
ہوئی تاریخ کی جب فکر حیدر ہوئے گویا لب اظہار معنی
مسیحی سال لکھ دو عجب مین شگفتہ غنچہ گلزار ۱۹۰ معنی

جناب ارشاد حسین خان صاحب رئیس محلہ دریا آباد الہ آباد

صاف و روشن آجتک کوئی کہا صورت دیوان قیصر کب چھپی
یہ کہی ارشاد نے تاریخ طبع ہے گرامی نظم اچھی اب چھپی ۱۳۱۸

جناب شیخ کلب حسین صاحب اکبر شاگرد جناب قیصر الہ آبادی زمیندار موضع داند پور

اوستاد کا جب دیوان تیار ہوا چھپکر تصویر کتابت سے حیران ہوا مانی
ذاکر سے دشمن کو اکدم مین قلم کرکے ہاتف یہ پکارا اوٹھا ہے نسخۂ لاثانی

جناب سید محمد عیسی صاحب زمیندار اسرادے کلان پرگنہ چایل ضلع الہ آباد

ہین عرش کمال شاہ صاحب دیوان ہے اوسکا نور آگین
تاریخ کہی یہ مین نے عیسی زیبا ہے یہ اوج نظم دین

جناب میر نعمت علی صاحب نعمت تخلص رئیس شہر الہ آباد

حضرت قیصر کا دیوان چھپ گیا بڑھگیا جس سے وقار حسن نظم
ہے بلاغت معنی و الفاظ مین ہوگیا اب اعتبار حسن نظم
طبع کی تاریخ نعمت نے کہی از سر بہجت بہار حسن نظم ۱۳۱۸

جناب شاہ محمد یوسف صاحب رئیس شہر متخلص بہ جلیل جلیلی چشتی شاگرد حضرت انور الہ آبادی

ہے یہ دیوان غیرت گلشن کرتے ہین اس کی سیر صبح و شام
کیون نہ چہکے یہ فرط شادی سے بلبل دل کو ہے خوشی کا مقام
جب مجھے فکر سال طبع ہوئی یون دہن مین کیا زبان نے کام
سر بسر مین جلیل کرکے قلم کہہ دو اچھا ہے باغ کلام ۱۳۱۸

جناب منشی شیخ اکبر علی صاحب متخلص اکبر رئیس شہر شاگرد و برادر خورد جناب انور الہ آبادی

[illegible]

دیکھکر رنگِ گلستانِ سخن　　بلبلِ دل نے مرے کھولی زبان
طبع کی تاریخ کے بھی گل کھلین　　یون سے چلے ہر دم نسیمِ بوستان
فلک کیون سب ہے سن کی تکورات بین　　کہہ نہ دو اسپ ہوئے اکبر شادمان
خوب ہے یہ مصرعہ فوق النقوط　　خوش ہوا سنکر کلامِ خوش بیان
۱۹۰۰ء

جناب سید شہوت علی صاحب شہوت خلف سید برکت علی صاحب مرحوم مرحوم الہ آباد

کلامِ قیصر ملک بلاغت کا نہین ثانی　　ہے عالم جسکی ضو مین بالیقین خورشید انور کا
مزے ملتے ہین کیا شیرینی الفاظ معنی مین　　زبان کیونکر نہ پائے ذائقہ قندِ مکرر کا
کہا دل نے شہوت مجھ سے جب اک قطعہ بھی لکھو　　کہ جسکو دیکھکر ہو رنگ پھیکا لعل و گوہر کا
یہ سنکر مینے یہ تاریخ لکھی طبع دیوان کی　　کلامِ عشوہ گر ہے دلربا اچھے سخنور کا
۱۹۰۰ء

ولہ

جب ہوا شایع کلامِ شاہِ اقلیمِ سخن　　ہر سخندان نے کہا صل علی صل علی
روے بہت سے اکہا ثروت یہ نئی سال طبع　　مرحبا صد مرحبا یہ خوب دیوان ہے چھپا
۱۳۱۸ھ

جناب محمد فیاض علی صاحب فضا تخلص رئیس شہر الہ آباد

صبا ہے کس لئے نازان ہر اک چمن پر اب　　یہان ہے جلوہ نما کون سا سمن بر اب
جو دوڑی آتی ہین حورین بلائین لینے کو　　یہ کس نے کھول دئے کاکلِ معنبر اب
وہ گل یہی ہے جو قیصر کا ہے کلامِ لطیف　　کرے مشامِ دل و جان کو جو معطر اب
وہ شعر پاک جو نذرِ حضور والا ہون　　کہ جن کے نور سے ہین دو جہان منور اب
زمین شعر کرے ناز تو بجا و درست　　کہ اسمین درج ہوئی مدحتِ پیمبر اب
لکھے ہین آپ نے دیوان مین نعتیہ اشعار　　اسی سے آپ ہوئے واصفِ پیمبر اب
کہون فضا سر اعدا اوڑا کے دو تاریخ　　خدائے شعر و سخن　　قیصر سخنور اب
۱۳۱۸ھ　　۱۹۰۰ء

ولہ

شاہ صاحب آپ ہین شیرین سخن　　دشمنون کو تلخکامی کیون نہو
حسنِ علم و فضل اب ظاہر ہوا　　قیصرِ نامی گرامی کیون نہو
شاعرِ شیرین سخن کے شعر مین　　خوش کلامی خوش بیانی کیون نہو
عشقیہ اور نعتیہ اشعار ہین　　اس لئے دیوان نامی کیون نہو
کہہ فضا اب کاٹ کے دشمن کا سر　　رشکِ عرفی تخمِ جامی کیون نہو
۱۹۰۰ء

جناب محمد ارشاد علی صاحب وفا رئیس الہ آباد

چھپا اب ہے وہ گلزار سخن خوب — کہ جسمین ہین لگے صد با چمن خوب
گل مضمون سے کھلے ہین تازہ تازہ — جنہین سنتے ہی رکھین گلبدن خوب
ہجاہے مطلب و عنقا سے مفہوم — لئے ہین گود مین غنچہ دہن خوب
ہر اک ترکیب روشن ہند شین صاف — سنا ہین اسکے ہین گر تعدن خوب
ابھی کہد و وفا رو سے ادب سے — کلام قیصر ملک سخن خوب

وله

یا انکو قیصر ذی وقار کہون — یا فلک سخن کا آفتاب ادا کہون
بہت سے وقا مر ہوش سے ہین — [illegible] یہ نگار کہون

جناب سید اصغر حسین صاحب جلیس صلاح بابشہر مچھلی شہر جونپور حال مقام ضلع الہ آباد

ہے یہ دیوان کہ مجموعہ آیات کمال — کیون نہ مشہور زمانہ مین ہو نام قیصر
از سر جہد یہ تاریخ جلیس نے لکھی — ہے بہا بحر فصاحت ہے کلام قیصر

جناب اقبال حسین صاحب متخلص بہ اقبال شاگرد جناب قیصر رئیس الہ آباد

یہ گل اس طرح کا ہے ہاتھ آیا — ہنا جس طرح رنگ لائی ہے جس کے
وہ دیوان ہے کہ بکل — بھرے گئے ہین ہر ایک اسکے اشعار جسکے
الگ سب سے اقبال ہے شاعری — خیال اور مضمون [illegible] کس کے
سر جوش سے [illegible] کا سال لکھ دو — جواب [illegible] کوئی وصف اسکے

جناب محمد حنیف شاہ صاحب رئیس دریاباد الہ آباد

[illegible]
[illegible]

جناب محمد [illegible] صاحب خلف [illegible] صاحب رئیس الہ آباد

[illegible]
[illegible]

تاریخ ترتیب دیوان [illegible]
شاہ عبدالنبی متخلص کو خلف الصفر
حضرت قیصر الہ آبادی

[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

فہرست غلطنامہ دیوان قربان سخن

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲	۱۱	تری	تیری
۳	۵	تری	تیری
ایضاً	۷	خلقت	خلقت
ایضاً	۹	تری	تیری
۷	۱	پری رویو	پری پیکر
۹	۵	فتنہ خوابیدہ	فتنۂ خوابیدہ
ایضاً	۱۸	تیری	تری
۱۰	۱۳	شکستہ	شکست
ایضاً	۲۰	درددل	دوددل
۱۱	۹	نقلا	نکلا
۱۲	۱۰	دوکان	دکان
۱۳	۱۶	تنگ	تنک
ایضاً	ایضاً	کھچکے	کھینچکے
۱۴	۱۳	یار	بار
ایضاً	۲۰	مری	میری
۱۵	۱۲	تیرے	ترے
۱۶	۹	درد	دزد
۲۴	۳	رخنے	رخنۂ
۲۷	۷	مراخیال	میراحال
ایضاً	۱۵	عیدنبی	جیدنبی
۳۰	۵	پرنشان	پریشان
ایضاً	۱۲	ہمکو	ہم تو
۳۲	۵	صدافگنی	صیدافگنی
۳۳	۸	لگالتے	لگالے
۳۶	۶	فقرتوکل	فقروتوکل
۳۸	۳	کب	کیا
۳۹	۱۹	جہان	جنان
۴۳	۹	جاے برے	جاتیری
۴۵	۱۰	کے	ہے
۴۷	۱۳	صدافگنی	صیدافگنی
۴۸	۹	کے لئے	کو لئے
۴۳	۸	دل فریب	دلفریب

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۶۳	۱۱	لعبہ	لعبتہ
۶۹	۶	ہاتھ لون	ہاتھین لون
۷۶	۱۹	شفاک	سفاک
۷۸	۷	واہو ہوکر	واہو کر
۸۶	۴	دوکان	دکان
۸۸	۲۰	ان سے	انکے
۹۲	۱۷	واعظ	وعظ
۹۳	۹	فلفل	قلقل
۹۶	۱۵	طاق نیسان	طاق نسیان
۹۹	۱	جھباک جھباک	جھبک جھبک
۱۰۱	۱۴	بتاباں	بیاباں
۱۰۳	۴	جائینگی	جائیگی
ایضاً	۱۴	صیحت	صحت
ایضاً	۱۵	یہہ سے گدا	یہہ میکدہ
۱۱۴	۴	قابل	قائل
۱۱۹	۲	خاموشی	خامشی
۱۳۰	۴	برباد کر	برباد ہو
۱۳۲	۱۵	طاق نیسان	طاق نسیان
۱۳۵	۹	ترے	تیرے
۱۵۷	۲۰	بلبلنگے	سنبھلینگے
۱۵۹	۱۴	مری	میری
۱۶۰	۱۵	سوز	شور
۶۶	۹	قبضہ	قصہ
۲۰۱	۲۰	جہان	جنان
۲۱۹	۳	قدسی	قدسے
۲۴۳	۶	رہے	رہیں
۲۴۷	۸	کلی	کلی
۲۴۸	۲۰	طعال	نال
۲۵۳	۹	حاشیہ پر غلطی سے کچھ نہیں لکھا ہے لکھنا چاہئے	[illegible]
۲۵۴	حاشیہ	[illegible]	[illegible]